اردو گیتوں کا تنقیدی جائزہ

۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۷ء تک۔

مقالہ

جو علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کی پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لئے پیش کیا۔

نگراں

پروفیسر آل احمد سرور

مقالہ نگار

قیصر جہاں

شعبۂ اردو

علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

۱۹۶۸ء

اردو گیتون کا تنقیدی جائزہ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۷ء تک

حرف آغاز

زیر نظر مقالے مین ۱۸۵۷ سے ۱۸۵۷ تک کے اردو گیتون کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے - اردو گیتون پر چند مضامین حال مین لکھے گئے ہین اور ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنی کتاب " اردو شاعری کا مزاج " مین گیتون کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے - مگر مجموعی طور پر اس صنف کی قدر و قیمت کا احساس عام نہین ہے بلکہ کچھ لوگون کا یہ بھی خیال رہا ہے کہ اردو مین گیت نام کی کوئی علیحدہ صنف نہین ہے اور یہ تمام سرمایہ اردو کے دائرے مین نہین آتا حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ گیت اردو مین اتنا ہی قدیم ہے جتنا ہندی مین (جیسا کہ حیات اللہ انصاری نے اپنے مضمون ٹھیٹھ اردو مین لکھا ہے) ہمارے قدیم ادبی سرمائے پر جدید نقادون کی نظر نہین گئی اور وہ اس ادبی اردو کو ہی سب کچھ سمجھتے رہے جس پر فارسی کا گہرا اثر رہا ہے - اگر ہم اپنے سارے سرمائے پر نظر ڈالین تو یہ واضح ہو جائے گا کہ اردو مین گیتون کا آغاز خسرو کے زمانے سے ہوتا ہے اور صوفیون کے اقوال مرثیے چکی نامے ہنڈولنے اور لوک گیت کے دوسرے نمونے ایک خاص جاندار اور مستحکم روایت کی نشاندہی کرتے ہین - اردو شاعری کا پہلا نام ریختہ ہے ریختہ موسیقی کی ایک اصطلاح ہے اور سعدی کے الفاظ مین بھی ریختہ گیت ہے -

سعدی کہ گفتہ ریختہ شیرو شکر آمیختہ
در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے (۱)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو کی اولین صنف سخن گیت ہی ہے اور خسرو سے جو غزل منسوب کی جاتی ہے وہ بھی گیت کہی جا سکتی ہے - گیتون کا یہ سلسلہ عرصہ دراز تک چلتا رہا مگر رفتہ رفتہ دربار کے اثر سے غزل کو عروج ہوا اور اس مین عجمی اثرات بڑھنے لگے - گیت برابر

---

(۱) سعدی — پنجاب مین اردو - محمود شیرانی - ص ۴۲ مکتبہ کلیان لکھنئو

لکھے جاتے رھے - مگر چونکہ ان کی زبان خاص قدیم تھی اور اسپر ھندی کا خاصا اثر تھا اس لئے بعد کے نقادون نے اسکو وہ اھمیت نہ دی جس کے یہ مستحق تھے - اس لئے ھم نے اس مقالے کے پہلے باب مین گیت کی تعریف کی ھے اور اسکی خصوصیات کو متعین کرنے کی کوشش کی ھے اور اس سلسلے مین انگریزی اور ھندی کے مستند نقادون کے خیالات سے بھی مدد لی ھے - دوسرے باب مین لوک گیت کی روایت کی طرف اشارہ کیا ھے جو صرف ھندی گیتون کی ھی نہین اردو گیتون کی بھی بنیاد ھے اور تیسرے باب مین ۱۸۵۷ تک اردو گیت کے ارتقا کی نشاندھی کی گئی ھے تاکہ گیتون کی روایت کا تسلسل واضح ھو جائے - ان تین بابون کو مقالے کا تمہیدی حصہ سمجھنا چاھئے -

چوتھے باب مین ۱۸۵۷ سے بیسوین صدی کے آغاز تک کے گیتون کا جائزہ لیا گیا ھے - واجد علی شاہ اور امانت کی کوششون سے گیت کو اور فروغ ھوا اور پھر پارسی کمپنیون نے اپنے ڈرامون مین گیتون کے شمول کو خاص اھمیت دی - واجد علی شاہ امانت مداری لال آغا حشر اور انکی ساتھیون کی کوشیش اس سلسلے مین قابل قدر ھین - یہ ضرور ھے کہ پارسی تھیٹر چونکہ عوام کے مذاق کا خاص خیال رکھتا تھا اس لئے یہ گیت کوئی بلند معیار پیش نہین کرتے - مگر اردو گیت کی تاریخ مین ان کی اھمیت سے انکار نہین کیا جا سکتا - بہادر شاہ ظفر اور واجد علی شاہ کے گیتون مین یہ خاص فرق اھمیت رکھتا ھے کہ ظفر کے یہان شاعرانہ خوبیان زیادہ ھین جبکہ واجد علی شاہ نے موسیقی کی دھنون کا خاص لحاظ رکھا ھے اور ادبی خوبی کی طرف بالکل توجہ نہین کی -

مغربی ادب کے اثرات جب اردو زبان و ادب پر پڑے تو ادب کو زیادہ آزادی ملی اور ھمارے سارے ادبی سرمائے پر نظر پڑنے لگی - قومی شاعری کو فروغ ھوا اور نظم کو ترقی ھوئی - مناظر فطرت کی عکاسی شروع ھوئی اور فطرت پرستی کا آغاز ھوا - مغربی شعرا کی نظمون کے تراجم نے اصناف نظم مین

تجربات کی طرف مائل کیا - قومیت کے ایک رومانی تصور نے قومی نظمون کے ساتھ قومی گیتون کے لئے بھی فضا
ہموار کی - اسمعیل کے یہان ہندوستانی فضا سے جو عشق ہے وہ بعض اوقات گیتون مین ڈھل جاتا
ہے - بانگ درا کے پہلے دور کی شاعری مین اقبال کی کئی نظمین گیت کہی جا سکتی ہین - مغرب نے
جو نئی شرقیت عطا کی اس نے ہمارے شاعر کو اپنی تاریخ اپنی تہذیب اور اپنے سارے ادبی سرمائے سے
قربت کی طرف مائل کیا - ٹیگور کے اردو تراجم نے ادب لطیف کے میلان کو قوی کیا - اور نثر مین حسن‌کاری
کے علاوہ شاعری مین بھی رومانیت کو ابھارا - اس میلان نے گیتون کی طرف توجہ مین مدد دی - اس دور
مین عظمت الله خان کا کارنامہ بڑی اہمیت رکھتا ہے - اس لئے ہم نے پانچوین باب کا آغاز انہین سے کیا
ہے - ہندی کو اردو سے قریب تر لانے کا سہرا عظمت الله خان کے سر ہی ہے - انہون نے لیرک
(غنائی شاعری) سے باقاعدہ اور شعوری طور پر اثرات قبول کئے - نئے چھند وضع کئے - غنائیت پر
خاص طور پر توجہ کی - گو انہون نے جو اصول بنائے وہ خود ان پر نہ چل سکے لیکن بیسوین صدی
مین گیت کو باقاعدہ صنف سخن کی حیثیت سے عظمت نے ہی روشناس کرایا ہے - افسر اور اندرجیت شرما
کی کوششین بھی اس دور مین قابل ذکر ہین - اس دور مین گیت پر خاصی توجہ ہوئی مگر ان کے موضوعات
مین تنوع کم ملتا ہے یہ وہ زمانہ تھا جب اردو ادب نیا موڑ لے رہا تھا - ذہنی بیداری کے آثار صاف
نمایان تھے - موضوعات مین وسعت آرہی تھی - قدرین بدل رہی تھین ہئیت اور مواد مین تبدیلی
آرہی تھی - لیکن گیت کی دنیا مین کوئی بڑی ہلچل نظر نہین آتی - روایتی موضوعات ہی گیت کے خاص
موضوعات تھے جو واردات حسن و عشق یا تصوف تک ہی محدود رہتے تھے - رفتہ رفتہ حفیظ کے
گیتون مین - موضوعات و ہئیت کے تنوع کے آثار جھلکتے ہین اور گیت عشق و عاشقی کے روایتی اسلوب سے
باہر نکلتا ہے - اب جدید مسائل کو بھی موضوع بنایا جارہا ہے -

پانچوین باب مین میراجی اور انکے معاصرین کا تذکرہ ہے - میراجی نے گیت کو نئے افق اور

نئے جہان بخشے ہین - انہین ہندو دیو مالا ہندی زبان اور ہندی مزاج سے خاصی واقفیت تھی وہ گیت کی روح اور اس کے مزاج سے بہت اچھی طرح واقف تھے اس لئے ان کے گیتون مین بڑی گہرائی ہے - سطحی جذباتیت کی جگہ ان کے گیتون مین سنجیدگی ہے اور ہندی کی کوری تقلید کے بجائے انہون نے گیت کی روح کو سمجھنے کی کوشش کی ہے - ان کے گیتون کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ مبہم نظمین لکھنے والا میراجی ان گیتون مین کہان چھپ گیا ہے -

میراجی کے زیر اثر بہت سے شعرا ٔ نے گیت پر طبع آزمائی کی ہے - اس دور مین گیت کے موضوعات مین بہت تنوع ہوا - گیت کو خاص اہمیت دی گئی اور شعرا ٔ نے باقاعدہ اسطرف توجہ کی - معاشی - معاشرتی اور سیاسی مسائل کو موضوع بنایا گیا - ان گیتون مین موضوعات کا تنوع بھی ہے اور تجربہ کا نکھار بھی - اب گیت محض دل بہلاوے کا سامان نہین رہا - بلکہ اسمین تمام مسائل در آئے سماجی گھتیون کو سلجھایا گیا دلی جذبات کی آئینہ داری کی گئی - معاشی زبون حالی کے نقشے کھینچے گئے مگر اپنے دائرے کے اندر اور اپنے اظہار کے تقاضون کے مطابق -

ایک طرف گیت باقاعدہ ابھر رہا تھا اور بہت سے شعرا ٔ صرف گیت کو ہی قابل توجہ سمجھ رہے تھے اور دوسری طرف وہ عظیم شعرا ٔ تھے جو غزل نگار اور نظم گو تھے لیکن گیت بھی ماحول سے متاثر ہو کر یا منہ کا مزہ بدلنے کے لئے کبھی کبھی لکھ لیتے تھے - ان مین اقبال - جوش - حسرت اور جگر کے علاوہ اور بہت سے شعرا ٔ شامل ہین ان کا تذکرہ ساتوین باب مین کیا گیا ہے - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیسوین صدی مین گیت کی طرف سبھی شعرا ٔ نے توجہ کی ہے یہ بات دوسری ہے کہ وہ اپنے دور کے ادبی تقاضون اور کچھ اپنے پختہ مزاج کی وجہ سے پوری طرح توجہ نہ دے سکے لیکن اس صنف سخن کی طرف سے یکسر بے اعتنائی برتنا ان کے لئے اب ناممکن ہو گیا تھا -

جدید دور مین فلمون پر توجه هوئی -فلم کو عوام پسند بنانے کے لئے فلمی گیت لکھے گئے گو زیادہ تر گیت جنسی جذبہ کو ابھارنے کے لئے اور ذهنون کے پیش نظر لکھے گئے هین لیکن ان گیتون مین بھی ایسے گیتون کی کمی نہین هے جو ادب کے شاهکارون مین جگه پا سکتے هین -فلمی گیتون کے موضوعات مین تنوع هے -ان مین لوک گیتون سے بھی استفاده کیا گیا هے اور اردو غزل سے بھی دونون رنگ بڑے شوخ هین -آٹھوین باب مین فلمی گیتون کا مختصر جائزه هے -یہان صرف چند اشارات پر هی اکتفا کی گئی هے -کیونکه فلمی گیتون کا خاصا بڑا سرمایه هے اور اس پر علحده تنقید هو سکتی هے اور هونی چاهئے-

گیت کا اهم موضوع حسن و عشق اور اس سے متعلق مختلف کیفیات و واردات هین -جدید دور کے تقاضون کے زیر اثر جدید موضوعات بھی ان گیتون مین جگه پانے لگے هین اور اب وه تمام موضوعات گیتون مین سموئے جا رهے هین جو نظمون مین جگه پاتے تھے نوین باب مین ان موضوعات کا مختصر جائزه هے-

گیت کے موضوعات کی وضاحت کے ساتھ دسوین باب مین گیت کی فنی خصوصیات پر روشنی ڈالی گئی هے - سادگی -سلاست -غنائیت اور اختصار کی اهمیت واضح کی گئی هے اور صوتی آهنگ کی اهمیت پر مناسب زور دیا گیا هے -

آخر مین مستقبل کے امکانات کی طرف اشاره هے - گیت کا مستقبل روشن هے -کیونکه اب گیت پر خاص طور پر توجه هو رهی هے اور یه غلط فہمی رفع هو گئی هے که گیت هندی سے مستعار هین (۱)۔ آج ایسے شعراء کی تعداد بھی خاصی هے جن کے گیتون کی اهمیت ان کی دوسری تخلیقات سے زیاده هے -

اردو گیت اب محض روایتی اصولون کا پابند نہین هے بلکه اس مین عهد به عهد تبدیلیان بھی

---

(۱) وزیر آغا - نظم جدید کی کروٹین ص۲۰ جدید ناشرین لاهور

رونما ہوئی ہین - یہ درست ہے کہ اپنے ابتدائی دور مین گیت روایتی تھا - لیکن جیسے جیسے گیت اردو مین رواج پاتا گیا اس نے روایتی اسلوب اور اندازے انحراف کیا ہے - گیت صوفیائے کرام کے زیر اثر پروان چڑھا ہے اس دور مین صوفیون نے خود کو عورت اور خدا کو معشوق تصور کیا ہے - یہ روایت گیت کی اہم روایت بن گئی اور اس روایت سے انحراف تقریباً نا ممکن ہو گیا - اور نہ صرف گیت بلکہ تمام ہندی شاعری مین یہ روایت مقبول ہو گئی لیکن اردو گیت کارون نے جب گیت کو اپنے جذبات و خیالات کے اظہار کا آلہ بنایا تو اس مین عورت کی جانب سے اظہار عشق پر اکتفا نہین کیا بلکہ مرد کو بھی عاشق کے روپ مین پیش کیا - یہ گیت کی دنیا مین ایک نیا موڑ ہے اور روایتی انداز سے انحراف بھی -

عرصہ دراز تک گیت کے لئے ہندی زبان اور ہندو دیو مالا کو ضروری سمجھا گیا اور گیت کو صرف کرشن کی بنسی کی تانون کے وقف کر دیا گیا - لیکن یہ موضوعات بدلتے ہوئے زمانہ کا زیادہ ساتھ نہین دے سکے اس لئے ان علامتون کی اہمیت بھی رفتہ رفتہ کم ہونے لگی اور گیت کا دائرہ وسیع ہوا - اس طرح گیت کو نئے افق اور نئے جہان ملے - اور ترقی کی راہین روشن ہوئین -

ادب مین ماہ و سال کی حد بندی قطعی نہین ہوتی - اگر مقالے کے عنوان کی سختی سے پابندی کی جاتی تو ایسے کئی اچھے گیت کارون کا تذکرہ نہ ہو سکتا جنھون نے ۱۹۵۷ کے لگ بھگ لکھنا شروع کیا ہے اور اب تک لکھ رہے ہین - اس لئے ہم نے ان گیتون کا بھی جائزہ لیا ہے جو ۱۹۵۷ کے بعد لکھے گئے تھا کہ ہمارے سامنے اس دور کی پوری تصویر آجائے - اس طرح یہ بات اور روشن ہو جاتی ہے کہ اس دور مین گیتون پر جو توجہ ہوئی ہے وہ کوئی وقتی چیز نہین ہے بلکہ روایت کے ایک نئے احساس اور حال کی بھول بھلیان مین ماضی سے ایک نئے رشتے کی نشاندہی کرتی ہے اور اس طرح اردو شاعری کی توانائی اور طاقت کو ظاہر کرتی ہے -

مقالے کے تین ضمیمے ہین - پہلے ضمیمے مین گیتون کے ان مجموعون کی فہرست ہے جن کا

مطالعه کیا گیا هے دوسرے مین اردو هندی اور انگریزی کی ان کتابون اور رسالون کی نشاند هی کی گئی
هے جن مقالے کی تیاری مین مدد لی گئی هے - تیسرے ضمیمے مین دورون کے لحاظ سے گیتون کا ایک
مختصر انتخاب هے بظاهر اسکی ضرورت نه تهی مگر خیال یه هوا که اس انتخاب سے گیتون کے ارتقاء کی
رفتار اور ان کے معیار کو سمجهنے مین مدد ملے گی - ~~[illegible]~~
آخر مین میرا یه خوشگوار فرض هے که مین اپنے استاد محترم پروفیسر آل احمد سرور صدر شعبه اردو علی
گڑھ مسلم یونیورسٹی کا شکریه ادا کرون جنکی نگرانی مین مین نے یه مقاله تیار کیا هے اور جنکی رہ نمائی
اور هدایت کے بغیر مین اس وسیع اور پهیلے هوئے موضوع کے ساتھ انصاف نهین کر سکتی تهی -

ان کے علاوہ مین جناب ڈاکٹر افضال احمد (لکهنئو) کی ممنون هون جنهون نے مجهے آرزو لکهنوی
کے گیتون کی نقلین مهیا کین - ڈاکٹر وزیر آغا - جناب قیوم نظر - جناب ناصر شهزاد - جناب اپیندرناتھ اشک
جناب ممتاز حسین - جناب اعجاز صدیقی کا شکریه بهی ضروری هے که انهون نے مطلوبه مواد کی فراهمی
مین مدد یا مفید مشورون سے نوازا هے —

گیت کی تعریف

شاعری دلی جذبات و خیالات کا غنائی اظہار ہے -یہ تخلیقی اظہار ہے اور نثر تعمیری اظہار ہے شاعری جذبے کے طوفان کو الفاظ مین اسیر کرنے کا نام ہے -جذبات و خیالات کو الفاظ مین اسیر کرنا آسان نہین مگر شاعر جو الفاظ کا تخلیقی استعمال جانتا ہے اپنی تخلیقی قوت سے انہونی کو ہونی کر دیتا ہے -شاعری تاثرات کی فطری زبان اور تخیئل کا شاہکار ہوتی ہے -یہ الفاظ کے ترنم -ان کے مفہوم معنی یا مطلب اور کنایاتی پہلو کا نام ہے[1] ورڈز ورتھ کے الفاظ مین شاعری جذبات کا بیساختہ سیلاب ہے[1] یہ حسن تخیل اور حسن بیان کا مجموعہ ہے -دراصل شاعری اتنی وسعت کی حامل ہے کہ چند الفاظ مین اسے محصور نہین کیا جا سکتا -شاعری کی روح نہ تو بلندی یا نزاکت خیال مین ہے اور نہ صرف الفاظ کے ماہرانہ استعمال مین بلکہ دل کی گہرائیون مین پوشیدہ ہے -

شاعری انسانی فطرت کا آئینہ ہے جس مین اس کے حرکات و سکنات طور طریقے وضع قطع رسم و رواج کا جلوہ نظر آتا ہے -جس مین اس کی زندگی کے تاریک پہلو و روشن پہلوابھر کر سامنے آتے ہین -

شاعری انسان کی اسی فطری خواہش کا نتیجہ ہے کہ وہ جن چیزون کو دیکھے یا سنے ان کو اپنے طور پر پیش کرے - یا جو خیالات اور جذبات اسکے دل مین موجزن ہون ان کو ظاہر کرے"(۲)

---

(۱) The poetical works of W. Wordsworth Page 935 Ed, by Thoms Hutchinson 1926. Oxford University Press London

(۲) عبدالقادر سروری - جدید اردو شاعری -شعر کی تقسیم -ص ۲۹

آزاد بک ڈپو ہال بازار امرت سر

اس لحاظ سے شاعری کی دو بڑی قسمین ہو جاتی ہین -

(۱) داخلی

(۲) خارجی

داخلی شاعری مین شعری تحریکات شاعر کو اپنے محسوسات جذبات اور قلبی کیفیات سے دستیاب ہوتی ہین - برخلاف اس کے خارجی شاعری مین وہ اپنی ذات سے قطع نظر وسیع کائنات پر نظر ڈالتا ہے - اس مین اس کے احساسات و جذبات کو بہت کم دخل ہوتا ہے -

اسی نقطہ نظر سے زندگی کے خارجی اور داخلی پہلو ایک دوسرے سے اسقدر اثر پزیر ہوتے ہین کہ ایک کو دوسرے کے بغیر سمجھا ہی نہین جا سکتا - اگر شاعر کی زندگی پے در پے انقلابات کا شکار ہو رہی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے افکار و احساسات اس کا مزاج اس کا زاویۂ نظر ان انقلابات سے بالکل بے اثر رہے - ہر وہ معمولی واقعہ جو شاعر کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے اس کے طرز فکر اس کے احساس اس کے مزاق اس کے معیار غرض یہ کہ اس کی پوری شخصیت مین سرائیت کر جاتا ہے اور یہی شخصیت شاعری مین سمٹ آتی ہے - خارجیت کو داخلیت مین سموئے بغیر کام نہین چلتا اسی لئے اس تقسیم کے باوجود داخلیت اور خارجیت کو ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ نہین کیا جا سکتا - یہ اصطلاحین صرف نمایان پہلو کو ظاہر کرنے کے لئے ہین - انہین سائنسی اصطلاحون کی طرح قطعی نہین سمجھنا چاہئے داخلی شاعری مین جذبات و دلی تاثرات مختصر طور پر بیان ہوتے ہین برخلاف اس کے خارجی شاعری مین کوئی جذبہ کوئی کہانی یا کوئی کیفیت تفصیل کے ساتھ بیانیہ انداز مین نظم ہوتی ہے -

اردو مین خارجی شاعری کے نمونے مثنوی -نظم جدید -قصائد اور رباعیات کے ایک حصے مینں مل جائینگے -داخلی شاعری کے ذیل مین غزل -مرثیہ -گیت اوررباعی کا بڑا حصہ شامل ھے - گیت کا تعلق چونکہ غنائی شاعری سے ھے اس لئے غنائی شاعری کی وضاحت بہت ضروری ھے -

اردو مین مستعمل لفظ غنائی شاعری کا مخرج انگریزی کا لفظ لیرک (Lyric) ھے اور لفظ لیرک کا مبغ لائرنامی آلہ غنا ھے -زمانہ قدیم مین اس آلے کے ساتھ گائے جانے والے گیت لیرک کے نام سے پکارے جاتے تھے -انگریزی زبان مین مستعمل لائر دراصل یونانی لفظ لورا (Lura) سے اخذ کیا گیا تھا -اس آلے کےساتھ گائے جانے والے گیت لوریکوس (Lurikos) کہلاتے تھے -

شروع مین لیرک لائر کے ساتھ گائی جاتی تھی اس لئے لیرک کی تعریف کرتے وقت لائر کو بھی مدنظر رکھا جاتا تھا - انسائیکلو پیڈیا آف برٹینکا مین اس نظم کو لیرک کہا گیا ھے جو لائر کے ساتھ گا ئی جاتی ھے (۱) لائرکی یہ قید رفتہ رفتہ ختم ھوتی گئی اور رومانی تحریک تک پہنچتے پہنچتے یہانتک کہا جانے لگا کہ لیرک کے لئے موسیقی کی بھی کوئی قید نہین ھے

---

(۱) "Lyrical poetry, a general term for all poetry which is, or can be supposed to be, susciptible of being sung to the accompaniment of a musical instrument." Encyclopedia Birtanica, Page 532. Volume 14, 1959. LONDON

اس تبدیلی کے زیر اثر لیرک کی تعریف از سرنو کی گئی ہم یہاںپر چند وہ تعریفیں پیش کرین گے جن سے لیرک کی تعریف وضع کرنے مین ہمین مدد ملی ہے -

لیرک کی تعریف مختلف علماء نے مختلف طور پر کی ہے - کوئی لیرک کے لئے شخصی جذبات کو ضروری قرار دیتا ہے کوئی موسیقیت - اختصار اور جذبے کی یک رنگی کو اہم سمجھتا ہے -

جارج سیمپسن نے غنائی شاعری کے لئے اختصار شخصی تاثرات اور شدت احساس کو ضروری قرار دیا ہے (۱)

گولڈن ٹریژری کے مرتب ایف - ٹی - پالگریو نے غنائی شاعری کے لئے ایک خیال - ایک احساس اور ایک حالت کو ضروری بتایا ہے - (۲)

(~~رزمیہ نظم~~) سی - ڈے لیوس نے لکھا ہے کہ وہ نظم جو بیانیہ - ڈرامائی - طنزیہ نہین ہوتی اور نہ ایپک ہوتی ہے - لیرک ہے یہ نظم تیرہ لائینون سے زیادہ نہین ہوتی (۳) لیرک کی وضاحت کرتے ہوئے وہ مزید فرماتے ہین کہ یہ شاعری کی سب سے زیادہ سادہ پاکیزہ صنف ہے اس مین دماغ کی ایک حالت - ایک موڈ یا دو سادہ کیفیتون کا بیان ہوتا ہے -

---

(1) "Three marks of true lyric, brief, intense and personal".

George Sampoon - The Concise Cambridge History of English Lit., Page 140

(2) "Lyrical has been here held essentially to imply that each poem shall trne one some single thought, feeling or situation".

F.T. Palgrave, The Golden treasury, Preface, Page 1. LONDON 1964

(3) The Lyric is a poem which is not dramatic, epic or narrative or satirical, or that a Lyrical is any poem of not more than about thirty lines".

C. Day, Lewis The Lyric impulse Page 3.

LONDON 1959

اس مین نہ کوئی استدلال هے اور نہ هی نصیحت - اگر اخلاقی درس هوتا بھی هے تو نہایت سادہ هوتا هے - اس مین رمزو کنایہ اور پیچیدہ ترکیبون کو جگہ نہین ملتی - (۱)

ولیم فلنک اهرل اور ایڈیسن هبرڈ لیرک کے متعلق رقمطراز هین —

یہ وہ مختصر نظم هے جس مین خاص طور پر تصورات - سریلاپن اور جذبات جگہ پاتے هین اور جو قاری کے لئے ایک تاثر پیش کرتی هے (۲)

ارنسٹ رس نے فرمایا هے کہ غنائی شاعری موسیقی آمیز الفاظ کا اظہار هے جو شدید جذبات سے Concordant Rhythm سے پوری طرح آزاد رهتی هے - (۳)

---

(1) We think of the lyric as the purest and simplest form of poetry. It is a poem which expresses a single state of mind, a single mood or sets two single moods one against the other. It does not argue or preach. If it is moralises the moral has an imsophisticated. ------- ----- It speaks with no irony or complexity of syntex".

C. Day Lewis. The lyric impulse Page 3

(2) "A brief subjective poem strongly marked by imagination. melody and emotion and creating for the reader a single unified impression".

William Flink Ihrall and Addison Hibbard.
A Hand book of Lit
Revised and Enlarged by C. Hugh Holman
The or dyssey press New York.

(3) "Lyric it may be said, implies a form of musical utterence in words governed by overmastering emotions and set free by a powerfully Concordant Rhythm".

Ernest Rhys, Lyric Foreward, Page 6.
LONDON 1913

مندرجہ بالا تعریفون مین جارج سیمپسن نے شخصی جذبات کو اہمیت دی ہے - ان کے مطابق غنائی شاعری مین شخصی ہی محور ہے - سی - ڈے لیوس نے اختصار پر توجہ دی ہے اور سادگی کو ضروری قرار دیا ہے - ولیم فلنگ اہول اور ایڈمسن ہیوڈ اور ارنسٹ رس نے موسیقت کی طرف متوجہ کیا ہے اور - ایف - ٹی پالگریو نے جذبے کی یک رنگی کو ضروری قرار دیا ہے - یہی یک رنگی غنائی شاعری مین اثر انگیزی اور کیفیت پیدا کرتی ہے - مندرجہ بالا لیرک کی تعریفون مین ارنسٹ رس ولیم فلنگ اور ایڈسن ہیوڈ کے علاوہ کسی نے بھی غنائی شاعری کی اہم ترین خصوصیت موسیقیت کو قابل اعتنا نہین سمجھا - صرف شدت جذبات - یک رنگی جذبات اور اختصار کی طرف متوجہ کیا ہے - گو یہ تمام چیزین بھی لیرک کے اہم ترین عناصر ہین لیکن موسیقیت کو بھی اس سے جدا نہین کیا جا سکتا - شدید اور پرجوش جذبہ جب امڈتا ہے اور مترنم الفاظ کے پیکر مین ڈھل جاتا ہے تو غنائی شاعری جنم لیتی ہے - دراصل موسیقیت اور شدید جذبہ ہی غنائی شاعری کی روح ہے باقی خصوصتین تو ان دونون کے ساتھ خود بخود ابھر آتی ہین - مثلاً موسیقیت کے دائرے مین زبان و بیان کی تمام خوبیان پنہان ہین - دوسری طرف شدید جذبے مین یک رنگی ضرور ہوگی کیونکہ ایک وقت مین ایک جذبہ ہی طاری ہوتا ہے - اپنی یک رنگی کی بنا پر یہ جذبہ لمحاتی اور پر اثر بھی ہوتا ہے - لیرک مین سموئے جانے والے یہ جذبات نہایت سادہ اور صاف ہوتے ہین پیچیدہ خیالات دوراز کار تشبیہات اور مبالغے کی اس مین زیادہ گنجائش نہین ہوتی نصیحت - اخلاقی درس اور استدلال بھی اس مین جگہ نہین پاتے - بلکہ یہ تو دلی جذبات کی آئینہ دار ہوتی ہے -

غنائی شاعری (لیرک) کو کئی حصون مین تقسیم کیا گیا ہے - ہم یہان صرف انہین کا ذکر کرین گے جو اردو مین رائج ہین -

سانیٹ : — یہ چودہ لائینون کی مختصر نظم ہوتی ہے - اختر شیرانی نے اردو مین خاصے سانیٹ لکھے ہین -

ایلیجی : — اسے اردو مین مرثیے کا نام دیا گیا ہے - اردو مین پہلے مرثیے سے عام طور پر وہ نظم مراد ہوتی تھی جو شہیدان کربلا کے متعلق ہو لیکن حالی کے بعد سے بہت سے مرنے والون کی یاد مین مرثیے لکھے گئے ہین -

غزل : — یہ اردو کی مقبول ترین صنف ہے - اس کے ہر شعر کا مضمون جدا ہوتا ہے - پہلے شعر کے دونون مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہین جسے مطلع کہتے ہین - آخری شعر مقطع کہلاتا ہے جس مین شاعر کا تخلص ہوتا ہے -

گیت : — یہ غنائی شاعری کا سب سے زیادہ عوام پسند اور قدیم ترین روپ ہے - گیتون مین موسیقیت اور جذبہ پر زیادہ توجہ ہوتی ہے - اس مین لفظ اور لے داخلی تاثرات کی طرف اشارہ کرتے ہین - ان مین نہ تو الفاظ کی بازیگری ہوتی ہے اور نہ ہی مبالغہ آمیزی بلکہ سیدھے سادے جذبات کو موضوع بنایا جاتا ہے - غنائی شاعری اور گیت مین وہی فرق ہے جو لیرک اور سانگ مین ہے - گیت غنائی شاعری کا محض ایک حصہ ہے - غنائی شاعری کا دائرہ جسقدر وسیع ہے گیت کا دائرہ اسقدر وسیع نہین ہے - غنائی شاعری بیانیہ ہو سکتی ہے - طویل ہو سکتی ہے لیکن گیت مین طوالت اس کے حسن کو مجروح کر دیتی ہے - غنائی شاعری مین موسیقیت ہوتی ہے اس لئے وہ گائی جا سکتی ہے لیکن گیت صرف گانے کے لئے لکھا جاتا ہے - یہ موسیقی کی دھنون اور تانون مین بھی سج سکتا ہے اور قاری اس کو پڑھ کر بھی حظ اٹھا سکتا ہے (۱) گیتون مین شاعری اور موسیقی یک جان ہو جاتے ہین -

---

(1) H.G. Grierson, Lyrical poetry from Blake to Hardy Page 7 LONDON

جو کچھ اوپر کہا گیا ہے اس کی روشنی مین دو طرح کے گیتون کو ہم سہولت کے لئے علحیدہ علیحدہ لے سکتے ہین -

۱- بغیر لکھے گیت

۲- لکھے ہوئے گیت

بغیر لکھے ہوئے گیتون مین لوک گیت آتے ہین - یہ گیت عوام کے دلی جذبات کے آئینہ دار ہین - ان مین عوام کے دل کی دھڑکنین سموئی ہوئی ہین - لکھے ہوئے گیتون کی بنیاد دراصل انہی گیتون پر ہے اس لئے ان کی اہمیت مسلّم ہے - (ان کی اہمیت کی وجہ سے ان کی تفصیل علیحدہ باب مین دی گئی ہے -) ان گیتون کا بڑا حصہ اب کتابون مین محفوظ ہے لکھے ہوئے گیت اور بغیر لکھے ہوئے گیتون کے موضوعات یکسان ہوتے ہین - لوک گیتون مین زبان کی چستی اور صفائی پر توجہ نہین ہوتی لیکن لکھے ہوئے گیتون مین زبان پر خاص توجہ ہوتی ہے - اس کی ایک وجہ وہ گاؤن کے لوگ ہین جن کے سینون مین یہ گیت امڈتے ہین یہ گاؤن کی عام جنتا اپنے جذبات کا اظہار چاہتی ہے یہ اظہار کیسے ہو اسے اس سے غرض نہین ہوتی اس لئے بعض اوقات بھونڈے اور بھدّے الفاظ کا استعمال بھی ہوتا ہے - برخلاف اس کے لکھے ہوئے گیتون مین موضوعات اور زبان و بیان کو اہمیت حاصل ہوتی ہے - یہ بغیر لکھے گیت دراصل اس دور سے تعلق رکھتے ہین جب کوئی ادبی زبان وجود مین نہین آئی تھی اور جذبات کے اظہار کے لئے مقامی بولیون کا سہارا لینا پڑتا تھا -

لکھے ہوئے گیت وہ گیت ہین جو سماج کی ترقی کے بعد وجود مین آئے یہ دراصل اس وقت کے گیت ہین جب زبان جذبات کے اظہار کا آلہ بن گئی تھی ان گیتون کو دو حصون مین تقسیم

کیا گیا ھے -

لفاتی گیت

گانے

گانے کی فنی خصوصیات کا اندازہ صرف گا کر کیا جا سکتا ھے -کیونکہ ان مین شاعر کے احساسات اور جذبات ایسے الفاظ مین ظاھر ھوتے ھین جن مین صرف آوازون کا حسن ھوتا ھے - شاعر ھر حرف کی آواز پہچان کر گیت مین اس طرح سموتا ھے جس سے قاری کے ذھن مین ایک جھنکار پیدا ھوتی ھے - شاعر موسیقی کے اصولون کو ملحوظ رکھتا ھے -فکر کو یہان جگہ نہین ھوتی -صرف جذبات پر توجہ ھوتی ھے -موسیقی الفاظ پر چھا جاتی ھے -اس لئے موضوع کو پس پشت ڈالدیا جاتا ھے سر اور تال کی کیفیت برقرار رکھنے کے لئے موسیقی کے اصولون کو پیش نظر رکھا جاتا ھے - امر کوش مین "گانے" کی چھ خصوصتین بتائی ھین - سر -لے -مدھرتا -سرستا - النکار اور خیال -(١) امر کوش کے مطابق گیت اور گان مین کوئی فرق نہین ھے اسی لئے اس مین گیت اور گانے (گان) کی خصوصیات یکسان بتائی گئی ھین -حالانکہ یہ خیال درست نہین ھے - کیونکہ گیت مین موسیقیت پر بھی توجہ ھوتی ھے جبکہ گانے (گان) مین صرف موسیقی ھی اھم ھوتی ھے ان گانون کے لازمی جز سر اور تال ھین -

لفاتی گیت لکھتے وقت تال سر اور راگ راگنیون پر توجہ نہ ھو کر موضوع اور چھندون کو مدنظر رکھا جاتا ھے -گیت مین سر کی اھمیت بھی مسلم ھے لیکن اسقدر نہین کہ الفاظ کا حسن مجروح ھو جائے -

---

(١) अमरकोष - प्रथम काराडम् श्लोक २५, २६ पृ० ५५ श्रीमदमरसिंह विरचित: प्रथमावृत्ती , लक्ष्मणपुरे - संवत् १६७५ वैक्रमीय: ।

گانے کی ایک قسم پد ہے - چھ یا آٹھ لائینوں کے ان گانوں کی پہلی لائن ٹیک کہلاتی ہے - یہ دوسری لائینوں سے بقابلتاً چھوٹی ہوتی ہے جس کو بار بار دھرایا جاتا ہے - پد کے آخر مین عام طور پر گیت کار کا نام ہوتا ہے - یہ پد مختلف راگ راگنیوں کو نظر مین رکھ کر لکھے جاتے ہین - ان کی تخلیق سنگیت کے شاستری اصولوں پر ہوتی ہے اس لئے چھند سے زیادہ موسیقی کی قواعد کو ملحوظ رکھا جاتا ہے -

شروع مین ان گانوں کی بہتات تھی - موسیقی کو اہمیت حاصل تھی الفاظ کی اہمیت نہ ہونے کے برابر تھی آلہ غنا کے ساتھ یہ گیت گائے جاتے تھے - اور یہ آلات غنا بھی اس وقت تک ترقی نہین کر سکے تھے - جذبے سے زیادہ ان مین سنگیت کی اہمیت تھی اس لئے ان گیتوں کا موضوع قابل توجہ نہین تھا بلکہ ان کی موسیقی موثر کن ہوتی تھی - رفتہ رفتہ گیت اور گانے کا فرق نمایان ہونے لگا - سنگیت اور شاعری علیحدہ علیحدہ ترقی کرنے لگے - گانوں مین شاستری اصولوں پر توجہ ہوتی اور گیت مین جذبات و محسوسات جگہ پاتے "گانے" مین ان کی اہمیت نہ ہونے کے برابر تھی -

کتابی گیتوں کو صرف آلہ غنا کے ساتھ گانے کے لئے نہین لکھا جاتا بلکہ ان کا سنگیت ان کے الفاظ کی ترتیب مین مضمر ہوتا ہے - یہ دراصل لوک گیت کی ترقی یافتہ شکل ہین -

گیت کی تعریف کرتے ہوئے مہا دیوی ورما رقمطراز ہین نشاط و الم کے پرجوش جذبات کی مخصوص کیفیت کو چند مناسب الفاظ مین ترنم کے سہارے بیان کر دینے کو گیت کہا جاتا ہے (۱)

---

(१) महादेवी वर्मा - यामा - अपनी बात - पृष्ठ ७ इलाहाबाद १९४६

مہادیوی ورما کی گیت کی اس تعریف مین گیت کے تمام اجزا سموئے ہوئے ہین - نشاط و الم دونون کا احساس پرجوش جذبے کی مخصوص کیفیت اور چند مختصر الفاظ پر اصرار - ان کی موزونیت پر زور اور ان کی شخصی اور ذاتی نوعیت کا تذکرہ کرکے گیت کے ضروری اجزا کا احاطہ کر لیا ہے -

گیت کا مرکزی وصف نغمگی ہے دراصل جب جذبہ موسیقی آمیز الفاظ مین سمویا جاتا ہے اور مترنم الفاظ لطیف تاثرات کی ترجمانی کے لئے ترتیب وار لائے جاتے ہین تو گیت جنم لیتا ہے -گیت مین موسیقی نہین بلکہ موسیقیت ہوتی ہے -گانون مین جہان موسیقی کے اصولون پر نظر رکھی جاتی ہے وہان گیتون مین موسیقی کی قواعد کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے -یہ گیت گائے بھی جاتے ہین لیکن ان کے گائے جانے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان مین لے ہو -مترنم الفاظ کا استعمال ہو -

(x) ان مین موسیقی نہین ہوتی اور نہ صرف گانے کے لئے ان کو لکھا جاتا ہے دراصل ان کا سنگیت داخلی ہوتا ہے خارجی نہین یہ شاستری اصولون سے بند ہے نہین ہوتے لیکن ان کو پڑھتے وقت ایک کیفیت ضرور طاری ہو جاتی ہے -ان گیتون کو موسیقی کے اصولون پر پرکھنا غلط ہوگا -کبھی کبھی موسیقار کے ہاتھون مین پڑ کر گیت اپنا حسن کھو دیتا ہے کیونکہ موسیقار اپنی آسانی کے لئے الفاظ کو توڑتا ہے اور اپنی سہولت کے مطابق اس طرح ترتیب دیتا ہے کہ گانے مین آسانی ہو جائے لیکن شاعر ایسا نہین کرتا اس لئے گیت مین الفاظ اپنے پورے حسن کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہین -

موسیقیت پیدا کرنے کے لئے کبھی ایک حرف بار بار آتا ہے کبھی کچھ حروف مخصوص آوازون کو ظاہر کرتے ہین - کبھی الفاظ کی تکرار ہوتی ہے کبھی کوئی حرف کھینچ کر پڑھا جاتا ہے -(۱)

---

(1) N. Hepple. Lirical forms in English Pag. 15.
Cambridge 1923

گیت دراصل شخصی احساسات کے دائرے مین شدید جذبات و خیالات کا وہ پیکر الفاظ ہے جو گایا جا سکے۔(۱) یہ نہایت شخصی صنف ادب ہے(۲) یہ شخصی جذبات کا آئینہ اور دلی کیفیات کا مظہر ہے۔(۳) یہ گیت کار کے دلی جذبات کا براہ راست اظہار ہے۔اس مین صرف داخلی جذبات جگہ پاتے ہین۔اگرچہ نظم غزل مرثیہ اور قصیدے مین بھی شاعر کے دلی جذبات کی ترجمانی ہوتی ہے لیکن غزل کی ریزہ خیالی۔نظم اور مرثیہ کا بیانیہ انداز۔قصیدے کی مبالغہ آمیزی گیت کو ان تمام اصناف سخن سے ممتاز کرتی ہے۔گیت مین گیت کار کے شخصی جذبات جگہ پاتے ہین۔جذبے کے شخصی ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص حالت مین کوئی جذبہ اسطرح ابھر آئے کہ گیت کار اسکو گیت کا روپ دینے کے لئے مجبور ہو جائے۔گو یہ جذبہ ہر خاص و عام مین پنہان ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ عام لوگ جو کچھ محسوس کرتے ہین اس کو بیان نہین کر سکتے برخلاف ان کے شاعر یا گیت کار جو کچھ محسوس کرتا ہے اس کا اظہار کر دیتا ہے۔اس کی حساس طبعیت بعض اوقات اس کو شخص سے سماج کی طرف لے جاتی ہے اور وہ اسطرح سماج کے جذبات کو بھی اپنے محسوسات کے ذریعے بیان کرتا ہے۔شاعر سماج سے دامن نہین بچا سکتا بلکہ سماج کی ہر شے سے متاثر ہوتا ہے اور مختلف طریقے سے اس کا اظہار بھی کرتا ہے لیکن لکھتے وقت سماج ثانوی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور گیت کار خود جو کچھ محسوس کرتا ہے اس کا اظہار گیت مین کر دیتا ہے ہڈسن نے کہا تھا کہ شخصی جذبات جب کمال عروج پر پہنچ جائین اور

---

(۱) महादेवी वर्मा का विवेचनात्मक गद्य- विशम्भर नाथ- इलाहाबाद, १६५८

(۲) C. Day. Lewis. The lyric impulse. Page 3.

(۳) महादेवी वर्मा, यामा, ५९ b, इलाहाबाद १९६४

انسانیت کے جذبات کی ترجمانی کرنے لگین اور ہر پڑھنے والا یہ سمجھے کہ گویا یہ بھی میرے دل مین ہے تو غنائی شاعری جنم لیتی ہے (۱) پھر گیت تو غنائی شاعری کی لطیف ترین صنف ہے -

گیت مین صرف ایک جذبے کا اظہار ہوتا ہے - جذبے کی یہ یک رنگی گیت مین کیفیت اثر انگیزی اور شدت پیدا کرتی ہے - گیت ایک موڈ - ایک خیال اور ایک احساس کا اظہار - (۲) اس مین زندگی کے کسی واقعہ کی تفصیل نہین بلکہ کسی خاص واقعہ سے پیدا ہونے تاثرات کی جھلک ہوتی ہے - غزل کی ریزہ خیالی مین دماغ اس طرح الجھ جاتا کہ اس سے بخوبی محظوظ نہین ہو جاسکتا - ایک شعر کو پڑھ کر دوسرا شعر پڑھئے تو پہلا نقش خود بخود دھندلا پڑ جاتا ہے آگے بڑھئے تو گذشتہ شعر کی بھی یہی حالت ہوتی ہے کوئی بھرپور کیفیت پیدا نہین ہو پاتی - ہان وہ غزلین جو ایک تاثر کے تحت لکھی گئی ہین یا مسلسل غزلین ہین اس سے مستثنی ہین - برخلاف غزل کے گیت مین صرف ایک ہی جذبے کا اظہار ہوتا ہے بوہ ہو یا ملن دل پر ایک بھرپور نقش چھوڑتا ہے - گیت کا یہی ایک امتیازی وصف ہے - گیت کا تعلق دل سے ہے دماغ سے زیادہ نہین (۳) ان جذبات سے ہے جو اچانک ہی امڈ آتے ہین لیکن ان جذبات کو گیت مین پرونے کے لئے ضبط و نظام کی ضرورت ہوتی ہے - بعض اوقات جذبات کی رو مین ضبط و نظام کے بندھن ٹوٹ

---

(1) W. H. Hudson, An Introduction to the study of Lit. Chap XIII Page. 127. London

(2) James Reeves, Understanding poetry. Chap 10, kinds of poem 4, The lyric, Page 79. London 1965

(3) H.G.C Grierson. Lyrical poetry from Blake to Hardy. Page 5. London

جاتے ھین لیکن گیت اس کی اجازت نہین دیتا - ھمارے درد کی ترجمان ایک آہ بھی ہو سکتی ھے اور نالہ و بکا بھی گیت اس آہ کا مظہر ھے نالہ و بکا کا نہین - گیت کی داخلی روح نیم افسردگی اور نیم نشاط کے امتزاج سے ترکیب پاتی ھے - گیت مین غم ہو سکتا ھے جسے درد و اشتیاق کہئے مگر اس غم کی لہر نشاط زندگی کے چشمے سے ابھرتی ھے - گیت اپنی اونچی سطح پر نا معلوم فضاؤن مین پرواز کرنے والی چیز ھے مگر اس کی ایک ذھنی سطح بھی ھے جو اس کے تارون کو مقام و محل اور دوسرے ذھنی رشتون سے وابستہ کئے رکھتی ھے - گیت حد سے زیادہ غم انگیز اور الم انگیز مضمون کا متحمل نہین ہو سکتا - اسی طرح گیت ضرورت سے زیادہ جوش انگیز مضمون اور پر جوش لے کو برداشت نہین کر سکتا - گیت کو دوھون کی طرح دل(س) بھی نہین بنانا چاھئے اور نہ ھی یکہ لخت نغمۂ الوھئیت بن جانے کی اجازت ھے - گیت تو فقط بھولپن - معصومیت - سیدھے سادے جذبات درد و اشتیاق کی ان صورتون کے لئے موزون ھین جن مین غم شوق کی دلشکستگی شوق زیست کی خوشی سے شیر و شکر ہو جاتی ھے -

گیت مین شاعر بغیر کسی جھجک کے آزادانہ طور پر اپنے جذبات کو شعر کے پیکر مین ڈھالتا ھے گیت کا تعلق جس قدر جذبات سے ھے اسقدر خیالات سے نہین لیکن صرف جذبے کے اظہار کو گیت کہدینا بھی مناسب نہین کیونکہ جذبات خیالات کا سہارا لیکر ھی دوسرون کو متاثر کرتے ھین گیت کی بنیاد جذبے پر ھی ھوتی ھے گو جذبات - محسوسات اور خیالات تینون اس مین جگہ پاتے ھین -

گیت چونکہ لمحاتی - پرجوش اور شدید جذبے کا اظہار ھے اس لئے اختصار

اس کی لازمی شرط ہے - شدید جذبہ دیرپا نہین ہوتا اس لئے جہان جذبے کی تان
ٹوٹے گیت کو وہین ختم ہو جانا چاہئے طوالت سے گیت مین ڈھیلا پن آجاتا ہے -

گیت - نغمگی -داخلیت - لطیف احساسات اور شدت جذبات کے لحاظ سے
تمام اصناف سخن مین ممتاز درجہ رکھتا ہے -

لوک گیت

لوک گیت عوام کے جذبات کا براہ راست اور فطری اظہار ھین - یہ عوام کے ذھنون مین محفوظ رھنے والا وہ سرمایہ ھین جو ضبط تحریر مین نہین آتا[1] - ان مین عوام کے جذبات بے اختیار ھو کر بہ نکلے ھین - یہ عوام کے دلکی آواز ھین - جن مین عوام کے دل کی دھڑکنین انکے معصوم اور الھڑ جذبات پوشیدہ ھین - یہ اجتماعی غم و مسرت کا بیکران ساگر ھین - روح کی مسرت کا جسمانی اظہار ناچ ھے اور زبانی اظہار گیت[2] دراصل جب عوام کے مختلف جذبات جسمانی حرکات کے ذریعے ظاھر ھوتے ھین تو رقص وجود مین آتا ھے لیکن یہی جذبات جسمانی حرکات کے مرھون منت نہین رھتے اور الفاظ مین امڈ آتے ھین - تو گیت جنم لیتا ہے -

لوک گیت پر بحث کرنے سے قبل لوک کی اصطلاح کو سمجھ لینا ضروری ھے کیونکہ اس سلسلے مین عالمون مین خاصے اختلافات ھین -

اردو مین لوک ادب انگریزی کے فوک لور (Folk - lore) کا ترجمہ ھے فوک (Folk) اینگلو سیکسن لفظ Fole کی ترقی یافتہ شکل ھے - فوک لفظ سے دراصل غیرمہذب طبقے کی طرف اشارہ ھوتا ھے - ملک کے تمام غیر تہذیب یافتہ لوگ اس نام سے پکارے جا سکتے ھین - لیکن "فوک لور" کے ذیل مین "فوک" سے مراد غیر مہذب لوگ ھین دوسرا لفظ لور (Lore) اینگلو سیکسن Lar سے ماخوذ ھے جسکے معنی ھین جو سیکھا جائے - اس طرح فوک لور Folk - lore کا لفظی ترجمہ ھوا "غیر تہذیب یافتہ لوگون کا علم" - ھندی اور اردو مین لوک ادب کے لئے جن - عوام - لوک اورگرام لفظ مستعمل ھین - کچھ عالم "گرام لفظ کا استعمال کرتے ھین

---

(1) James Reeves, Folk songs, kinds of poem, chap 8 Page 57, understanding poetry, First published 1965

(2) डा० चिन्तामणि उपाध्याय- मालवी लोक-गीत एक विवेचनात्मक गद्य, पृ० ५ मंगल प्रकाशन, जयपुर - १९६४

کچھ "جن" لفظ کا اور کچھ علما" "لوک" لفظ کو جامع اور مانع سمجھتے ھین - ۱۹۳۵ مین سوربه کرن پاریک نے راجستھانی گیتون کے ضخیم مجموعے کو "راجستھانی لوک گیت" کے نام سے راجستھان ریسرچ سوسائٹی کلکتے سے شائع کیا تھا - حالانکه ان سے چند سال قبل شائع ہونے والا مارواڑی گیتون کا مجموعه "مارواڑی گرام گیت" کے نام سے شائع هو چکا تھا[(۱)] ۱۹۲۴ مین پنڈت رام نریش ترپاٹھی نے لوک گیتون کا ایک ضخیم مجموعه شائع کیا جسمین انھون نے گرام لفظ کا هی استعمال کیا هے - دیو یندر ستیارتھی نے ۱۹۳٦ تک گرام لفظ کا استعمال کیا هے -[(۲)]

گرام کے معنی هین گاؤن لفظ گرام کو لوک گیتون کا قائم مقام قرار دینے سے اس مین وهی لوگ آئینگے جو گاؤن مین رهتے هین - برخلاف اس کے "لوک" لفظ اپنے معنون مین نہایت وسیع اور معنویت کا حامل هے - اس مین گاؤن اور شہر کی کوئی تخصیص نہین هے - لوک ادب پر گاؤن یا شہر کا ٹھپه لگانا درست نہین هے - گرام بہرحال محدود لفظ هے لیکن لوک شہر اور گاؤن سب کا احاطه کر لیتا هے - لوک کے معنی دراصل شہرون اور گاؤون مین پھیلی هوئی وه تمام جنتا هے جسکا دارومدار پوتھیون پر نہین هے -[(۳)]

موجوده دور مین "لوک" لفظ کو قبول کر لیا گیا هے لیکن اس کے باوجود اب بھی کبھی کبھی "گرام گیت" کا استعمال هوتا هے - ترپاٹھی جی تو اب بھی اسی بات پر مصر هین که "گرام" لفظ هی کا استعمال هونا چاهئے -[(۴)] انہین کی پیروی مین اظہر علی فاروقی بھی لوک گیت کے لئے دیہاتی گیت کا استعمال صحیح سمجھتے هین -[(۵)]

---

(१) जगदीश सिंह गहलौत- मारवाड़ी ग्राम गीत - हिन्दी पुस्तक एजेन्सी पृ०
(२) देवेन्द्र सत्यार्थी - हमारे ग्रामगीत- हंस, फरवरी १९३६ पृ० १३
(३) डा० हजारी प्रसाद द्विवेदी- लोक साहित्य का अध्ययन- जनपद खण्ड १ अंक १ पृ०६६
(४) रामनरेश त्रिपाठी- जनपद , अंक १ पृ० ११
(۵) اظہر علی فاروقی - لوک گیت کیا هین لوک گیت - ادارۂ انیس اردو اله آباد

"جن "لفظ بھی "لوک "کا قائم مقام سمجھا جاتا ھے لیکن یہ لفظ بھی لوک کا مکمل مفہوم ادا کرنے سے قاصر ھے-اگر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ یہ لفظ تمام کائنات کا احاطہ کر سکتا ھے کیونکہ جن کے معنی ھین پیدا ھونا -لیکن ادب مین اسکا دائرہ محدود ہو گیا ھے موجودہ دور مین جن گیت جن گان اور جن وادی ادب کا چلن ھے طبقاتی نظام کے خلاف غیر طبقاتی نظام کے نظریات جس ادب مین ھون وہ ادب جن ادب کے دائرے مین شامل ھے -جن کا ادب عام طور پر سیاسی پس منظر کے ساتھ ابھرتا ھے -یہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بھی ہو سکتا ھے اور ساتھ ھی انکے فرائض و حقوق کو بھی اسمین موضوع بنایا جا سکتا ھے -ترقی پسند ادب کو بھی جن ادب قرار دیا جاتا ھے حالانکہ جن ادب کا تعلق نہ کسی گروہ سے ھے اور نہ ھی کسی طبقے سے بلکہ اس کا تعلق عوام سے ھے -دراصل جن ادب عوام کے لئے فرد کے ذریعے لکھا گیا وہ ادب ھے جو ضبط تحریر مین نہین آتا (١) برخلاف اس کے لوک ادب جنتا کے لئے جنتا کے ذریعے تخلیقیا ادب ھے اس مین فرد کی کوئی حیثیت نہین ھوتی اجتماعی جذبات و احساسات کو موضوع بنایا جاتا ھے -فرد کے جذبات اجتماع کے جذبات مین سمو کر منظر عام پر آتے ھین -یہ گیت لکھے نہین جاتے بلکہ سینہ بسینہ چلتے ھین -

لوک کا مطلب نہ شہر ھے نہ گاؤن -اس مین نہ صرف شہری مزدور ھین اور نہ محض کسان طبقہ اور نہ صرف متوسط طبقہ -عوام ان سب سے ملکر بنے ھین اور اسی "لوک مانس" کا زبانی اظہار لوک گیت ھین -جو خواہ کسی کی تخلیق ھون لیکن عام جنتا جسے اپنا سمجھتی ھو - اپناتی ھو اور جس مین لوک کے ھر دور کی ترجمانی ھوتی ھو - (٢) یہ اس لوک کا ادب ھے جو تہذیب کی زنجیرون سے آزاد ھین -اس مین وھی لوک شامل ھین جو پرانی روایت کو قائم رکھے ھوئے ھین -اس روایت کو قائم رکھنے مین نہ صرف قدیم لوگ ھین بلکہ موجودہ دور کے شعراء بھی ھین جو قدیم طرز یعنی لوک گیتون کے طرز

---

(١) डा० नामवर सिंह- जनपद, त्रैमासिक खण्ड १, अंक २ पृ० ६३, ६४

(٢) डा० सत्येन्द्र, लोकगीत, हिन्दी साहित्य कोश पृ० ४४ बनारस- १६३५ प्रधान सम्पादक डा० धीरेन्द्र वर्मा, ज्ञानमण्डल लि० वाराणसी

(۱)
پر لکھتے رہے ہین اور اب بھی لکھ رہے ہین - ان گیتون کو ہم عوامی گیت بھی کہہ سکتے ہین لیکن لوک گیت کی اصطلاح اس قدر عام ہو گئی ہے کہ اس کی جگہ عوامی گیت کہنا چندان ضروری نہین معلوم ہوتا اس لئے ہم نے لوک لفظ کا ہی استعمال کیا ہے -

لوک گیت کا آغاز کب ہوا - اس کے متعلق و ثوق سے کچھ نہین کہا جا سکتا کیونکہ لوک گیت اتنے ہی قدیم ہین جتنی انسانی زندگی - لوک گیت کی روایت ہمارے یہان زمانہ قدیم سے چلی آ رہی ہے - قدیم زمانے مین لوگ اپنی خوشی اور اپنے غم کا اظہار مختلف ڈھنگون سے کرتے تھے - خوشی مین ناچتے گاتے اور غم مین سب ملکر بین کرتے قدیم انسان اجتماعی روپ مین مختلف آوازون کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرتا تھا لیکن جب انسان نے بولنا شروع کیا تو اس کے جذبات زبان کے سانچون مین ڈھلنے لگے اور رفتہ رفتہ گیت کا وہ روپ ابھرا جسے ہم لوک گیت کہتے ہین - انسان جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے ہی کسی نہ کسی روپ مین یہ گیت بنائے جا رہے ہین ویدون مین گاتھا اور گاتھن الفاظ کا استعمال (۲) دیکھکر گاتھا کو لوک گیت مان لیا گیا ہے حالانکہ سنسکرت مین لوک گیتون کے وجود کی تلاش لاحاصل ہے کیونکہ سنسکرت زبان عالمون اور اونچے طبقے کے لوگون کی زبان تھی جبکہ لوک گیت فطرت کی گود مین پروان چڑھتے ہین - وہ سنسکرت کی کٹھن شبہ اولی کے متحمل کیسے ہو سکتے تھے - البتہ پالی - پراکرت اور اپبھرنش مین لوک گیتون کے درشن ہوتے ہین لیکن ان گیتون کے آغاز کا تعیّن مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن نظر آتا ہے کسی چیز کو پرکھنے کے دو طریقہ کار ہوتے ہین خارجی اور داخلی - پہلا لوک گیت کب بنایا گیا یا لوک گیت کب سے باقاعدہ بنائے جانے لگے اس قسم کا کوئی خارجی ثبوت نہین ملتا - کیونکہ قدیم لوک گیت کا کوئی قلمی نوشتہ ہمین دستیاب نہین ہے - صرف - سیاسی اور معاشرتی نظام کی جھلکیون سے ان گیتون کے وقت کا تعین کیا جا سکتا ہے -

---

(۱) James Reeves, Kinds of poem Folk songs P. 57, Understanding poetry.

(۲) ऋग्वेद- ८।७१।१४ , बम्बई

دراصل لوک گیت نہ نئے ہین اور نہ پرانے بلکہ یہ اس جنگلی درخت کے مانند ہین جس کی جڑین
مضبوطی سے ماضی کی گہرائیون مین دفن ہین اور جن مین ہر روز نئی پتیان نئی شاخین اور نئے
پھل پھوٹتے ہین(۱) -

لوک گیت قومون کا مشترکہ سرمایہ ہین - یہ بغیر کسی تفریق کے ہر گھر مین گائے جاتے ہین -
ان گیتون کی زبان مین فرق کے باوجود خیالات و جذبات مین بڑی یکسانیت ہے ان کو مندرجہ ذیل
حصون مین تقسیم کیا جا سکتا ہے -

۱ - بچے کی پیدائش اور مختلف رسومات کے گیت (زچہ گیریان - چھٹی کے گیت - رتجگہ - چلّہ اور لوریان)
۲ - شادی کے گیت (رخصتی - سہرے - ناچ کے گیت)
۳ - موسمون اور تیوہارون کے گیت (کجری - جھولے - بسنت - ہولی - دوالی)
۴ - پیشہ ورون کے گیت (چکی کے گیت - دھوبیون کے گیت - الھیرون کے گیت - تلیون کے گیت)

بچے کی پیدائش سے متعلق بہت سے گیت ہین - یہ گیت ہر چھوٹی سے چھوٹی رسم کے لئے
ہین بعض اوقات ہمارے شعراء کی نگاہین جن معمولی چیزون پر نہین پہنچتین اور جن کو وہ قابل
اعتنا نہین سمجھتے وہی چھوٹی چھوٹی چیزین لوک گیتون مین بڑی خوش اسلوبی سے بیان کر دی
جاتی ہین - بچے کی پیدائش کے موقع پر جو گیت گائے جاتے ہین ان مین زچہ گیریان قابل ذکر ہین -

میرے بابل کو لکھو سندیس جھنڈولا آج ہوا -

بابل ہمارے راجا کے چاکر بیرن بالے بھیس

جھنڈولا آج ہوا - (۲)

---

(۱) Encyclopedia Birtannica, Folk song. Ralph V. Williams Vol 9 15th Edition page 448 London.

(۲) سید احمد دہلوی - رسوم دہلی صفحہ ۵۰ اشاعت اگست ۱۹۶۵ کتاب کار پبلیکیشنز
رامپور یوپی

پیدائش کے بعد چھٹی عقیقہ - رتجگا - چلّہ وغیرہ مختلف رسمین ادا کی جاتی ھین - ان رسمون کے لئے مختلف گیت ہوتے ھین جو موقع محل کے اعتبار سے گائے جاتے ھین - چھٹی کے دن خوشیان منائی جاتی ھین - ناچ گانا ھوتا ھے - نندین زچہ کا سنگھار کرکے تار سے دکھانے کے لئے باھر لاتی ھین -

تار سے دکھانے کو آئین ھماری نندی
سیّان دھرانے کو آئین ھماری نندی (۱)

دواؤن اور میوون سے تیار کیا ھوا ھریرہ - اچھوانی اور گوند وغیرہ زچہ کو کھلایا جاتا ھے -

گوند سوڑا کھا لو زچہ
میری البیلی زچہ (۲)

بچے کی پیدائش کے تیسرے دن نندین کچھ رسمین ادا کرتی ھین اور نیگ مانگتی ھین -

بیرن بھیا مین تیری مان جائی
ھو لرسن کے بدھا والے کو آئی
بیرن بھیا مین تیری مان جائی
چھاتی دھلائی کٹوری لون گی
تو لٹ دھلائی رپیّا
پاؤن دھلن کو چیری لون گی
تو حضم چڑھن کو گھوڑا
بیرن بھیّا مین تیری مان جائی - (۳)

---

(۱) ضلع بریلی
(۲) ضلع بریلی
(۳) سید احمد دھلوی رسوم دھلی صفحہ ۲۸ اشاعت اگست ۱۹۶۵ کتاب کار پبلیکشنز رامپور یوپی

ان خوشیون اور شادمانیون کے ساتھ ہی بانجھ عورت کی آھین اور سسکیان بھی ان سوھرون مین سنی جاسکتی ھین -ساس نندین ناقدری کرتی ھین -شوھر نفرت کرتا ھے اور گھر سے نکال کر اکثر دوسری شادی بھی رچا لیتا ھے -عورت کا بانجھ ھونا ھمارے سماج مین بڑی بد قسمتی ھے -

ساس موری کھیلی بانجھنیان نند برج باسن ھو

راما جنکی مین باری رے بیاھی اوالی گھر سے نکارن ھو - (۱)

(میری ساس مجھے بانجھ کہتی ھے اور نند برج باسن کہتی ھے -یعنی تو گوپیون کی طرح ھمیشہ کی کنواری ھے بچپن مین جن سے میری شادی ھوئی تھی انہون نے بھی مجھے گھر سے نکال دیا)

بچہ ذرا بڑا ھوتا ھے مان چاھتی ھے کہ وہ جلدی سے بڑا ھو جائے آنگن مین ٹھمک ٹھمک گھومے اور اپنی تتلی زبان مین امان ابا اور دادا دادی کہہ کر پکارے گا -

پاؤن مین پیجنیان لاله ٹھمک ٹھمک کھیلوگے

اچھی سبھ گھڑی وادن جانونگی

جاون لالہ ھیرو دادا دادی بولوگے (۲)

مان کا دل بچے کے لئ ماما کا بیکران ساگر ھے -جب یہ ساگر شدت جذبات سے چھلکنے لگتا ھے تو مان کے ھونٹون پر لوریان رقص کرنے لگتی ھین - یہ لوریان ان تمام تمناؤن اور آرزون سے پر ھوتی ھین جو مان کو اپنے بچے سے وابستہ کرتی ھین -وہ اپنے بچے کو دنیا کا عظیم ترین انسان بتانے کے خواب دیکھتی ھے -وہ ان تمام خوشیون اور سکھون سے اس کی گود بھرنا چاھتی ھے جو اسے حاصل نہین ھو سکین -دراصل مان کی گود بچے کی تعلیم کا اولین مدرسہ ھے

---

(۱) रामनरेश त्रिपाठी, ग्रामगीत, कविता कौमुदी- तीसरा भाग पृ० १८०
दूसरा संस्करण, १६५५ , नवनीत प्रकाशन लि० बम्बई ।

(२) रामनरेश त्रिपाठी, ग्रामगीत, कविता कौमुदी, तीसरा भाग, पृ० २१३
दूसरा संस्करण १६५५ नवनीत प्रकाशन लि० बम्बई ।

جس مین وہ ھمت -جوانمردی اور انسانیت کا سبق حاصل کرتا ھے یہ لوریان مان کے دلی جذبات اور کیفیات کی غماز ھین -

تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جبتک بالی ھے نیند
پھر جو پڑے گا تو دنیا کے دھندسے کیسا ھے جھولا کیسی ھے نیند
تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جتک بالی ھے نیند
کھیل تو ایسے کھیلنا للنا جن سے نہ ھو مان باپ کا جلنا
دنیا سے ڈر ڈر سنبھل کر چلنا سکری ھے کھائی رستہ پھسلنا
تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جتک بھولی ھے نیند - (۱)

لڑکی کے بعد لڑکے کی خواھش ان لوریون مین صاف طور پر نظر آتی ھے -لڑکے کی پیدائش کو عام طور پر زیادہ اچھا سمجھا جاتا ھے -کیونکہ اس سے بڑھاپے مین مان باپ کو سہارا ملنے کی امید ھوتی ھے -

بیوی تو بائی بیوی جنگے دنون آئی
بیوی کے جیوین باپ بھائی
بیوی بیر کھلانے آئی - (۲)

ماتا کے جذبات کا جسقدر اظہار الفاظ مین ممکن ھے وہ ان لوریون مین امڈ پڑا ھے -

مین چومون تیرے نین میرے دل کو آہ سے چین
مین چومون تیرا مکھڑا تو بھولون سارا دکھڑا
جب چومون تیرے گال تو دل ھو مالا مال
جب چومون تیرا سینہ تو دل کا ھے نگینہ (۳)

---

(۱) سید احمد دھلوی -رسوم دھلی -صفحہ ٦٧ کتاب گار رامپور یوپی
(۲) ضلع پیلی بھیت
(۳) ضلع بریلی

جھولا جھلاتے وقت مائین اپنے بچون کو لوری دیتی ھین -

مین پالنا جھلاون نندلال کا

جب میری للنا گھٹنون سرکے

صندل سے اگنا لپائے دیونگی

جب مورا للنا ممّا مانگے

کوڈن مین کھانڈ ڈلائے دیونگی

جب مورا للنا کو بھکیا لگے گی

بھوکے برھمن کھلائے دیونگی

مین پالنا جھلاؤن نندلال کا - (۱)

شادی کے گیتون مین رخصتی اور سہرے کے گیت قابل ذکر ھین -شادی کے موقع پر بہت سی ایسی رسمین ادا کی جاتی ھین جنکو اب لوگ بھول چکے ھین یہ گیت ان تمام رسومات کا احاطہ کر لیتے ھین -اس قسم کے گیتون کا لا محدود خزانہ لوک گیتون کے پاس ھے شادی سے چند دن پہلے مائیون کی رسم ھوتی ھے -لڑکی کو پیلے کپڑے پہنا کر بٹھا دیا جاتا ھے اسی دن سے دولہا دلہن دونون کے یہان ڈھول بجایا جاتا ھے اور گانے گائے جاتے ھین -

ناجوری گھونگھٹ کھول

گھونگھٹ مین تیرے چندر بست ھین

لال لگے انمول

ناجوری گھونگھٹ کھول (۲)

---

(۱) ضلع پیلی بیت .

(۲) سید احمد دھلوی رسوم دھلی صفحہ ۹۸ کتاب کار رامپور یوپی

شادی کے دن تک روز کوئی نہ کوئی رسم ادا ہوتی ہے جن کے لئے علیحدہ علیحدہ گیت گائے جاتے ہین -شادی کے دن دلہن کو آراستہ کرتے وقت جو گیت گائے جاتے ہین ان مین زیورات کی تفصیل بھی ہوتی ہے اور لڑکی کی کم سنی کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے -

اے میری نادان بنو بازو بند ڈھیلے　　　نین تیرے رسیلے بازو بند ڈھیلے

ماتھے تیرے جھومر سوھے اور ٹیکے کی جوڑی　　لڑیان تیری زیب بنو بازو بند ڈھیلے

ہاتھون تیرے پہنچیان اور کڑون کی جوڑی　　　کنگن تیرے زیب بنو بازو بند ڈھیلے (۱)

عام طور پر لڑکیون کی شادی کم سنی مین کردی جاتی ہے کبھی کبھی روپیہ کی لالچ یا کسی اور مجبوری کی بنا پر کم سن لڑکیان بوڑھے امیرون کے ساتھ بیاہ دی جاتی ہین اسکا بیان لوک گیتون مین ملتا ہے

پانچ برس کی موری رنگ رنگیلی

اسیا برس کا داماد

نکری نہ آوے تو موری رنگ رنگیلی

اجگر ٹھاڑا دوار (۲)

دولہا کے گھر سہرے گائے جاتے ہین -اس مین دولہا کی تعریف ہوتی ہے اور دعائین دی جاتی ہین -

ہر یالے ہمارے سہرا گوند ھ لا موری مالنیان

بیلے چنبیلی کی کلیان سہرا گوند ھ لا موری مالنیان (۳)

لڑکی کی شادی کے بعد جہان مان باپ کو سکون ہوتا ہے کہ انہون نے اپنا ایک اہم فرض ادا کردیا

---

(۱) ضلع پیلی بھیت

(۲) रामनरेश त्रिपाठी, ग्रामगीत , कविता कौमुदी, तीसरा भाग पृ० १२६

(۳) سید احمد دھلوی - رسوم دھلی - صفحہ 116 کتاب کار رامپور یوپی

اسکے ساتھ ہی ان کا دل یہ خیال کرکے تڑپ اٹھتا ہے کہ وہ اپنی لاڈلی بیٹی کو اپنی آنکھون سے اوجھل کر رہے ہین - ادھر لڑکی کو بھی اپنے گھر کی فضا سے رخصت ہونے اور گھر کی خوشیون سے محروم ہونے کا رنج ہوتا ہے بابل مین اسکی بڑی پر اثر تصویر ملتی ہے - بابل اگرچہ خسرو سے منسوب کیا گیا ہے لیکن قراین یہ ہین کہ یہ بعد کی چیز ہے -

کاہے کو بیاہی بدیس رے سن بابل مورے
بھیا کو دیا بابل محلے دو محلے
ہم کو دیا پردیس رے
سن بابل مورے - (۱)

یہ گیت معنی خیز اور پر درد ہوتے ہین - ان مین ماں باپ کی طرف سے نصیحتین بھی ہوتی ہین اور صبر کی تلقین بھی - نئے ماحول مین خود کو ڈھالنے کے لئے لڑکی کی ہمت افزائی کی جاتی ہے شادی کے گیتون مین سہرے اور بابل ہی زیادہ مقبول ہین - شادی کے موقع پر میرا ثین اور لڑکیاں ناچتے وقت بھی بہت سے گیت گاتی ہین جو ناچ کے لئے مخصوص ہوتے ہین -

مورے گھنگھریالے بال چٹیلا لمبا لائیورے
تم شہر بنارس جائیو اچھی سی ساڑی لائیو
پہنائیو اپنے ہاتھ چٹیلا لمبا لائیو رے
تم شہر متھرا جائیو اچھا سا پیڑا لائیو
کھلا ئیو اپنے ہاتھ چٹیلا لمبا لائیورے (۲)

---

(۱) ضلع بریلی

(۲) ضلع علیگڑھ

موسمون کے گیتون کی تعداد لوک گیتون مین خاصی ھے - برسات کا موسم ھے - گھٹائین امڈ رھی ھین - کبھی کبھی بجلی کوند جاتی ھے - هلکی هلکی پھوار پڑ رھی ھے کوئل کوک رھی ھے چارون طرف هریالی ھی هریالی ھے ساون کے اس دلفریب پس منظر مین برسات کے گیت گائے جاتے ھین - ساون کے گیتون مین کجری کا اھم مقام ھے ساون کی کالی گھٹاؤن کی مناسبت سے اس کا نام کجری ھو گیا ھے - کجری کو هنڈولا گیت بھی کہا جاتا ھے - لڑکیان اس موسم مین جھولے ڈالتی ھین بہوئین اپنے بھائیون کا انتظار کرتی ھین شوھر سے دور برہ مین تڑپتی ھوئی عورتین فریاد کرتی ھین -

ساون آیا ساجن ناھین آئے

سیام ناھین آئے آئی سیام بدریا (۱)

چھا رھی کالی بدریا جیارا مورا لہرائے ھے

بول ری بیری کوئلیا کیون ملھارین گائے ھے

پی میرے پردیس مین ھین کیون موھے تڑپائے ھے (۲)

برھن کی تڑپ کا صحیح اندازہ بارہ ماسون سے ھو سکتا ھے مختلف موسم برھن پر کیا اثر ڈالتے ھین - برھن ھر مہینے کا نام لیتی ھے اور اپنی کیفیت بیان کرتی ھے -

ساون ماس رت لاگی ری، سجن سب سکھی جھولا جھولین

ھمرے کرسن بدیس مین چھائے ھم جھولا کیس جھولین

---

(۱) सन्तराम अनिल, कन्नौजी लोकगीत - पृ० १०४ लखनऊ वि०वि०

(۲) ضلع علیگڑھ

بھادون ماس رت لدگی ری سجنی چو تل اند ھریا چھائی

مور کی بانی -پپیھرا بولے وادل وچن سنائے

پھاگن ماس رت لدگی ری سجنی سب سکھی ھوری کھیلین

ھمرے تو کرسن بدیس چھائے ھم ھوری کیس کھیلین (١)

سسرال مین عورتین اپنے بھائیون کا انتظار کرتی ھین کہ ان کے آکر ان کو میکے لیجائین

چار چو ماسے بارہ ما پے ھم سے رھا نہ جائے

کہئیو ھمارے باباجی سے لین کے بلائے

بابا جی نے بھیجی ھین موھر پچاس

کہئیو ھماری پوتی جی سے خرچے بارہ ماس

چار چو ماسے بارہ ماسے ھم پے رھا نہ جائے (٢)

برسات مین لڑکیان جھولے ڈالتی ھین پکوان پکاتی ھین جھولے کا ایک گیت ملاحظہ ھو -

نیم کی نمکولی پکی ساون کے دن آئے رھے

جیو سے میری تیا جایا ڈولا لیکر آ پارے

نیم کی نکولی پکی ساون کے دن (٣)

برسات کی منظر کشی دیکھئے : —

رم جھم پڑے پھوار او بوندیان ٹپک رھین

جھلمل بھرے بیار پون جھلی ڈول رھی

---

(١) सन्तराम अनिल- कन्नौजी लोकगीत - पृ० १०६, लखनऊ वि० वि०

(२) धूल धूसरित मणियां, लोकगीतों पर एक विवेचन- पृ० २३६,
सीता, दमयन्ती और लीला- नैशनल पब्लिशिंग हाउस, दिल्ली

(٣) ضلع رامپور

ڈولے نارنگیا کی ڈار کو ٹیلیا کوھک رھی

گرجے گھٹا گھنگھور مر لیا کوک رھی (۱)

ہندوستان مین عام طور پر موسمون کے شروع ہونے پر تیوھار منائے جاتے ھین جیسے بسنت مین موسم تبدیل ھوتا ھے -ھولی گرمی کی آمد کی نشاندھی کرتی ھے -گنگا اشنان جاڑے کا پیغام لیکر آتا ھے ھولی کے زمانے مین ھولی اور پھاگ گائے جاتے ھین -ان ھولیون کی لے مخصوص ھوتی ھے یہ گیت سب لوگ ملکر سنگت مین گاتے ھین -کبیر بھی ھولی کے زمانے مین ھی گائے جانے والا گیت ھے لیکن اسکے موضوعات عامانہ ھوتے ھین -ھولی کا عام موضوع عشق ھے -کرشن اور رادھاکے ذریعہ ان گیتون مین گانے والے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ھین -عبیر -گلدل سے یہ گیت اور زیادہ شوخ اور رنگین ھو جاتے ھین -

ھولی کھیل رھے نندلالہ متھرا کی کنج گلن مین

ارے کہان سے آئی رادھا پیاری کہان تے آئے نندلالہ

ارے کہان سے آئے گوپی گوالا متھرا کی کنج گلن مین

ھولی کھیل رھے نندلالہ متھرا کی کنج گلن مین (۲)

موسمون کے گیتون کا ذخیرہ لوک گیتون کے پاس لا محدود ھے -تھوڑی سی رد و بدل کے ساتھ یہ ھر جگہ گائے جاتے ھین صرف زبان کا فرق ھوتا ھے -

پیشہ ورون کے گیتون کی تعداد بھی خاصی ھے -ان مین چکی پیستے وقت چرخا کاتتے وقت -دھان روپتے وقت مختلف گیت گائے جاتے ھین یہ گیت کام کرنے والون کی تھکن دور کرنے کے ساتھ ھی معصوم اور مظلوم دلون کے جذبات کا واحد اظہار بھی ھین -ان گیتون مین درد و غم

---

(۱) सन्तराम अनिल, कन्नौजी, कन्नौजी लोकगीत पृ० १०४ सन् १९५७

(۲) ضلع شاھجہانپور

کی جھلک نظر آتی ہے - ان مین پیشہ ورون کے مسائل بھی واضح طور پر بیان ہوتے ہین - ان گیتون مین کہانیان ہوتی ہین جنکے سننے مین عورتین اسقدر بے سدھ ہو جاتی ہین کہ انہین تھکن کا احساس بھی نہین ہوتا -

جھینے جھینے گھٹیوان بانس کی ڈلّیا

نندی بھوجیا گھیون پیسے مورے رام - (۱)

پانی بھونے چکی پیسنے اور چرخے کاتنے کے گیت زیادہ تر مکالمون کی شکل مین ہوتے ہین -

نند بھاوج ملی پنیان کونکلین

انچرا اڑ اڑ جائے ہو راما

مینؔ تو سے پوچھون اسے منیا نندیا

انچرا کیون اڑ جائے ہو راما

پروٗیا بیار بہے ہو سجنی

انچرا اڑ اڑ جائے ہو راما - (۲)

دھوبی کپڑے دھوتے وقت اھیر بکری اور بیل چراتے وقت جو گیت گاتے ہین ان مین پیشہ ورون کے کے مسائل بھی بیان ہوتے ہین - ان گیتون مین ان غریب پیشہ ورون کے جذبات نظم ہوتے ہین -

نا برھن کی کھیتی پاتی نہ برھن کو بنج

جاھی پیٹ سے برھا اپجے گاؤن دن اور رات

چھٹیورام چھٹیو -

چھٹیو رام چھٹیو - (۳)

---

(۱) रामनरेश त्रिपाठी- जांत के गीत- ग्राम गीत, कविता कौमुदी, तीसरा भाग, पृ० ४८७

(۲) ضلع بریلی

(۳) بارہ بنکی

اهیرون کے گیتون مین "برهے" اهمیت کے حامل هین -راه چلتے اهیر اکثر یه گیت گاتے هین -

گائے چراؤن سپاسر ز پاؤن بهینسر چراؤن لمبی دور
اپنے باپ کی چهگڑی چراؤن هلا-هلا کر جی جائے (۱)

تیل نکالنے کے لئے گاؤون مین کولهو چلتے هین -کولهو مین بیل جوت کر کولهو چلایا جاتا هے - بیل کو هانکتے وقت تیلی گیت گاتے هین -

کون سی جنیا تیلن گهنیا لگاوے
ارے کون جنیانا
کوئل ری سبد سناوے که کون جنیانا
آدهی کی رتیان تیلن گهنیا لگاوے
که پچهلی رتیان نا - (۲)

ان کے علاوه کہار ڈولی اٹهاتے وقت - کسان کهیتون کی نرائی کرتے وقت -دهان روپتے وقت مختلف گیت گاتے هین -لوک گیتون کا خاصه ذخیره انهین موضوعات پر مشتمل هے -

لوک گیتون مین وه چستی نهین هوتی جو تحریر کے ذریعے سے زیاده مهذب حلقے کے لئے وجود مین آتی هے -اس لئے ان گیتون کو شاعری خصوصاً اعلی شاعری کے لئے بنائی گئی کسوٹی پر پرکهنا غلط هوگا -گو ان مین فنّی خصوصیات کی کمی نهین هے لیکن یه خصوصیات ان مین شعوری طور پر شامل نهین کی جاتین اور نه هی ان گیتون کو بناتے وقت کوئی اصول پیش نظر هوتا هے

---

(۱) لکهیم پور

(۲) रामनरेश त्रिपाठी- ग्राम गीत- कविता कौमुदी- पृ० ६६१

بلکہ انتہائی خوشی یا رنج مین جب جذبات بے اختیار امڈ آتے ہین تو یہ گیت جنم لیتے ہین
ورڈ سورتھ کا یہ قول کہ شاعری شدید جذبات کا بے ساختہ ابال ہے (۱) لوک گیتون پر
سب سے زیادہ صادق آتا ہے - کیونکہ صرف یہی گیت ایسے ہین جن پر کوئی پابندی اور کوئی
اصول عائد نہین ہوتا - یہ گیت کبھی کبھی کسی بحر یا چھند مین ہوتے ہین لیکن اس سے یہ
نہین سمجھنا چاہئے کہ یہ شعوری طور پر کسی بحر یا چھند کے پیش نظر لکھے گئے ہون گے
بلکہ گیت گاتے وقت جیسی ضرورت ہوتی ہے اسی کے مطابق ان کو ڈھال لیا جاتا ہے گاتے وقت
جو کمی بیشی ہوتی ہے اس کو کھینچ تان کر پورا کر لیا جاتا ہے تشبیہات و استعارات محاورات
اور چھند ان گیتون مین خود بخود آجاتے ہین سادگی - بے ساختگی ترنم - شیرینی اور مدھرتا
ان گیتون کی اہم خصوصیات ہین ان مین تکلف و تصنع کا وجود نہین ہوتا آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے
یا دل پر جو کچھ گزرتا ہے اس کا ہو بہو بیان ہوتا ہے -

ان گیتون کی سادہ زبان اور بیان عام اصناف سے ان کو جدا اور ممیز کرتے ہین -
ان مین نہ تو الفاظ کی بازیگری ہوتی ہے اور نہ تشبیہات و استعارات کی کرشمہ سازی بلکہ ان مین
محض فطری جذبات نظم ہوتے ہین - ان مین صنائع بدائع نہین ہونے پر بھی اور [illegible] نہین صرف
چھند نہ ہونے کے باوجود لے کی دلکشی ہے زبان کی کرشمہ سازیان نہین لیکن شیرینی اور ترنم
ہے - [illegible] کے الفاظ مین - گاؤن کے لوگون کے درمیان دل کے آسن پر بیٹھ کر فطرت گاتی
ہے - فطرت کے یہی گان دراصل گیت ہین - (۲)

لوک گیت زبان کے بہاؤ مین تیر سے چلتے ہین - ان پر اپنے آس پاس کا اثر اسقدر گہرا
ہوتا ہے کہ ان کی بنیادی شکل قائم نہین رہتی - یہ اندازہ لگانا کہ کون سا گیت پہلے کہا گیا

---

(۱) Wordsworth. The poetical works of wordsworth, page 935 Oxford University Press London.

(۲) रामनरेश त्रिपाठी, कविता कौमुदी- प्रस्तावना - पृ० २

نا ممکن ہے اس کے کئی وجوہات ہین - لوک گیت دراصل عورتون کے گیت ہین - ان کو زیادہ تر عورتون ہی گاتی ہین اور وہی ان مین وقت ضرورت ترمیم و تنسیخ بھی کر لیتی ہین لڑکیان شادی کے بعد سسرال جاتی ہین اور اپنے ہمراہ وہ گیت بھی لے جاتی ہین جو اپنی ماؤن سے سنکر انہون نے یاد کئے تھے ان کی سسرال بولی جدا ہوتی ہے جو ان کی بولی پر بھی اثر انداز ہوتی ہے - لیکن اسقدر نہین کہ ان گیتون پر بھی اس کا اثر پڑے جو وہ اپنے میکے سے سیکھ کر آتی ہین میکے کے گیت وہ میکے کی زبان مین گاتی ہین اور سسرال کے گیت وہان کی زبان مین لیکن ان کے بچے اپنی ماؤن سے سنی لوریون مین ان الفاظ کا استعمال کرتے ہین جو اس گاون مین رائج ہین جس مین وہ پیدا ہوئے ہین - اور جنکو وہ آسانی سے ادا کر سکتے ہین ایسی حالت مین دو طرح کے الفاظ کا سنجوگ ہوتا ہے ایک طرف تو وہ الفاظ ہوتے ہین جو انہون نے اپنی ماؤن سے سنتے ہین اور دوسری طرف وہ الفاظ جو اس گاؤن مین استعمال ہوتے ہین - یہی وجہ ہے کہ کبھی شمال مین گائے جانے والے گیت محض چند الفاظ کے ہیر پھیر سے جنوب مین مل جاتے ہین - اور اسی بنا پر بہت سے گیتون کی زبان کس قدر مختلف ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے موضوع اور انداز بیان کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہین -

بعض اوقات آواز اتار چڑھاؤ اور ایک مخصوص لے کے پیش نظر گیت گاتے وقت الفاظ کو گھٹا بڑھا لیا جاتا ہے مثلاً لوک گیتون مین دولہا - دولا ہو گیا ہے کنھیا - کنیا بن گیا انوکھا - نوکھا - چاہت - چات استری نے تریا کا روپ لے لیا ہے - یہان زیادہ تر روانی اور - سہولت مد نظر ہوتی ہے -

گیتون مین اکثر ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہین جو ایک بھرپور کیفیت کی عکاسی کرتے ہین مثلاً بسورنا ایسا لفظ ہے جس مین فکر افسوس اور درد تینون شامل ہین -

لوک گیتون مین "لے" پر خاص توجہ ہوتی ہے - چھندون کی کمی کو لے پورا کر لیتی ہے - اس لئے لوک گیتون کو چھند اور بحر کے اصولون پر پرکھنا غلط ہوگا - مختلف کیفیات کے لئے

مختلف چھند استعمال کیے جاتے ھین - یه چھند شاعری کے چھندوں سے مختلف ھوتے ھین
خوشی و جوش کے لئے جھومر اور مٹکا چھند کا استعمال ھوتا ھے یه چھند مختصر ھوتے ھین
جو اثر اور کیفیت پیدا کرنے مین کامیاب ھوتے ھین - لیکن لے ان سب پر غالب ھوتی ھے

ٹوپی کی جھلک دکھاؤ رے
ٹوپی والے سانوریا
ھمرے سسر کو کاغذ کو بنگلا
ھوا چلے اڑ جائے رے
ٹوپی والے سانوریا (۱)

بہادری اور شجاعت کے کارنامے بیان کرنے کے لئے آلہا چھند کا استعمال ھوتا ھے -

دغی سلامی دونون دل مین — دھوان رھو سرگ منڈ رائے
توپین چھٹ گئین دونون دل مین — رن مین ھون لگے گھمسان
اررا اررار گولے چھوٹین — کڑ کڑ کرین اگنیان بان
رم جھم رم جھم گولین برسین — سر سر برسے تیر کی مار (۲)

اردو غزل کی بحرون اور زبان کا اثر بھی لوک گیتون پر واضح ھے -

بنے کو شوق شادی کا مبارک ھو مبارک ھو
بنے کے سنگ مین بنّو
تیری جوڑی مبارک ھو

---

(۱) सन्त राम अनिल- कन्नौजी लोकगीत- पृ० २२८

(२) सन्तराम अनिल, कन्नौजी लोकगीत- पृ० २२६

بنرے تم پھولنا پھلنا

تمہین جیون مبارک ہو (۱)

لوک گیتون مین استعمال ہونرے والی تشبیہات پر جستہ عام فہم اور سادہ ہین - اردو شاعری خصوصاً غزل کا بیشتر سرمایہ ایران سے مستعار ہے اس لئے وہ تمام تشبیہات و استعارات ہمارے از ہان پر بھرپور کیفیت نہین چھوڑتین اسکے برخلاف لوک گیتون مین جو زبان استعمال کی جاتی ہے وہ چونکہ ہندوستانی عوام کی فطری بولی ہے اس لئے اس کی تشبیہین اور استعارے سب خالص ہندوستانی انداز کے ہوتے ہین لوک گیتون کی چند مثالون سے واضح ہو جائیگا

جیسے ریشم کے لار جھ جچہ رانی کیس بنی

جیسے چندن کے ہور سا جچہ رانی ماتھ بنی

البیلی جچہ رانی خوب بنی

جیسے آم کی پھانکیا جچہ رانی نین بنی

اپنے بیا کی دلاری جچہ رانی خوب بنی

متوالی جچہ رانی خوب بنی

جیسے سگّہ کے ٹھوروا جچہ رانی ناک بنی

البیلی جچہ رانی ......

جیسے انار کے دانا جچہ رانی دانت بنی

البیلی جچہ رانی ......

---

(۱) لکھیم پور کھیری

جیسے کیرا کی کھبیان جچہ رانی جانگھ بنی

اپنے بپا کی ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

متوالی جچہ رانی ۰۰۰۰۰۰۰۰ (۱)

گیت کار جو کچھ کہنا چاھتا ھے اسکی تصویر بہت واضح ھے -وہ سفید چمکدار ا دانتون کو در آبدار نہین کہتا بلکہ انار دانہ اور چاولون سے تشبیہہ دیتا ھے آنکھون کو وہ نرگس کے پھول سے مشابہ نہین بتاتا بلکہ آم کی پھانکون سے تشبیہہ دیتا ھے کیلے کے تنے کو اور بالون کو ریشم کا لچھہ کہتا ھے یہ تمام تشبیہات قریب الفہم مین اس کے ساتھ ھی ان گیتون مین لطیف کنائے بھی ھین جو گیتون کو شاعرانہ حسن عطا کرتے ھین -

پھول بھرے بھنور باگ (باغ) ناھین پاوے (۲)

بہن اپنے بھائی سے سسرال کے مظالم کا یون بیان کرتی ھے -

بیٹھ دیکھو بھیا تو بیٹھ دیکھو جیسے ھے دھبیا کا پاٹ رے

کپڑا دیکھو بھیاّ تو کپڑا دیکھو جیسے ساون کی بادری رے (۳)

چور چراوے مال کھجانہ بلم چراوے راتون کی نندیا (۴)

پٹتے پٹتے پیٹھ دھوبی کا پاٹ ھو گئی ھے اور کپڑے ساون کی گھٹا کی مانند میلے ھو گئے ھین -میلے کپڑون کو ساون کی گھٹا کہنا بڑی بلیغ تشبیہہ ھے - نیند چرانا شاعرانہ ترکیب ھے اس قسم کی تراکیب تشبیہات اور کنائے لوک گیتون مین عام ھین -

ان گیتون مین محاورات بھی خوبصورتی سے استعمال کئے گئے ھین -"چلو بھر پانی مین ڈوب مرنا" "نیند چرانا "-"تقدیر پھوٹنا "-"بھاگ بگڑنا "-دل چرانا "-آنکھ دکھانا " "ناگن بننا"-"گود بھرنا "- پیر بھاری ھونا "-"آنسو بہنا " وغیرہ -چند مثالین ملاحظہ ھون -

چروا بھر پانی مین بڑھ مر جاو (۵)

---

(۱) सन्तराम अनिल, कन्नौजी लोकगीत- पृ० २२६

(२) रामनरेश त्रिपाठी, ग्राम गीत, कविता कौमुदी, तीसरा भाग पृ० २७६

(۳) ضلع سیتاپور

(۴) ضلع بریلی

(۵) ضلع سیتا پور

چور چراوے مال کھجانہ

ملم چراوے راتون کی نندیا (۱)

لوک گیت ہندوستانی معاشرت کا صحیح مرقع ہین - پیدائش سے لیکر موت تک کا ہر واقعہ بڑی خوش اسلوبی سے ان گیتون مین آگیا ہے - سماج مین عورت کی زبون حالی - معاشی غلامی - ساس کے بہو پر ظلم - بھائی بہنون کی بے لوث محبت - نند بھاوج کی نوک جھونک - دیورانی جٹھانی کے طعنے - کنبے والون کے اعتراضات - دیور بھابی کی چھیڑ چھاڑ - شوہر اور بیوی کے تعلقات - تقدیر پرستی ضعیف الاعتقادی وغیرہ ان گیتون کا موضوع بنی ہین - ہماری شاعری ہماری معاشرت کے جیتے جاگتے مرقع پیش کرنے سے قاصر ہے - کیونکہ اس مین ایرانیت جاری و ساری رہی ہے - برخلاف اس کے لوک گیتون مین بھر پور اور واضح مرقع پیش کئے گئے ہین تاریخ کی ان ضخیم جلدون مین صلحون اور جنگون کے بیان کے ساتھ ہی معاشی جھلکیان بھی ہوتی ہین - لیکن یہ اتنی واضح نہین ہوتین کہ ان سے کسی ملک کی معاشرت کی واضح تصویر سامنے آسکے - لیکن لوک گیتون مین معاشرت کے بہت واضح اور صاف مرقع ابھر کر سامنے آتے ہین -

---

(۱) ضلع بریلی

تاریخی جھلکیان "آلہا" مین دیکھی جا سکتی ھین - مغلون کے مظالم کی داستانین
بعض گیتون مین
بھی گیتون مین نظم ھوئی ھین -۱۸۵۷ع کے غدر کی طرف بھی چند اشارے ان

بھی مل جاتے ھین - حب وطن اور قوم پرستی کے جذبات بھی ان مین نظم ھوئے ھین -

ھر شے اپنے ماحول سے اثر انداز ھوتی ھے - لوک گیت بھی زمانے کے تغیرات سے

دامن نہین بچا سکے - صنعتی ترقی کی جھلکیان ذیل کے گیتون مین دیکھئے —

دیکھورے لوگو انگریجوا کی ھمت

امبر پہ چیل گاڑی اڑائے رھے ھین

وھین پہ صابن وھین پہ کنگھا

وھین پہ پاؤڈر منگائے رھے ھین (۱)

غلامی ھندوستان کے عوام وخواص کے لئے ناقابل برداشت ھو گئی تھی

پھوٹے بھریتا کے بھاگ بھارت ماتا روئے رھی (۲)

زمینداری کے خلاف جو لہر اٹھی تھی اس کا خیر مقدم عوام نے بھی کیا

اپنی زمین اور تاج نہ دین گے

چاھے پران پہ آن بنے (۳)

سودیشی تحریک کو گاؤن والون نے گلے لگایا تھا دیکھیے —

کھادی کی چیز یا رنگ دے چھاپے دار رے رنگریجوا

بہت دنن سے لاگا من ھمارا رے رنگریجوا

---

(۱) شیر پور ضلع پیلی بھیت

(۲) ضلع پیلی بھیت

(۳) ضلع سہارنپور

کہین پہ چھاپو گاندھی مہاتما چرخا مست چلاتے ہون

کہین پہ چھاپو ویر جواہر جیل کے اندر جاتے ہون (۱)

مہنگائی کا اثر لوک گیتون پر واضح ہے —

کانگریس نے کیا کیا کھانا پینا بند کیا

گلہ پہ کارڈ لگائے دیورے (۲)

ہندو مسلم اتحاد کو بھی موضوع بنایا گیا ہے -

ارے چمکے مندر واھین چاند

مسجد مین بنسی بجے

ملی رہو ہندو مسلمان

چھوڑ دو سارے اگڑ سے جھگڑے

ہندوستانیون کے دلون مین جھانکے کے لئے ہندوستانی معاشرت سے باخبر ہونے کے لئے لوک گیتون کی طرف رجوع کرنا پڑے گا - ان تمام گیتون کی مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لوک گیتون کے موضوعات مین بڑی وسعت ہے - یہ ہمارے معاشی سیاسی اور معاشرتی جملہ مسائل کا احاطہ کر لیتے ہین عوامی زندگی کے جن گوشون تک بعض اوقات ہمارے شاعرون کا تصور بھی نہین پہنچتا لوک گیت ان ڈھکے چھپے گوشون کو ہماری نگاھون کے سامنے لے آتے ہین -کیونکہ یہ گیت ہمارے ادب کا بہترین سرمایہ ہین -دراصل یہ گیت ایک مکمل البم ہین جس مین انسانی زندگی کی اول تا آخر ہر تصویرین بھر پور انداز مین ابھری ہے -ان کے ذریعے انسان کی بودوباش فکر و نظر -معاشی حالات - معاشرتی مسائل اور رسم و رواج کے متعلق بڑی آسانی سے وہ تمام معلومات فراہم کی جا سکتی جن کو ہم نے بہت دن تک قابل اعتنا نہین سمجھا یہ گیت ہماری تہذیبی اور سیاسی زندگی

---

(۱) ضلع سیتا پور

(۲) جہان آباد -ضلع پیلی بھیت

(۳) ضلع بجنور

کے آئینہ دار ھین -علم الاساطیر (Mythology) لسانیات (Philology)
اور بشریات (Anthropology) کے لئے لوک ادب بڑا مددگار ثابت ھوا ھے - لسانیاتی نقطہ
نظر سے یہ بڑی اھمیت کا حامل ھے -زبان کی نشو و نما اسکی ترقی کے مدارج مختلف بولیون کے ملاپ
کی منزلین یہ تمام باتین لوک گیتون کی مدد سے واضح ھو سکتی ھین -

ان گیتون نے براہ راست ادب کی زیادہ خدمت نہین کی لیکن اس کے باوجود یہ ھمارے ادب
کا اھم ترین حصہ ھین کیونکہ ھم نے جب بھی ھندوستانی مزاج سے تعلق پیدا کیا انھی دھرتی سے
لو لگائی ھے تو ھم انھین لوک گیتون کو گلے لگانے پر مجبور ھوئے ھین -

اب تک ان گیتون کی طرف غیر ملکی عالمون نے زیادہ توجہ دی تھی اب ھندی رسم الخط مین
لوک گیتون کے متعدد مجموعے دیکھنے کو مل جاتے ھین لیکن اس کے باوجود اب بھی کچھ گیت ایسے ھین
جو شائع نہین ھوئے -اردو مین لوک گیتون پر ابھی تک کوئی خاص توجہ نہین کی گئی -صرف تین چار
کتابین میرے علم مین ھین -لوک گیت کاویہ کووری کا تشنہ اور ناقص ترجمہ ھے پشتو لوک گیت مین فارغ
بخاری نے اور دیویندر سیتارتھی نے گائے جا ھندوستان اور "بنسری بجتی رھی " مین لوک گیت کی
تعریف ارتقا" پر روشنی ڈالنے کے بجائے مختلف علاقون کے گیتون کی وضاحت کی ھے - اسطرح اردو مین
کوئی ایسی مکمل تصنیف نہین ھے جو لوک گیتون کو سمجھنے مین ھماری مدد کر سکے -

ان کتابون کے علاوہ چند مضامین بھی شائع ھوئے ان مین حیات اللہ انصاری (۱)
زینت ساجدہ (۲) اقبال عظیم (۳) عطا محمد (۴) قیصری بیگم (۵) شاھد احمد دھلوی (۶)

---

(۱) حیات اللہ انصاری - اردو ادب ۱۹۴۹
(۲) زینت ساجدہ - دکنی ادب نمبر مجلہ عثمانیہ - ۱۹۶۴
(۳) اقبال عظیم - سالنامہ نیرنگ خیال ۱۹۴۶
(۴) عطا محمد - ساقی نومبر ۱۹۴۹
(۵) قیصری بیگم -اردو نامہ کراچی جنوری -مارچ -جون -اکتوبر ۱۹۶۷
(۶) شاھد احمد دھلوی - ساقی اکتوبر نومبر ۱۹۶۷

ھاجرہ بیگم (۱) بسم اللہ بیگم (۲) اب ضرورت اس بات کی ھے کہ اردو رسم الخط مین لوک گیتون کے مجموعے شائع ھون - آج جبکہ اردو مین گیتون کا چلن بڑھ رھا ھے اور ان کی ادبی اھمیت کا احساس ھونے لگا ھے لوک گیتون کا کوئی مجموعہ منظر عام پر نہین آیا - دراصل یہ گیت ایک ایسا قومی سرمایہ ھین جس پر ھندو مسلمان دونون کا برابر کا حق ھے - یہ گیت بلا کسی تفریق کے ھر گھر مین گائے جاتے ھین - یہ نہ تو کسی مخصوص طبقے کے لئے ھین اور نہ ھی ھندی اردو کا جھگڑا ان سے منسوب کیا جا سکتا ھے - کیونکہ ان لوک گیتون مین جذبات کے اظہار کے وقت ھندی اردو فارسی اور انگریزی کا سوال ھی درپیش نہین ھوتا بلکہ جو لفظ زیادہ بھرپور انداز مین احساسات کی ترجمانی کرتا ھے اس کا استعمال کیا جاتا ھے -

لوک گیت اپنی سادہ موسیقی - اپنی سماجی اور تہذیبی اھمیت اپنے لسانی تصور کی وجہ سے اھمیت رکھتے ھین - اس نکتے کو ذھن مین رکھا جائے تو ظاھر ھو جائے گا کہ ھمارے ادبی سرمایے سے زیادہ ھمہ گیر اور زیادہ دور رس ان کا دائرہ ھے - ان کی ادبی اھمیت سے بھی انکار نہین کیا جا سکتا - ادب جب بھی لوک گیت کے قریب آیا ھے اسے نئی طاقت ملی ھے کیونکہ ان گیتون مین دھرتی کی توانائی اور فضا کا حسن ھے - ادبی گیت لوک گیت سے بہت کچھ لیتے لوک گیت کی تاثیر اور کشش کو آزادی کی جدوجہد کے موقع پر ھمارے بعض شعراء نے کامیابی سے استعمال کیا ھے -

---

(۱) ھاجرہ بیگم - ادبی دنیا اکتوبر ۱۹۴۱ آجکل نومبر ۱۹۴۵

(۲) بسم اللہ بیگم نگار پاکستان - جولائی - اگست - ستمبر - نومبر - ۱۹۴۹

گیت ۱۸۵۷ تک

گیت اور انسان کا رشتہ زمانہ قدیم سے ہے -گیت کو شعور کی پہلی کرن بھی کہنا بے جا نہ ہوگا -(۱) لیکن باقاعدہ طور پر گیت کب سے لکھے جانے لگےاس سوال کا کوئی قابلاعتماد جواب نہین ملتا -ویدون مین کچھ ایسی دعائین ملتی ہین جن پر گیت کا گمانہوتا ہے - دلی کیفیات کا بیان ان گیتون مین خوبصورتی سے ہوا ہے -اور شاعر کا دل سنگیت کی رو مین بہہ نکلا ہے انمین خیال کی بلندی اور اثر انگیزی نمایان خصوصیات ہین - سام وید مین گیت کا عنصر اسقدر نمایان ہے کہ اسکو گان وید بھی کہا جاتا ہے لیکن ان گیتون کو مکمل گیت نہین کہا جا سکتا -

بھرت منی کے ناٹیہ شاستر کےمرتب ہو جانے کے بعد سنگیت کے سات سر بھی مرتب ہوگئے اور ڈرامون مین گیتون کا چلن شروع ہو گیا ان گیتون مین موسیقی کے قواعد کو مد نظر رکھا جاتا تھا اور ان کا مقصد عوام کی تفریحی ضروریات کو پورا کرنا تھا ویدک گیتون مین بیساختگی جذباتیت اور ذاتی تاثرات کی ترجمانی ہے لیکن ڈرامون کے درمیان آنےوالے ان گیتون مین موسیقیت کو ہی اہمیت حاصل ہے -

پراکرت دور مین مرچھ کٹک -ابھگیان شاکنتلم اور رتناولی مین گیت کے درشن ہوتے ہین رفتہ رفتہ پراکرت کی جگہ اپ بھرنش نے لے لی -اپ بھرنش کےاس دور مین سدھون اور جینئیون نے راگ اور راگنیئون کے سہارے پدون کی تخلیق کی -گیتون کی ترقی مین ان چریا پدون کی اہمیت اسی قدر ہے کہ ان سے آئندہ سنتون نے استفادہ کیا اور اپنی مذہبی تعلیم و تبلیغ کاذریعہ انہین پدون کو بنایا -

---

(۱) ڈاکٹر وزیر آغا - اردو نظم - اردو شاعری کا مزاج صفحہ ۲۸۹
جدید ناشرین چوک اردو بازار لاہور

بارھوین صدی مین جے دیو منظر عام پر آتے ھین ان کا گیت گووند سنسکرت کا اھم ترین گیت کاویہ ھے اس مین موسیقی - جذبات و احساسات کا مکمل سنجوگ ھے راگ اور تال کو نظر مین رکھ کر لکھے گئے یہ گیت نغمہ ورقص دونون کی کمی کو پورا کرتے ھین - اس مین جے دیو نے کرشن کے فراق و وصال کو موضوع بنا کر لطیف و نازک جذبات و احساسات کو راگ راگنیون کے سہارے پیش کیا ھے - جے دیو کے یہ گیت روایتی گیتون پر منحصر ھونے کے باوجود مروجہ پد کی روایت سے انحراف کرتے ھین زبان کی شیرینی - الفاظ کی تراکت و لطافت ان گیتون کی اھم خصوصیات ھین - راگ اور تال پر منحصر ھونے کی وجہ سے ان گیتون مین رقص و سرود کی کیفتین بیک وقت سموئی ھوئی ھین -

اپ بھرنش کے بعد ھماری نظر "آدی کال" یا ویر گاتھا کال" پر پڑتی ھے اس دور مین لکھی گئی جگ نک کی آلھا اودل کو موسیقیت ھونے کے باوجود طوالت بیان کی وجہ سے گیت نہین کہا جا سکتا -

آدی کال کے آخر مین گیت کی جھلک امیر خسرو کے ریختے مین ملتی ھے دراصل یہی اردو گیت کی اولین شکل ھے اس کا ثبوت دور اکبری کے ایک بزرگ شیخ سوری کا مقطع ھے -

سعدی کہ گفتہ ریختہ در ریختہ در ریختہ

شیر و شکر آمیختہ ھم ریختہ ھم گیت ھے (۱)

"دور اکبری تک ریختہ کے معنی گیت کے لئے جاتے تھے ھندی موسیقی کی سرپرستی چونکہ اکثر

---

(۱) محمود شیرانی - پنجاب مین اردو - ص ۴۴ - مکتبہ کلیان بشیریت گنج لکھنئو

سلاطین و مشائخ نے کی ہے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ متعدد فارسی اصطلاحات اس مین داخل ہو گئین -چنانچہ ریختہ بھی ہندی موسیقی مین موجود ہے (۱) ریختہ اس گیت کے لئے استعمال ہوتاتھا جس مین ہندی اور سنسکرت کے علاوہ فارسی اور عربی الفاظ بھی شامل ہوتے تھے -خسرو کے ریختے مین داخلی کیفیات کا بیان- ٹیپ کے مصرعہ کا استعمال -ہندی کے پر سوز -لطایف اور کومل الفاظ کے ساتھ ہی اظہار عشق بھی عورت کی جانب سے ہوا ہے -گو بعض جگہ فارسی اور ہندی کے ٹکڑے بالکل علیحدہ نظر آتے ہین لیکن ان کا وہ حصہ جو ہندی مین ہے اگر اسکو الگ کو کے دیکھا جائے تو اسکو گیت کی اولین شکل بھی کہنا بے جا نہ ہوگا -اسکا ہندی مزاج اسکو گیت کی فضا سے قریب تر لاتا ہے -

شبان ہجران در از چون زلف و روز و صلش چو عمر کوتاہ

سکھی پیا کوجو مین نہ دیکھو تو کیسے کاٹون اندھیری رتیان

یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببر و تسکین

کسے بڑی ہے جو جا سنا وے پیارے پی کو ہماری بتیان

جو شمع سوزان چو ذرہ چراغ زمہر آن مہ بگشتم آخر

نہ نیند نینیان نہ انگ چنیان نہ آپ آوین نہ بھجین پتیان

بحق روز و صال دلبر کہ داد مارا فریب خسرو

سپیت من کے درائے راکھون جو جائے پاؤن پیا کی کھتیان

سکھی پیا کو جو مین نہ دیکھو تو کیسے کاٹون اندھیری رتیان (۲)

---

(۱) محمود شیرانی پنجاب مین اردو ص ۳۴

(۲) محمود شیرانی پنجاب مین اردو - ص ۱۲۶ انجمن ترقی اردو لاہور

کیسے پڑی ھے جوجا سناوے پیا رے بن کو ھماری پتیان

نہ نیند ننیان نہ انگہ چنیا نہ آپ آوین نہ بھیجین کھتیان

سپیت من کی دراٹے راکھون جو جانے پاؤن پیا کی پتیان ۱

اس مین سے فارسی کا جو حصہ نکال دیا گیا ھے اس کی کمی کا احساس نہین ھوتا - بلکہ ایک مکمل گیت معلوم ھوتا ھے - جس مین ایک فراق زدہ عورت کا المیہ بیان کیا گیا ھے اس مین دردو غم شروع سے آخر تک جاری و ساری ھے - گیت کا مزاج دراصل فراق کی اسی تپش سے بنا ھے اور خسرو سے منسوب یہ ریختے گیت کی اولین شکل ھین

خسرو کے بعد بندہ نواز گیسو دراز کے کلام مین گیت کی جھلکیان ملتی ھین

آج بر ھے کی آگ مجھ تنے لاگے رے

آج برھے کی آگ مجھ تنے لاگے رے (۱)

عبدالرحمن خلای کے کلام مین بھی ملکی فضا اور زبان ملتی ھے جو گیت کی روایت کو برقرار رکھنے اور آگے بڑھانے مین معاون ھے -

گھونگھٹ دور کر مکھ دکھارے سنجن

دل عاشقان نہ ستارے سجن

دیا جس نے جوبن کرم سے تجھے

خدا کا کرم نہ چھپارے سجن (۲)

---

(۱) حضرت بندہ نواز گیسودراز - معراج العاشقین ص ۱۰۲ مرتبہ خلیق انجم

(۲) عبدالرحمن خلای پنجاب مین اردو ص ۳۲ - محمود شیرانی - مکتبہ کلیان بشیریت گنج لکھنئو

بھگتی کال مین کبیر اور میرا نے گیت کو گلے سے لگایا - اگرچہ ان دونون کا تذکرہ یہان ضروری نہین ہے مگر ان کے اثرات چونکہ سبھی گیت کارون پر پڑے ہین اس لئے ان کی اہمیت کی طرف اشارہ ضروری معلوم ہوتا ہے - کبیر کے پدون مین فروعات کو چھوڑ کر مذہبون کی وحدت تک پہنچنے کی کوشش ہے - خشک اور سپاٹ موضوع کی وجہ سے ان پدون مین کہین کہین پر ناہمواری پیدا ہوگئی ہے - لیکن ان کے وہ پد جنکا موضوع برہ ہے ان مین کبیر کی تڑپتی ہوئی روح جلوہ گر ہے - جذبے کی شدت بیان کی روانی اور نزاکت نے ان کے پدون کو گیت کی بہترین مثال بنا دیا ہے - ان کے پدون مین اظہار عشق عورت کی جانب سے ہے -

کیسے دن کٹی ہین جتن بتائے جئیو

ایہی پار گنگا اوہی پار جمنا

بچوان مڑیا ہمکا چھوائے جئی ہو - (۱)

ہندی شاعری مین عورت کی طرف سے اظہار عشق ایک خاص طرز فکر کی وجہ سے وجود مین آیا - سانکھیہ درشن مین پرش اور پرکرتی کا نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ پرش (وجود حقیقی) ساری کائنات کی اصل ہے جس نے اپنے آپ کو روح اور مادہ مین تقسیم کر دیا ہے روح کا کام مادہ کی تسخیر ہے جس سے زندگی کا اظہار ہوتا ہے روح کی صفت فعالیت ہے اور مادہ کی انفعالیت اسی لئے روح کو پرش (مرد) کے روپ مین اور مادہ (کائنات جس مین تمام انسان بھی شامل ہین) کو عورت کے روپ مین سمجھا گیا ہے (۲) بھاگوت مین اسی نقطہ نظر کا بھرپور

---

(۱) कबीरदास- सं० सरदार जाफरी- कबीर बानी पद १२२ पृ० २२६ १९६४, हिन्दी बुक ट्रस्ट, बम्बई ।

(२) राजेश्वर प्रसाद चतुर्वेदी, रीतिकालीन कविता - पृ० ११५ एवं शृंगार रस का विवेचन

ارتقاً ملتا ھے -اس مین شری کرشن کے روپ مین پرماتما اور گوپیون کے روپ مین تمام انسانی روحون کی تمثیل پیش کی گئی ھے(۱)- بھگوان کو پتی ماننا صرف عورتون سے مخصوص نہین - اڈوار بھکت بھگوان کی اپا سنا کرتے وقت اپنی بھکتی کو میان بیوی کی جسمانی محبت کا روپ دیتے تھے - جس کی طرف دواوڑ اپنشد سنگیت نے بھی اشارہ کیا ھے - شری شمٹھ گوپ کی تخلیقات مین بھگوان کے لئے دامپتہ بھاؤ کی بھکتی کے اچھے نمونے ملتے ھین کہا جاتا ھے کہ وہ بھرت لکشمن اور سیتا کے بھاؤ سے رام کی بھکتی اور گوپیون کے بھاؤ سے کرشن بھکتی کرتے تھے-اور سمجھتے تھے کہ صرف بھگوان پرش (مرد) ھے اس کے مقابلے مین ساری کائنات استری (عورت) ھے اسی لئے انتہائے شوق مین خود بھی عورت کا روپ دھارن کر لیتے تھے(۲)- کبیر کے پد اسکی اچھی مثال ھین -

اس دور کی مشہور شاعرہ میرابائی کے گیتون مین خود سپردگی اور سوزو تڑپ کے درشن ھوتے ھین - میرا کے گیت گیت کے فروغ مین سنگ میل کی حیثیت رکھتے ھین - ان کے گیتون کا خاص موضوع برہ ھے-اور ان کے گیت ان کے دل کی دھڑکین -

متوا رو بادل آئے رے — ھری کوسنیو کبھون نہ لائے رے
وارو مور پپیہا بولے — کوئل سبھر سنڑائے رے
کاری اندھیاری بجری چمکے پڑھین آتی درپائے رے
گا جے باجے پون مدھریا — منیہارتی جھڑ لائے رے
کاری ناگ برہ اُتی جاری — میرا من ھری بھائے رے - (۳)

---

(१) राजेश्वर प्रसाद चतुर्वेदी- रीतिकालीन कविता- पृ० १६८, १६६ प्र०सं० एवं शृंगार रस का विवेचन

(२) परशुराम चतुर्वेदी- मध्यकालीन प्रेम साधना- पृ० १८६, १८७ साहित्य भवन इलाहाबाद

(३) मीरांबाई की पदावली- परशुराम चतुर्वेदी- हिन्दी साहित्य सम्मेलन पृ०८१, पृ० १२६

میرا کے گیتوں کی زبان لوک گیتوں کی زبان ہے - کبیر کے یہاں عربی فارسی الفاظ کا استعمال کثرت سے ہے - اس لئے ان کے پدوں کو ریختہ بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ ریختہ ہندی اور فارسی الفاظ کے سنگم کا نام ہے - لیکن اس دور میں ریختہ کی وہ شکل نہیں ہے جو خسرو کے زمانے میں تھی بلکہ ہندی اور فارسی الفاظ باہم شیرو شکر ہو گئے تھے -

برہان الدین جانم - میران ہاشمی - وجہی - قلی قطب شاہ اور ولی کی غزلوں میں ہندوستانی فضا - ہندو دیو مالا - اور ہندی الفاظ ملتے ہیں - ان غزلوں کا مزاج خالص ہندوستانی ہے -

اب چھوڑ مین کہوں کت جاوے رے   مجھ بره جلی کو مت ترساوے رے

مجھ جانے تو میرے من بھاوے رے   پوتو شیام سلونا تون میرا رے (۱)

طاقت نہیں دوری کی اب تون بیگ آ مل رے پیارے

تجھ بن منے جیونا بھوت ہوتا ہے مشکل پیارے

کھانا برہ کا کیتی دھون پانی انجھو پیتی ہون مین

تجھ تے بچھڑ جیتی ہون مین کیا سخت دل ہے پیارے (۲)

پیا باج پیالہ پیا جائے نا   پیا باج یک پل جیا جائے نا

کہیتھے پیا بن صبوری کروں   کھیا جائے امان کہاجائے نا

نہیں عشق جس وہ بڑا کوڑ ہے   کدھین اس سے مل جیاجائے نا (۳)

---

(۱) برہان الدین جانم - دکن مین اردو ص ۱۸۷ نسخہ محلوکہ آغا صدر حسن - نصیرالدین ہاشمی چھٹی اشاعت

(۲) وجہی - قطب مشتری -   مولوی عبدالحق

(۳) قلی قطب شاہ   کلیات قلی قطب شاہ ص ۲۳ مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

ولی کی کلیات مین شامل چار در چار بھی گیت ہی کے ذیل مین آتا ھے - یہ گیت کے مزاج سے بہت نزدیک ھے — ولی کی غزلوں میں بھی فارسی تقلید کے رجحان کے باوجود گیت کی فضا آتی ہے

سوا جسکے دلمین رھے یاد یار　　وہ رو روپھرے ھجرسون زار زار

نہ ھوئے اسے جگ مین ھر گز قرار　　جسے عشق کی بے قراری لگے (۱)

سلطان عبداللہ قطب شاہ ابراھیم عادل شاہ اور علی عادل شاہ کی غزلون مین بھی گیت کی روح جلوہ گر ھے -

نسبت پھلیا پھولا لالہ　　سکھی لیا اب صراحی اور پیالہ

چمن میانے پھلیا ھے پھور رنگارنگ　　نیٹ نازک ایکس تے ایک آلا (۱)

علی عادل شاہ نے صاف ستھری زبان مین اچھے گیت لکھے ھین -گیتون کی طرف رغبت موسیقی کی وجہ سے بھی ھے کیونکہ انھین موسیقی سے خاصا لگاؤ تھا

پیارے بنا سکھی کاہ کرون　　یہ نیکی بہار نسبت جو آئی

پھول گلاب کی سیتل باس　　بیار ملی جیون اور کو دھائی

پور بھئی ھون بھول نہ جانون　　بھول گئی من کی چترائی

بیٹھ کے انبے کی ڈارن پے　　اس بیون کوک مچائی - (۲)

اس دور مین فارسی زبان کی تقلید مین غزل کو جذبات کے اظہار کا ذریعہ تو بنایا گیا تاھم جہانتک

---

(۱) ولی کلیات ولی - ص ۲۷۲ نورالحسن ھاشمی - انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی
(۲) سلطان عبداللہ قطب شاہ - دکنی ادب کی تاریخ ص ۲۳ - مرتبہ رفیع الدین ہاشمی - سنگ میل لاہور / لکھنؤ
(۳) شاہ عالم ثانی - نادرات شاھی ص ۱۰۰ ہندوستانی پریس رامپور

لہجے کا تعلق ہے اس پر دیسی اثرات ہی کا تسلط ہے -"یہ غزلین بحیثیت مجموعی ہئیت کے اعتبار سے تو ایرانی ہین لیکن مزاج کے اعتبار سے ہندی ہین " (۱)

شمالی ہند مین اگرچہ فارسی کا دور دورہ تھا -لیکن ملکی فضا اور ملکی اثرات سے دامن بچانا مشکل ہی نہین ناممکن تھا - افضل کے بارہ ماسے مین ہندی مزاج اور ملکی فضا صاف طور پر نمایان ہے -فارسی اثر کے باوجود افضل کا بارہ ماسہ ہندی مزاج کا حامل ہے - اس مین فراق دیدہ عورت نے اپنے پریتم کی جدائی مین اپنی سہیلیون کو خطاب کرکے اپنی بپتایں اور درد جدائی کی داستان سنائی ہے -فارسی کے پر شکوہ الفاظ اور تشبیہات کے ساتھ ہی ساتھ ہندی کی دھیمی دھیمی لے بھی ابھری ہے - ہندوستان کے مختلف موسمون کا بیان ہے - ساون مین برھن کی دلی کیفیات ملاحظہ ہون —

چرا ساون بجا مارو نکارا   سجن بِن کون ہے ساتھی ہمارا
کھٹا کاری چھارون اور چھائی   برہ کی فوج نے کینی چراھی (۲)

شاہ آیت اللہ جوہری کے بارہ ماسے مین افضل کا رنگ اور طرز بیان غالب ہے انہون نے مرثیے -سلام اور مثنوی پر بھی طبع آزمائی کی ہے - آیت اللہ کے بارہ ماسون پر تو بھاشا کا رنگ غالب ہے ہی -ان کے مرثیون کی زبان بھی بھاشا آمیز ہے -بھاشا کے الفاظ کے ساتھ ہی ساتھ بھاشا کا انداز بیان بھی ہے جسکے ذریعے درد و سوز خود سپردگی اور کسک و تڑپ کا

---

(۱) وزیر آغا - اردو شاعری کا مزاج ص ۲۲۳

(۲) افضل پانی پتی بارہ ماسہ قدیم اردو - جلد اول ص ۲۱۷ ایڈیٹر مسعود حسن خا
شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی - حیدرآباد

اظہار موثر طور پر کیا گیا ہے - گیت کا مزاج اسی غم و الم اور سوز و تڑپ سے عبارت ہے -مرثیون کا بھی انداز ان کو گیت کے بہت قریب لے آتا ہے -وہ فارسی تراکیب سے گریز نہین کرتے -لیکن زیادہ توجہ بھاشا کے الفاظ پرھی دیتے ھین - ھندوستانی ماحول اور فضا سادگی اور اثر انگیزی سوزو تڑپ ان کے مرثیون کو گیت کے مزاج سے ہم آھنگ کر دیتے ھین - چند اشعار دیکھئے ان پر بھگتی تحریک کا اثر واضح ہے-

آل بنی نہین جینے پایا ھائے حسین بدیسی پنتھی
کٹا بتول و علی کا جایا ھائے حسین بدیسی پنیھی
تیغ و ستم کو تن پر کھایا ھائے حسنین بدیسی پنتھی
خنجر سے گردن کٹوایا ھائے حسین بدیسی پنتھی (۱)

محبوب عالم عرف شیخ جیون سید میران بھیکھ چشتی صابری کے مرید اور خلیفہ تھے ان کی کئی تصانیف ھین "درد نامہ" کے چند اشعار ملاحظہ ھون -رسول اللہ کی وفات پر مصنف نے حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ کی طرف سے جو مرثیے لکھے ھین -وہ گیت سے بہت زیادہ قریب ھین —

جاٹی بنا کوئل بھٹی جو جر بسی جیون کوئلا
تن مان لگی ہے لو کٹی دل لے گیا دلمیز اب
لسندن پو کارون ایکلی پیوبن سبھی تن بے کلی

---

(۱) محمد آیت اللہ قدسی مذاقی بہار مین اردو زبان و ادب کا ارتقاء ۱۲۰۲ تا ۱۸۵۷
اختر ارینوی لیبل لیتھو پریس رمنہ روڈ پٹنہ ۴ -

آنسو جھران ناری بھرا نینو رھا نہ نیراب (١)

شاہ ظہورالحق ظہوری کا یہ مرثیہ بھی گیت کے مزاج کو ظاھر کرتا ھے -

اپنی بپتا کا سے کہون اب جیرا نہ نکسے موھے چینا

آٹھ پہر موھے کل نہ پرت ھے نیند نہ آوے دفن نہ رتیان (٢)

گیت کا یہ رنگ اوانداز اس دور کے مرثیون مین واضح ھے -اس کے علاوہ لغت اور منقبت کےلئے گیتون کو برتا گیا ھے -کرشن بھگتی تحریک کی علامتین گیتون مین رائج تھین ان کا استعمال ان مین خاصی بے تکلفی سے کیا گیا ھے -

بھگتی تحریک کی یہ روایت خاصی اھم ھو گئی تھی -غزلون اور قصیدون مین لغتیہ شاعری جس طرح ایک خاص جذبے کو ظاھر کرتی ھے اسی طرح گیتون مین اس روایت کا اسلامی روپ بھی قابل توجہ ھے -

نیاز کے چھبیس گیت ان کے فارسی دیوان کے آخر مین ھین -لغت اور منقبت مین انھون نے بھگتی تحریک کی علامتون کو بڑی فنکاری سے نبھایا ھے جیسا کہ حسب ذیل مثال سے ظاھر ھے -

کیسور چوری رنگ ھوری اجمیر خواجہ

نر ناری کی پاک چیز یا پیم کے رنگ رچوری (٣)

---

(١) محمود عالم عرف شیخ جیون — درد نامہ -پنجاب مین اردو -ص ٢٢١ محمود شیرانی

(٢) شاہ ظہور الحق ظہوری بہار مین اردو زبان و ادب کا ارتقا ١٢٠٢ تا ١٨٥٧ -ص ٣١٣

اختر ارینوی - لیبل لیتھو پریس رمنہ روڈ پٹنہ -٤

(٣) نیاز بی نیاز - دیوان نیاز - ص ٣٥ مطبع انوار احمد واقع الہ آباد

خواجہ امین الدین امین کے کلام مین بھی گیت کی جھلک ملتی ہے -

پیا بن ہماری سیج سونی	ہوئے رہ رہ مجھے دکھ درد دونی
پیاکے وصل کی ہون ایسی بیاسی	کہ جون سورج کے پیچھے سورج موکھی
کنول ہون مین کنولنی میرا نام	مجھے جل بیچ بن سورج نہ آرام
اکارت جائے ہے میری جوانی	بیا پردیس کیا یہ زندگانی (١)

دیسی فضا — ہندی کے الفاظ اور تشبیہات رفتہ رفتہ اردو زبان سے خارج ہوتی رہین - کیونکہ دکن اور شمالی ہند کی شاعری مین مصلحین نے ہمیشہ اس بات پر توجہ دی کہ بھاشا کے الفاظ کی جگہ فارسی الفاظ کا استعمال ہو - بھاشا کے الفاظ نکالنے کی مہم کا آغاز ولی کے زمانے سے ہی شروع ہوگیا تھا -ان کوششون نے اردو گیت کی نشو و نما مین خاصے روڑے اٹکائے ہین اور جوش اصلاح مین بھاشا کے ایسے الفاظ جو شیرینی مین فارسی الفاظ سے کسی طرح کم نہ تھے نکال دئے -اس سے اردو زبان و ادب کو اسی قدر نقصان پہنچا جس قدر نقصان سنسکرت کے گرامر نویسو ن نے بھاشا کے الفاظ کو خارج کرکے سنسکرت کو پہنچایا تھا - نتیجہ یہ ہوا کہ اردو ادب اور اردو زبان اپنے اصلی مزاج سے دور ہٹتی گئی - فارسی کی زیادہ سے زیادہ تقلید ہوئی -اور وہ اپنی فضا اور ماحول سے دور ہوگئی - بھاشا کے الفاظ سے ناطہ توڑنے کی وجہ سے اردو کو بہت نقصان پہنچا - اس دور مین اردو شاعری مین مصنوعی لے بہت بڑھ گئی تھی

---

(١) خواجہ امین الدین امین — گوہر جوہری - بہار مین اردو زبان و ادب کا ارتقا ١٢٠٤ تا ١٨٥٧ تک - ص ٣١٢ - اختر اورینوی -

اور شاعری کا بڑا حصہ الفاظ کا گورکھ ھندا اور تشبیہ و استکات کا کھیل بنکر رہ گیا تھا -
فارسی کے تسلط سے گیت کے فروغ کو ٹھیس تو ضرور پہنچی لیکن بھگتی تحریک کے دوھون اور
گیتون کا اثر اس دور کے شعراء مین نمایاں ھے

ریتی کال مین کیونکہ صناعی اور لفاظی کا دور دورہ تھااس لئے اس دور مین
گیت کی ترقی ناممکن تھی کیونکہ گیت مقامی - مانوس -متاثر کن -سادہ عام فہم زبان اور جذبے کے
براہ راست اظہار پر زور دیتا ھے -لیکن اس دور مین درباداری شخصیت پرستی -فرمائشی کلام
اور صناعی کلام پر خاص توجہ تھی -گیت کا ابھرنا ایسی فضا مین مشکل ھی نہین بلکہ ناممکن تھا -

اسی ھنگامی دور مین نظیر منظر عام پر آتے ھین -جو کسی قید کسی رسم کے پابند
نہین جنکی شاعری مین نہ صناعی ھے اور نہ صفت گری -شاعری جنکا پیشہ نہین ھے جنھون نے
اپنے کلام مین عوام کے دل کی دھڑکنون کو سمویا ھے -اپنے ملک کے ذرّے ذرّے سے والہانہ طور پر
محبت کی ھے -گو انکی نظمین بیانیہ ھین - جذبے سے زیادہ بیان کو دخل ھے لیکن وہ ایکبار
پھر انھین فضاؤن مین سانس لیتے ھین انھی چیزون کا بیان کرتے ھین جو ان کی ھین خالص ان
کے ملک کی - ملکی فضا -ملکی معاشرت سے دامن بچانے کی جس روش نے گیت کی راھین مسدود کردی
تھین نظیر نے اس روش سے ھٹ کر اپنی نظمون کے ذریعے اردو شاعری کو ایک بار پھر اپنے مزاج
کی طرف راجع کیا - نظیر کا انداز - ان کی زبان اور ان کے موضوعات عوامی ھین -

کوئی رات کو پکارے پیارے مین بھیگتی ھون
کیا تیری الفتون کے مارے مین بھیگتی ھون
آئی ھون تیرے خاطر آرے مین بھیگتی ھون
کچھ تو ترس تو میرا کھارے مین بھیگتی ھون

کیا کیا مچین ھین یارو برسات کی بہارین (١)

یہ ایک طویل نظم ھے لیکن خالص مشرقی مزاج کی حامل - برسات کا موسم ملکی فضا کا عکاس ھے برھن کے دلی کیفیات کا بیان نہایت سادگی اور صفائی سے کیا گیا ھے - فارسی الفاظ کی جگہ بھاشا کے عام فہم الفاظ ھین - اس طرح نظیر نے اردو گیت کے لئے راھین ھموار کردی ھین اور وہ اردو کو ملکی فضا سے قریب تر لائے ھین -

---

(١) نظیر اکبرآبادی - کلیات نظیر ص٥١٦ مولانا عبدالباری آسی - نول کشور پریس لکھنؤ

اردو گیت ۱۸۵۷ سے ۱۹۰۰ تک

مغلون کا پایہ تخت دهلی هونے کی وجه سے فارسی شاعری کو بڑا فروغ حاصل هوا جہان کے شعراء فارسی شاعری کی روایت مین یکسر ڈوبے هوئے تھے -زبان کی صفائی تشبیہات و استعارات کی رنگینی پر زیادہ توجه تھی - فارسی تراکیب اور فارسی الفاظ کا دور دورہ تھا - خارجی پہلوؤن کو خاص طور پر قابل توجه سمجھا جاتا تھا -اس کے باوجود ایسے دور مین ظفر کے دیوان مین خالص دیسی فضا کے درشن هوتے هین -گو ان کے ضخیم دواوین مین فارسی اثرات کم نہین هین لیکن اپنے مزاج اور کیفیات کی بناء پر وہ هندوستانی تہذیب اور هندوستانی رنگ سے یکسر دامن نہین بچا پائے -ان کا کلام ان کے دل کی تڑپ کسک اور سوزوگداز کی جیتی جاگتی تصویر هے -گیتون مین یه عنصر نمایان هے -گیت کا مکمل روپ دراصل پہلی بار ظفر کے گیتون مین ابھرا هے -گو ان کے گیتون کی تعداد بہت کم هے لیکن ان کے گیت گیت کی تمام خصوصیات سے مملو هین -

پیم اگن نت موھے جراوے — یا کا بھید کہون کا سے
پی هو پاس تو جی هو ٹھنڈا — اپنی بپتا کہون وا سے
میرے من کی موسو نه پوچھو — پوچھو میری بپتا سے
یا هی برھا درجن هوئے — یا هی برھا سرجن هووئے
ناچھوٹے یه برھا موسون — نه چھوٹون مین برھا سے (۱)

---

(۱) بہادر شاہ ظفر — کلیات ظفر جلد سوم -ص ۲۱۲ منشی نول کشور پریس لکھنئو

ان گیتون مین ان کی دبی دبی سسکیان صاف سنی جا سکتی هین - درد و کرب کی یه کیفیات ان کے دل کی عکاس هین - خود سپردگی - اثر انگیزی - هندی کے نرم و نازک الفاظ ان کے گیتون کی جان هین - نه صرف یه بلکه ان کے گیتون مین اس دور کی سیاسی فضا کی بهی عکاسی هے - تباهی و بربادی - خونریزی وسفّاکی اور غارت گری کی تصویر دیکهئے -

گولن کے گلدل بنا یو توپن کی پچکاری
آئے رهی سگری جُهکه پر ایسی تک تک ماری (۱)

دهلی مین سلطنت مغلیه کا آخری تاجدار شاعری کے ذریعے اپنے درد و غم کا اظهار کر رها تها - شعرو سخن کی محفلین سرد تهین اس لئے شعرأ نے لکهنئو مین یکسر امن و عافیت عیش و طرب اطمینان و فراغ سکون و سرود اعتنائی و رنگا رنگی پاکر ادهر کا رخ کیا - اطمینان و فراغ کے اس ماحول مین اهل کمال نے اپنے فن کو ابهارا - واجد علی شاه کو فنون لطیفه سے فطری دلچسپی تهی - وه موسیقی کے دلداده تهے - نیی - ناجو اور دلهن مین انهون نے موسیقی کے اصول مرتب کئے اور گیت لکهے هین - راگ تال اور سر کے پیش نظر لکهے گئے یه روایتی گیت مختلف تقریبو ن اور تهوارون مین گهر گهر گائے جاتے تهے - واجد علی شاه نے دهرپد اور ٹهریان خاصی تعداد مین لکهی هین جو اس زمانے مین بهت مقبول هوئین - ان کی یه ٹهریان موسیقی کے مزاج کو جسقدر آسوده کرتی هین ادب کو اسقدر آسوده نهین کرتین - کیونکه ان کے لکهے جانے کا مقصد هی دراصل موسیقی کی قواعد کو ذهن نشین کرانا تها - وه خود فرماتے هین -

---

(۱) ظفر - نوائے ظفر ص ۲۸۰ مرتبه خلیل الرحمن اعظمی - وه کلام جو کلیات مین شامل نهین هے)
انجمن ترقی اردو هند علی گڑھ

" صاحبان بصیرت نظر برقبح الفاظ نه نموده تر کیہائے نغات رابحسه سماعت پسند فرمایند نه که فقط بر الفاظ نامربوط هوش از دماغ سخن ربایند " (۱)

باوجود اسکے زبان کی صفائی اور سادگی کو بھی ھاتھ سے نہین جانے دیا گیا - سادہ - عام فہم زبان مین یہ گیت لکھے گئے ھین - ان پر لوک گیتون کی زبان اور انگریزی زبان کا اثر بھی خاصا ھے - پنجابی الفاظ بھی استعمال ھوئے ھین -

سیّان کے کارن مین گندوا ہو جاؤن
گندوا ھوجاؤن ری پھلّیان ھو جاؤن
جو مورے سیّان کو گرمی لگے
ندی نالا تلّیا ھو جاؤن
جو مورے سیّان کو سردی لگے
سال دو سالا رجنّیا ھو جاؤن
جو مورے سیّان کو بھکیا لگے
لڈّو پیڑا جلبّیا ھو جاؤن - (۲)

ای مان لاڈلی نبی کا بنا بیاھن آیا
ھیرا موتین وا سہرہ براجی لٹ پٹ جھوم لایا - (۳)

---

(۱) واجد علی شاہ - دیباچہ - دلہن - ص ۳ در مطبع اھتمام خانه زاد رھیس الدوله زیور طبع آراست

(۲) واجد علی شاہ - ناجو - ص ۲۷ مطبع سلطانی اھتمام خانه زاد ضرغام الدوله زیور طبع آراست

(۳) واجد علی شاہ نبی - ص ۲۰ " " " " " " " "

واجد علی شاہ کی عیش پرستی کی جھلک ان کے کلام مین اس حد تک نمایان ہے کہ بعض اوقات متانت اور سنجیدگی کا دامن بھی چھوٹ جاتا ہے - اس دور مین سوزو گداز کی کمی اور عیش و عشرت کی فراوانی ہے - یہی رنگ ان کے گیتون مین بھی ہے - مسعود حسن رضوی اردو ڈرامہ اسٹیج مین رقطراز ہین -

" ناچنے گانے سے واجد علی شاہ کو حظ نفس مقصود نہ تھا
ان کے نزدیک اچھے گانے کا مقصد رلا دینا تھا " (١)

واجد علی شاہ کے نزدیک اچھے گانے کا مقصد رلا دینا ہو سکتا ہے لیکن انکے گیتون کو پڑھئے تو آپ کو یہی اندازہ ہوگا کہ انہین رلا دینے والی خصوصیت نہین ہے بلکہ وہ "حظ نفس کا ذریعہ" ہین -

سونے گا گر چھین لئی موری بہنّیان پکر جھکجھوری .
ایسی کوچن پر ہاتھ نہ ڈارو انگیہ مسک گئی ساری
کنہیّا (٢)

واجد علی شاہ کے زیادہ تر گیتون کا مضمون یہی ہے -

اس دور مین ڈرامے کا رواج عام ہو گیا تھا - واجد علی شاہ نہ صرف موسیقی بلکہ رقص اور ناٹک کے بھی سرپرست تھے - ماحول سازگار تھا عیش و عشرت کی محفلین تھین -

---

(١) مسعود حسن رضوی - اردو ڈرامہ اور اسٹیج ص ١٣ کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنئو
(٢) واجد علی شاہ - ناجو - ص ٤٧ - بمطابع سلطانی اہتمام خانہ زاد ضرعام الدولہ زیور طبع آراست

دل لگی کے سامان تھے - تفریح اور شہرت کی خاطر اندر سبھائین لکھی گئین - اور ان مین گیت کو بھی جگہ دی گئی - اگر ہم ادب پر سرسری نظر ڈالین تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ گیت کے فروغ مین ڈرامون نے بڑا اہم رول ادا کیا ہے - ابھگیان شاکنتلم - مدرا راکشش مرچھ کسٹکہ - ناگانند - اتر رام چرت مین گیت بھرپور انداز مین ابھرا ہے گو ان ڈرامون کا مقصد گیت کو فروغ دینا نہین تھا بلکہ عوام کی تفریحی ضروریات کو پیش نظر رکھنا تھا - لیکن ڈرامون مین لکھے یہ گیت گیت کے ارتقا مین سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہین -

اس دور مین ڈرامے کی بڑھتی ہوئی مانگ نے گیت کو ابھرنے کے خوب مواقع فراہم کئے - گو اس زمانے مین غزل کو اسٹیج پر گائے جانے کا رواج عام تھا - لیکن غزل گیت کی طرح براہ راست جذبات کی ترجمانی کرنے سے قاصر تھی - اس لئے گیت کا رواج ہوا - ڈرامون مین گیت نے چار چاند لگا دئے اور اسے عوام پسند بنا دیا -

امانت کی اندر سبھا مین چودہ گیت ہین جنمین ایرانی اثرات کا غلبہ نہین بلکہ ملکی فضا کی عکاسی ہے نسبت اور ہولیان تو خاص طور پر ہندوستانی فضا کی عکاس ہین - ان مین شیام اور رادھا کی محبت کو مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے - دراصل یہی محبت گیت کا اہم موضوع ہے - وصال لمحاتی ہوتا ہے اور فراق کازمانہ طویل اسی لئے زیادہ تر گیت اسی موضوع پر لکھے گئے ہین -

امنڈ گمنڈ کر کاری بدریا — موہے ناھک ستاوے

کوؤ پروائی سے جائے کہو — اور ملکہ پر ساوے

بن پیا گھٹا نہین بھاوے (۱)

---

(۱) امانت — اندر سبھا - ص ۲۰٦ مرتبہ پروفیسر مسعود حسین رضوی ادیب

کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنؤ

انتظار مین سلگنے کی کیفیت - پیتم کے فراق مین چوڑیان توڑ کر بھاگ سہاگ کو تج کر جوگن بن جانا — آرام و آسائش کی پرواہ نہ کرنا ایک ہرھن کی صحیح تصویر ہے - اندر سبھا مین یہ تصویر کئی جگہ ابھرتی ہے -

بھاگ سہاگ پیا سنگ بھاگو　　　سب چریان ہم توری
سرکھ چیز یا اڑھاؤ نہ سنجی　　　تن من آگ لگوری
ھن سیّان دیھہ سلگت موری (١)

فراق کے ساتھ ہی وصال کا پہلو بھی ہے گو پیان شیام پر اپنا تن من دھن وارنے کو تیار ھین -

پالاگی کر جوری　　　شیام موسے کھیلو نہ ھوری
گوان چراون مین نکسی ھون　　　ساس نند کی چوری
سگری چیز رنگ مین بھجوئی　　　اتنی سنو بات موری
شیام مو سے کھیلو نہ ھوری (٢)

شروع سے آخر تک عاجزی خوشامد اور لجاجت عیان ہے -عورت کی کمزوری اس کی بے کسی اور بے بسی سماج کا ڈر اور خوف وغیرہ روایتی موضوعات ھین -ان روایتی موضوعات کے ساتھ ہی ساتھ امانت نے نسبت رت کی بھی صحیح اور صاف عکاسی کی ھے - نرگس - یاسمن - سنبل و نسترن کی جگہ ان کے گیتون مین خالص ھندوستانی پھول مثلاً گیندا - سرسون - ٹیسو اورچمپا کا بیان ھے -

---

(١) امانت — اندر سبھا - ص ٢٢٩ مرتبہ پروفیسر مسعود حسین رضوی ادیب

(٢) امانت — اندر سبھا - ص ١٩٥ مرتبہ پروفیسر مسعود حسین رضوی ادیب

رت آئی نسبت عجب بہار کھلے ضبرد پھول برون کی ڈار
چٹکو کسم پھولے لاگی سرسون پھیکت چلت گھون کی بار
رت آئی نسبت عجب بہار (۱)

ان گیتون مین اظہار عشق عورت کی طرف سے ہوا ہے برہ اور ملن کے یہ گیت دل پر دیرپا اثر چھوڑتے ہین - احساس کی نزاکت اور سادگی بیان نے نرمی اور لطافت پیدا کردی ہے -

اندر سبھا کے گیتون کی زبان سلیس اور غنائیت سے پر ہے -ان مین ہندی کے مترنم الفاظ کے ساتھ ہی ساتھ فارسی الفاظ کا استعمال بھی ہوا ہے -لوک بھاشا کا اثر بھی خاصا ہے -امانت نے ڈرامے مین گیت کا جو چلن شروع کیا تھا وہ اسقدر مقبول ہوا کہ اور لوگون نے بھی اندر سبھائین لکھین اور ان مین گیت شامل کئے -ان مین امانت کے بعد مداری لال کی اندرسبھا کا نام قابل ذکر ہے -مداری لال کی اندر سبھا اپنی طویل مکالمہ نگاری کی وجہ سے پست مذاق اور جاہل لوگون مین بہت مقبول ہو گئی تھی -مداری لال کے گیتون مین لوک بھاشا کا اثر ہے گو یہ گیت روایتی ہین لیکن ڈرامے کے واقعات سے مربوط ہین اور قصے کی جذباتی فضا سے مناسبت رکھتے ہین -

مداری لال کی اندر سبھا مین سولہ گیت ہین -تیرہ برہ گیت ہین -باقی دو ہولیان اور ایک نسبتی ہے -ان گیتون مین تنوع نہین ہے -لیکن یہ گیت قصے سے مربوط ہین جبکہ امانت کے یہان بعض غزلین اصل قصے سے الگ معلوم ہوتی ہین -یہ گیت امانت کے گیتون کی نقل معلوم ہوتے ہین -ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امانت کے گیتون کو سامنے رکھ کر یہ گیت لکھے گئے ہین -

---

(۱) امانت — اندر سبھا ص ۱۹۵ مرتبہ پروفیسر مسعود حسین رضوی ادیب

چند مثالیں دیکھئے

امانت	مداری لال
مین توشہزادے کو ڈھونڈن چلیان (۱)	مین تو بنکر جوگن جاؤن شہزادے کو ڈھونڈ لے آؤن (۲)
بن پیا گھٹا نہین بھاوے (۳)	بن پیا رات لگی ہو بھاری (۴)

امانت کے بعد طالب بنارسی — مہدی حسن - بیتاب بنارسی کے ڈرامون مین بھی گیت ملتے ہین - یہ گیت روایتی ہین اور تفریحی ضروریات کے پیش نظر لکھے گئے ہین - طالب بنارسی کی یہ کوشش تھی کہ گیتون مین ہندی الفاظ کم سے کم استعمال ہون -لیکن باوجود اس کوشش کے وہ ہندی زبان سے یکسر دامن نہین بچا سکے -

ضامن کے دیوان مین پانچ گیت ہین انہون نے گیت کو منقبت کے لئے برتا ہے - بھگتی تحریک کا اثر بھی ان کے گیتون پر واضح ہے -

ڈگر بتا دیجورے مین بھولے میان رے

پریت جنگل ڈھونڈ چکی ہوگئی اب تو شام

شیام ہمارا روس گیا کہان مین جاؤن شام

ڈگر بتا دیجورے مین بھولے میان رے (۵)

---

(۱) امانت - اندرسبھا - ص ۲۲۳ مرتبہ مسعود حسن رضوی کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنئو

(۲) مداری لال اندرسبھا -ص ۲۰۵ مطبع حسینی اکبر آباد

(۳) امانت اندرسبھا - ص ۲۰۰

(۴) مداری لال اندرسبھا -

(۵) ضامن - دیوان ضامن - ص ۶۳ مطبع نول کشور پریس لکھنؤ

آغا حشر اس دور کے سب سے بڑے ڈرامہ نگار ھین ان کے ڈراموں مین گیت مروجہ ڈرامائی دستور کے مطابق کرداروں کی باھمی گفتگو کے لئے لکھے گئے ھین - ان گیتون کی کثیر تعداد تھیٹریکل ٹیکنیک یا ڈرامائی اپنچ پر ھوتی ھے - اس کے باوجود ان گیتون کو علیحدہ گاکر بھی محظوظ ھوا جا سکتا ھے -

جیا ترے بدریا برسے
سکھی دن کیسے کٹین گے بہار کے
جیا جائے گھبرائے
کسے جوھن دکھاؤن ابھار کے
ھائے ! جیا ترسے بدریا برسے (١)

آیوسلون جاوت چینا
من ڈولت جب بولت مینا
مدھر تان پر جیارا ڈولے
ڈار ڈار کوئیلیا بولے
یاد پرت پیو کی دن رین
آیو ساون جاوت چینا (٢)

---

(١) آغا حشر — سفید خون - ص ٥٧ مرتبہ عشرت رحمانی - اُردو مرکز لاہور

(٢) آغا حشر - ترکی حور - ص ٥٣ اردو مرکز گیت روڈ لاھور

برهن کے جذبات کی عکاسی اثر انگیز پیرائے مین ہوئی ہے بھاشا کے عام فہم اور مدھر الفاظ کا استعمال ہے -آغا حشر کے یہ گیت گو روایتی اسلوب سے باھر نہین آسکے لیکن ان گیتون مین مداری لال اور امانت کی اندر سبھا سے زیادہ تنوع ہے -انہون نے موقع و محل کے لحاظ سے مختلف موضوعات پر گیت لکھے ھین -بھجن -برساتی -جھولنے کے گیت اور دنیائے فانی پر گیت خاص تعداد مین لکھے ھین -

تو داتا جگ داتا

تیرو نسدن رٹیے نام سنسار

تیرو آدھار

نت بچہار

تو پہ نثار لاکھ بار

تو داتا جگ داتا

تیرو نسدن رٹیے نام سنسار (۱)

سکھی پھولن مین راجن جھولت جھولنا

ماند ہوا مکھ دیکھ چاند

جھولا سرتاج جھولو

راجن کے راج مان جھولت جھولنا (۲)

---

(۱) آغا حشر - صید ھوس -ص ۲ اردو مرکز گنپت روڈ لاھور ترتیب عشرت رحمانی

(۲) آغا حشر سـاسیر ھوس ص ۱۱۳ آغا حشر اور ان کے ڈرامے مرتبہ وقار عظیم -اردو مرکز گنپت روڈ — لاھور

دنیا ایک مسافر خانہ　　پیارے من نہ اٹکانا

دنیا ایک مسافر خانہ　　بھور کو ہے جانا

دنیا ایک مسافر خانہ (۱)

انھون نے گیتون کے درمیان اشعار کا استعمال بھی کیا ہے - ان بھوتی کے اشعار سے گیت کی روانی مین رخنہ پڑتا ہے - دراصل یہ اس زمانے کا اثر ہے جو باوجود کوشش کے ایرانی اثرات سے دامن نہین بچاپائی تھی -

او بان بانکے چتون کے مار سے ہین کیسے

تیکھے جانان جانان جان

موہے کاہے ستاوے سنوریا

توری نجریا مار سے کٹریا

او ذرا بانکی چلائے جا کٹریا

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلا دل کا

بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

او مین نے دیکھی نجریا جان جانان (۲)

آغا حشر نے ڈرامے عوام کی تفریحی ضروریات کے پیش نظر لکھے تھے اس لئے کبھی کبھی ان ڈرامون مین اس دور کی پست مذاقی بھی جھلکنے لگتی ہے بعض اوقات نہایت رکیک اور غیر معیاری الفاظ استعمال کرنے لگتے ہین -

---

(۱) آغا حشر — سفید خون ص ۵۱۰ اردو مرکز گنپت روڈ لاہور

(۲) آغا حشر — صید ہوس ص ۸۳۹ اردو مرکز گنپت روڈ لاہور

میرے نازک بدن پر اور اس پھبن پر

ایسے موئے کو کرون مین نثار

لون پنیرار مارون چار

روئے زار زار جب نکلے بخار

دیکھو میرے بالے جوبن کی بہار (۱)

ان کے گیتون مین بھی اظہار عشق عورت کی طرف سے ہوا ہے - بھاشا کے عام فہم الفاظ کا استعمال ہے -

آغا حشر نے اپنے ڈرامون مین اشعار سے مکالمون کا کام لیا ہے - چند گیتون کے علاوہ باقی گیت تک ہندی معلوم ہوتے ہین - امانت کی شاعری مین رعایت لفظی کی بہتات ہونے کے باوجود بھی ان کے گیتون مین اس کی جھلک نہین ملتی - بلکہ سیدھے سادے عام فہم انداز مین گیت لکھے گئے ہین - امانت کے گیت آغا حشر کے گیتون سے تعداد مین تو بہت کم ہین لیکن گیت کی تمام فنی خصوصیات سے مملو ہین - گیت کا وہ موثر کن روپ جو ظفر کے گیتون مین ابھرا ہے امانت اور آغا حشر کے یہان موجود نہین - اس کی وجہ ان کا ماحول اور عوامی محرکات ہین - ظفر نے آغا حشر اور امانت کی طرح محض دل لگی اور تفریحی نقطہ نظر سے یہ گیت نہین لکھے بلکہ ان کے گیتون مین اس کی روح تڑپتی چیختی اور ترستی ہوئی نظر آتی ہے - یہ اس کے دل کے ٹکڑے ہین اور اس کی دلی کیفیات کے حقیقی عکاس - دراصل ظفر کے گیت اردو مین گیت کی تمام خصوصیات کے ساتھ وارد ہوئے ہین سوز تپش - تڑپ و کسک - شدت جذبات اور جذبے کی یک رنگی ان گیتون مین صاف طور پر عیان ہے -

---

(۱) آغا حشر - صید ہوس ص ۳۱ / اردو مرکز لاہور

واجد علی شاہ امانت اور آغا حشر کے گیت اس دور کی عیش پرستی اور اطمینان و فراغ کے غماز ہین بعض اوقات ان گیتون مین متانت اور سنجیدگی کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے جو اس دور اور اس ماحول کا قصور ہے جس مین امن و عافیت اور عیش و طرب کے سامان مہیا تھے - شاعری دربار سے وابستہ ہوکر معرکہ آرائی اور ہجو گوئی کا ذریعہ بن گئی تھی -امانت مداری لال اور آغا حشر نے یہ ڈرامے چونکہ تفریحی ضروریات کے پیش نظر لکھے تھے اس لئے ان کے گیتون کو ادب کے معیار پر پرکھنا اور صرف ادبی نقطہ نظر کو ملحوظ رکھنا مناسب نہ ہوگا -ان کا مقصد دلچسپ ڈرامے لکھنا تھا ادبی ڈرامے یا گیت لکھنا نہین اور گیت تو ڈرامے کو دلچسپ بنانے کا محض ایک ذریعہ تھے -

خسرو کے بعد ظفر اور امانت کے درمیان ایک بڑا فاصلہ ہے جس مین گیت کے درشن نہین ہوتے لیکن اس سے پریشان نہین ہونا چاہئے اردو مین ہی نہین ہندی مین بھی بھگتی کال کے بعد بھارتیندو کے دور تک گیت نظر نہین آتا کیونکہ ریتی کال مین شاعری درباری ہو گئی تھی خارجی حسن کو برقرار رکھنے کے لئے داخلیت کو قربان کر دیا جاتا تھا اور گیت محض روایتی صنف بن گیا تھا - آغا حشر اور امانت کے گیت بھی انہی روایتی گیتون کے مانند ہین جو گیت کے فروغ مین تو حصہ نہین لیتے لیکن گیت کی تاریخ مرتب کرتے وقت سنگ میل کی حیثیت ضرور رکھتے ہین -

عظمت حفیظ اور ان کے معاصرین

مغربی علوم سے واقفیت اور جدید تعلیم نے اردو شاعری کو ہندوستانی فضا میں سانس لینا سکھایا - مبالغہ اور جھوٹ کی جگہ حقیقت نے لے لی - انگریزی اور ہندی الفاظ سے فائدہ اٹھایا گیا - موضوعات کا دائرہ وسیع کیا گیا ہئیت کے تجربات ہوئے نیچرل مضامین پر توجہ ہوئی - مسجع اور مقفع عبارت کے بجائے صفائی اور سادگی کو گلے لگایا گیا - مغربی ادب کے ترجمے ہوئے - مغرب میں خاص طور پر انگریزی ادب میں انیسویں صدی کا پہلا نصف حصہ غنائی شاعری کا سنہری دور تھا - ورڈسورتھ شیلی کیٹس کی شاعری کے ترجموں نے اردو شاعری کو بھی متاثر کیا - جذبات پر خاص دھیان ہونے کی وجہ سے شاعری میں جذبے کی مصوّری اور لطف و نازک خیالات پر زیادہ توجہ ہوئی - فرد کو اہمیت حاصل ہوئی - شاعری خارجیت سے پھر داخلیت کی طرف رجوع ہوئی - تخئیل کے ذریعے سماج کے ہر غم اور خوشی کو اس طرح پیش کیا گیا جیسے شاعر خود اس سے دو چار ہوا ہو - شخصی جذبات اور دلی کیفیات کا آلہ نظموں کو بنایا گیا اور غنائیت پر خاص توجہ ہوئی -

اسمعیل سرور جہان آبادی - چکبست اور عظمت کی مترنم نظمیں اس ذیل میں قابل ذکر ہیں - اسمعیل نے دیسی چیزوں پر قلم اٹھایا ہے - ہلکی پھلکی زبان میں اور سیدھے سادے انداز میں انہوں نے بچوں کے لئے دلچسپ نظمیں لکھیں - جنکے ٹیپ کے مصرعے ان کی غنائیت کو دو چند کر دیتے ہیں -

جو طوطے نے باغوں میں ٹیں ٹیں مچائی   تو بلبل بھی گلشن میں ہے چہچہائی

اور اونچی منڈیروں پہ شاما بھی گائی   میں سو سو طرح دے رہی ہوں دہائی

اٹھو سونے والو کہ میں آرہی ہوں - (١)

---

(١) اسمعیل میرٹھی - کلیات اسمعیل - صبح کی آمد - ص ١١٧ مرتبہ محمد اسلم سیفی دیا پرنٹنگ پریس - دہلی

اسمعیل کی نظمین طویل ھین لیکن ان کی سادگی -پر کاری اور غنائیت ان کو گیت کے بہت قریب کر دیتی ھے -اسمعیل کی طرح سرور جہان آبادی نے بھی اپنی نظمون مین مقامی رنگ بھرا ھے - چھوٹی چھوٹی چیزون کو اپنی نظمون کا موضوع بنایا ھے اور مترنم نظمین لکھی ھین جن کی نغمگی ان کو گیت سے قریب کر دیتی ھے -

کسی مست خواب کا ھے عبث انتظار سوجا　　　که گزر گئی شب آدھی دل بے قرار سوجا
یہ نسیم ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ھوا کے سرد جھونکے　　تجھے دے رھے ھین لوری مرے غمگسار سوجا (۱)

اقبال نظم کے شاعر ھین -ان کی فلسفیانہ شاعری -ان کا تقدیر امم سے شغف اور حیات و کائنات کے اسرار سے لگاؤ بظاھر گیتون کی دنیا سے بالکل علیحدہ ھے مگر ان کی کئی نظمین بڑی مترنم ھین - فارسی مین تو انہون نے گیت بھی لکھے ھین -اردو مین بھی دو گیت اور چند گیت نما نظمین ھین جو اردو ادب مین گیت کی فضا کو بر قرار رکھتی ھین -اقبال کی طرح حسرت نے بھی گیت کی طرف باقاعدہ توجہ نہین کی لیکن کرشن جی سے عقیدت ھونے کی وجہ سے چند گیت لکھے ھین -ان مین وہ خود کو گوپی تصور کرتے ھین - چکبست کی نظمون مین ھندوستانی جذبات کا پر تو ھے ان کی نظمون کی سادگی -روانی اور موسیقی ان کو گیت کی فضا کے قریب لے آتی ھے

وہ ساون مین کالی گھٹا کی بہار
وہ برسات کی مہکی مہکی پھوار
ھمارا وطن دل سے پیارا وطن (۲)

ان شعراء نے گیت کی طرف باقاعدہ توجہ نہین کی لیکن ان کی مترنم نظمین گیت کی روایت کو برقرار رکھتی

---

(۱) درگا سہائے سرور جہان آبادی خمخانۂ سرور ص ۴٦ - مطبوعہ زمانہ پریس -کانپور

(۲) چکبست -صبح وطن ص ۵۲ دوسرا ایڈیشن -انڈین پریس لمیٹڈ الہ آباد

ھین اور گیت کی ترقی کے لئے راھین روشن کرتی ھین - غرض ھم دیکھتے ھین کہ گیت کی روایت کی طرف از سر نو توجہ ھو رھی ھے اور ان اشخاص کی کوششون سے گیت کے لئے اردو شاعری مین ایک دقیع جگہ بنائی جارھی ھے -

آرزو لکھنوی

سید انور حسین آرزو لکھنئو مین پیدا ھوئے شعر گوئی کا شوق بچپن سے تھا اس لئے جلال لکھنوی کے شاگردون مین شامل ھو گئے - معاشی پریشانیون کی وجہ سے انھین لکھنئو چھوڑ کر کلکتہ جانا پڑا اور پھر وھان سے بمبئی چلے گئے - اور فلمی دنیا سے وابستہ ھو گئے - شروع مین مکالمون کی درستی اور گیتون کی تصنیف ان کے سپرد تھی لیکن آخر مین فلمون کے لئے گیت لکھنا شروع کر دئے تھے -

ان کے کلام کے تین مجموعے فغان آرزو - جہان آرزو اور سریلی بانسری شائع ھو چکے ھین - خیال کی سادگی - بیان کی نرمی اور زبان کی سلاست ان کے کلام کی خصوصیات ھین - زبان و بیان اور بحرون کے معاملے مین انھون نے فارسی سے زیادہ ھندی کو اپنانے کی کوشش کی ھے - تقلید اور مشکل پسندی کے بجائے تجدید ترنم اور عام فہمی کا خیال رکھا ھے - جس کی وجہ سے وہ بیسوین صدی کے ممتاز شعرا مین شمار ھوتے ھین - ان کے گیت ان کی بیگم کے پاس کراچی مین ھین جہانتک ھماری دسترس نہین ھوئی - یہان پیغام حسین آرزو نمبر کی مدد سے ان گیتون پر تبصرہ کیا گیا ھے - ان گیتون کے مہیا کرنے کے لیے ھم ڈاکٹر افضال احمد کے ممنون ھین جنکے والد وصی احمد افگر آرزو کے شاگرد ھین

آرزو نے جو گیت لکھے ھین ان مین موضوعات کے اعتبار سے تنوع ھے دولت کی غلط تقسیم کو بھی موضوع بنایا گیا ھے اور اخلاقی درس کو بھی بے ثباتی جہان کا نقشہ بھی ھے اور برہ اور ملن کی مختلف کیفیات بھی نظم ہوئی ھین -

کوڈ کے سین مکٹ رکھدینو

کوڈ کے ھاتھ کمنڈل (۱)

—

میٹھے بول پہ کر نہ بھروسہ جگ مین دھوکا ھی دھوکا ھے

جھوٹی بات پہ بہرا بن جا سچی بات کو سن

—

گھروندا کھیل کا ھے سنسار

چاھے پٹیو چاھے راکھو جو مرجی سرکار

گھروندا کھیل کا ھے سنسار (۲)

آرزو لکھنئوی کے گیتون مین زندگی کی بے ثباتی موت کی حقیقت اور دنیا کے سب رشتون کی بے نصباعتی کا ذکر ھے مگر اسطرح کہ ایک غنائی کیفیت جاری و ساری رہتی ھے -

بین کے جھوٹے پڑ گئے تار

بجنے کو ھے کوچ نگاڑا ہوتا ھے سب سے چھٹکارا

اپنا جو ھے اسے سمجھ لو یہ بھی نہین ھمار

ھر ساتھی کا سنگ بھلا دو -

انگ امنگ ترنگ بھلا دو -

---

(۱) آرزو لکھنوی - پیغام حسینی لکھنئو آرزو نمبر

(۲) آرزو لکھنوی - "

پچھلے راگ اور رنگ بھلا دو

پھنیکو بین ستار

بین کے جھوٹے پڑ گئے تار (۱)

پھول کا جوبن چاند کا ساتھی رات بسے کا روپ

جاتی چھاؤں ہے سمان سہانا پھر وہی دھوپ کی دھوپ

دیکھ تو کتنی رات رہی توے دئے مین کتنا تیل (۲)

ساون کے دلکش مناظر بھی ان کے گیتون مین نظم ہوئے ہین -چارون طرف سبزہ لہلہا رہا ہے -
مست کر دینےوالی ہوائین آرہی ہین -مد برساتی بدلیان گھر کر آرہی ہین اور چارون طرف پھول
کھلے ہوئے ہین کوئل کوک رہی ہے پپیہے کی آواز کانون مین رس گھول رہی ہے اور ڈالیان ترنگ
مین جھوم جھوم کر ایک دوسرے سے لپٹ جاتی ہین -

پون چلی آنند لٹاتی بدلی آئی مد برساتی

کلیان کھلین جگت مہکاتی پھوٹ پڑی ہے بہار

آج آئی ہے رت مدماتی بدلا سب سنسار

کوئل کوکے پپیہا چہکے من کی کتھا سنائے

امنگ ترنگ مین جھوم جھوم کے ڈار سے لپٹے ڈار

آج آئی ہے ۰۰۰۰ (۳)

---

(۱) آرزو لکھنوی - پیغام حسینی لکھنئو - آرزو نمبر

(۲) آرزو لکھنوی - " "

(۳) آرزو لکھنوی - " "

ملن کی کیفیات ملاحظہ ہون

لوٹ لیو من د ھیر

کونسے رسیا مورے ورے من بھایا

ہونٹون نے امرت برسایا

آنکھ نے رس ٹپکایا

لوٹ لیو من د ھیر (۱)

برہ کی تڑپ بھی ان گیتون مین نظم ہوئی ہے -

برھا اگن نے بنکر آنسو پتھر کو پگھلایا

دونون آنکھین دونون باھین ملنے کو للچائین

آس ملن کی جیون آشا دکھ سنکٹ کٹ جائین (۲)

آرزو لکھنوی کے گیتون مین موضوعات کے اعتبار سے بہت تنوع ہے -ان مین دنیا کی بے ثباتی کے نقشے بھی ھین اور دولت کی غلط تقسیم پر اظہار افسوس بھی اخلاقی درس بھی ہے اور حب وطن کے جذبات بھی - ملن کی سرشاری بھی ہے اور برہ کی تڑپ بھی - غرضکہ تمام موضوعات بڑی خوش اسلوبی سے گیتون مین سموئے گئے ھین -حب وطن سے سرشار ہو کر بھی انہون نے گیت لکھے ھین ایک بند ملاحظہ ہو -

ہندو مسلم گورے کالے　　　پریم کی دارو کے متوالے

سب ھین تیری گود کے پالے　　　سب ھین بات پہ مرنے والے

ماتا کو پرنام اے مان　　　اے مان تجھکو سلام (۳)

---

(۱) آرزو لکھنوی - پیغام حسینی لکھنئو - آرزو نمبر

(۲) آرزو لکھنوی - پیغام حسینی لکھنئو - آرزو نمبر

(۳) آرزو لکھنوی - ھماری قومی اور انقلابی شاعری اردو میں قومی شاعری کے سو سال مرتبہ علی جواد زیدی

آرزو لکھنوی نے کھڑی بولی اور برج دونون مین اچھے گیت لکھے ھین - دونون زبانون پر انھین عبور ھے کھڑی بولی کے گیت کا ایک نمونہ ملاحظہ ھو -

تو نے بہت گھروندے کھیلے
ایک بنانا ایک مٹانا کب تک یہی جھمیلے
تونے بہت گھروندے کھیلے
گزرا بچپن آئی جوانی بیٹھ کہین تھک کر سیلانی
ایک بھی گھر ایسا تو بنالے جو برساتین جھیلے
تو نے بہت گھروندے کھیلے (۱)

اب برج بھاشا کی کچھ مثالین دیکھئے -

کونے رسیا مورے من بھایا آنکھ نے رس ٹپکایا
لوٹ لیو من دھیر (۲)

گھروند و کھیل کو ھے سنسار
چاھو میٹھ چاھو راکھو جو مرجی سرکار
گھروند و کھیل کو ھے سنسار (۳)

سہل ممتنع پر جو قدرت جناب آرزو کو ھے دوسرون کو کم نصیب ھوئی ھے - (۴)
گیت غزل - رباعیات اور قطعات سب مین یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ھے - سہل ممتنع کے ساتھ ساتھ نغمگی کو بھی ھاتھ سے نہین جانے دیا ھے - غزل اور گیت دونون کی مثالین ملاحظہ ھون -

---

(۱) آرزو لکھنوی - پیغام حسینی لکھنئو - آرزو نمبر
(۲) آرزو لکھنوی - پیغام حسینی لکھنئو - آرزو نمبر
(۳) آرزو لکھنوی - پیغام حسینی لکھنئو - آرزو نمبر
(۴) وصی احمد اخگر - دیباچہ فغان آرزو - ص ۱۳ - ادبی پریس لاٹوش روڈ لکھنئو

گورے گورے چاند سے مکھ پر

کالی کالی آنکھین ھین

دیکھ کے جن کو نیند اڑ جائے

وہ متوالی آنکھین ھین (۱)

دنیا گورکھ دھندا ساری دنیا گورکھ دھندا

الجھن مین لے کام سمجھ سے کھل جائے کا پھندا

ساڑی دنیا گورکھ دھندا (۲)

وہ زبان کی سادگی سلاست -روانی -سہل ممتنع -ترنم اور لوچ پر خاص توجہ دیتے ھین محمد علی خان اثر رامپوری کو ایک خط مین تحریر فرماتے ھین -

"اگر میری رائے پسند کیجئے تو جہانتک ھو سکے زبان کے لوچ کو کم نہ ھونے دیجئے" - (۳)

زبان کا یہ لوچ انہون نے بھاشا کے الفاظ کی آمیزش سے قائم رکھا ھے -ان کی غزلون اور گیتون مین نہ تو فارسی کے مشکل الفاظ ھین اور نہ ھی سنسکرت کی کھٹن شبد اولی کا استعمال ھوا ھے -اس لئے یہ گیت عام فہم بھی ھین اور پر اثر بھی -

ان کی غزلون مین بھی گیت کی روح موجود ھے -ان مین گیت کی سی سادگی روانی - نغمگی اور لے ھے جو دل پر ایک بھر پور نقش چھوڑتی ھے -ان کی وہ غزلین جو سریلی بانسری مین ھین اپنی ھندوستانی فضا -ھندی تشبیہات اور ھندی زبان کے استعمال کی وجہ سے ایک

---

(۱) آرزو لکھنوی - سریلی بانسری -ص ۶۷ -یونائیٹیڈ انڈیا پریس لکھنئو

(۲) آرزو لکھنوی -پیغام حسینی لکھنئو -آرزو نمبر

(۳) آرزو لکھنوی - خط بنام محمد علی خان اثر رامپوری -اپریل ۱۹۲۵ -آجکل خطوط نمبر ۱۹۲۴ ص ۲۳

امتیازی حیثیت رکھتی ہین اور فوراً ھی اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہین

آنکھ سے بہ نہین سکتا ھے بھرم کا پانی
پھوٹ بھی جائے گا چھالا تو نہ دے گا پانی

کس نے بھیگے ہوئے بالون سے یہ جھٹکا پانی
جھوم کے آئی گھٹا ٹوٹ کے برسا پانی (۱)

کالی گھٹا مین کوندا لپکا روکے جو کوئل کوک گئی
جتنی لمبی سانس کھینچی تھی اتنی لمبی ہوک گئی (۲)

انہون نے محاورے بھی کامیابی سے برتے ہین - لہرا لگانا - جیسی کرنی ویسی بھرنی پینگ بڑھانا - آنسو پی جانا - منڈھے چڑھنا - جی پہ کھیلنا - کلیجہ پانی ہونا وغیرہ -

دراصل آرزو گیت کے شاعر ہین اسی لئے ان کی غزلون مین بھی گیت کی فضا ملتی ھے - سریلی بانسری کی غزلون کا مزاج خالص ہندوستانی ھے - گو ان کے گیتون کا کوئی مجموعہ شائع نہین ہوا لیکن جو گیت ابتک مختلف ذرائع سے دستیاب ہوئے ہین ان کو گیت کا مکمل اور اچھا نمونہ کہا جا سکتا ھے - آرزو کے تمام گیت اگر یک جا ہو کر شائع ہو جائین تو یہ یقیناً ہمارے گیتون کے سرمائے مین ایک قابل قدر اضافہ ہونگے - آرزو کے گیت گیت کے مکمل نمونے ہین جن سے اردو شعراء نے ولولہ اور امنگ حاصل کی اور گیت کی طرف اور زیادہ متوجہ ہوئے -

---

(۱) آرزو لکھنوی - سریلی بانسری ص ۸۹
(۲) آرزو لکھنوی - سریلی بانسری - ص ۶۴

عظمت الله خان

دهلی مین عظمت الله ۱۸۸۷ کے قریب پیدا هوئے -تھے دور کی شاعری مین عظمت ایک نمایان هستی کے مالک هین -ان کا جذبهٔ ذوق و شوق ادب کی فرسوده روایتون سے بے اطمینانی محسوس کرتا هے ان کا ذهن هر لمحه ایک نیا تجربه چاهتا هے اور ایک نئی دنیا کی تلاش مین سرگردان هے وه اپنے ماحول اور شاعری کے روایتی اصلوب سے مطمن نهین هین اسکی وجه کچھ تو ان کی ترقی پسندانه فطرت هے اور کچھ اس دور کا اثر جهان پرانے بت ٹوٹ رهے تھے اور نئے بت بنائے جا رهے تھے -وه انگریزی شاعری سے متاثر تھے اور هندی شاعری کے شیدائی اس لئے انهون نے ان دونون زبانون کے اد ب سے استفاده کیا هے انگریزی کی غنائی شاعری اور هندی کے گیتون سے متاثر هو کر انهون نے هئیت کے نئے تجربات کئے هین - اردو شاعری کی خامیون اور اس کے یک رخ پن کو دیکھ کر اس کی توسیع اور ترقی کے لئے انهون نے کچھ اصول بھی بنائے -وه اپنے مضمون شاعری مین رقمطراز هین -

"اردو عروض کی بنیاد هندی پنگل پر رکھی جائے -دوسرے اس بات کا دھیان رهے که هندی عروض مین بھی قدامت پسند اور سانچے معین کر دینے کے رحجانات نے ٹھیراؤ پیدا کر دیا هے اور جس نهج پر پنگل مدون کی گئی هے وه نهایت فرسوده اور غیر سائنٹفک هے -هندی عروض کے اصول سائنٹفک مطالعه اور تجربه کے بعد اردو کی نئی عروض کی نیو قرار دئے جائین -تیسری اور سب سے اهم بات یه هے که انگریزی عروض کے ایسے اصول جو آزادی کی جان هین اور اتنی وسعت رکھتے هین که هر زبان کے لئے کام دے سکین ان پر اس نئی عروض کی آزادی کا سنگ بنیاد رکھا جائے" (۱)

اردو هندی کے سنگم کی یه کوشش اردو ادب کے لئے نئی نهین هے لیکن هندی الفاظ هندی بحرون کو اردو مین داخل کرنے کی تحریک عظمت نے هی شروع کی اور اس طرح اردو شاعری کو ایک

---

(۱) عظمت الله خان - شاعری — میرے بول -ص ۵۱ - اردو اکیڈمی سندھ کراچی

اچھوتے تجربے سے آشنا کیا - ان کے تجربون مین ہندوستانی فضا ہندی الفاظ اور ہندی بحرون کا استعمال ہے جس کے امتزاج نے جدت نغمگی اور دلکشی پیدا کردی ہے -عبدالقادر سروری نے ٹھیک ہی کہا ہے -

" اقبال کا تفلسف اور صوری اعتبار سے عظمت اللہ خان کا نقطۂ نظر اس دور کی شاعری پر کار فرما ہے " (۱)

حسن و عشق کا موضوع شاعری کا قدیم ترین موضوع ہے -عظمت سے پہلے کسی شاعر کے یہان مشرقی عورت کی بھرپور عکاسی نہین ملتی - ہماری کلاسیکل شاعری مین جہان عورت جلوہ گر ہوئی ہے وہ وفا شعار اور عفت مآب کم ہے اور بازاری عورت زیادہ -نظم جدید کے آغاز کے ساتھ صحیح معنی مین عورت سامنے آتی ہے مشرقی عورت کو سمجھنے اور اس کی دلی کیفیات کا اندازہ کرنے مین عظمت کی کوشش بہت کامیاب ہین -انہون نے مشرق کی ستم رسیدہ عورت کے دکھ درد اس کی مجبوری - بیچارگی اور مظلومیت کی عکاسی بہت خوبصورت ڈھنگ سے کی ہے -ان کے بیشتر موضوعات متوسط گھرانون سے لئے گئے ہین -اس لئے ان مین گھریلو فضا ملتی ہے -ایک طرف انہون نے گھریلو فضا کے حسن کو اپنی نظمون کے ذریعہ اسیر کر لیا ہے تو دوسری طرف "بالی عمریا" کی نفسیات پر روشنی ڈالی ہے تیسری طرف مشترکہ خاندانون مین لڑکون لڑکیون کی بچپن مین ایک دوسرے سے محبت اور اس محبت کی عمر بھر کی چوٹ کا ذکر کیا ہے جو ایک کسک بن کر دل مین رہتی ہے اور ساری زندگی کو ایک دکھ بھری کہانی بنا دیتی ہے انہون نے اس کے علاوہ اس عورت کے درد و کرب کو بھی محسوس کیا ہے جو سماج کے جسم پر ناسور ہے -ان کی نظمون کی لے حزنیہ ہے جو دل پر دیرپا اثر چھوڑتی ہے -

---

(۱) عبدالقادر سروری - جدید اردو شاعری -ص۲۸ آزاد بک ڈپو ہال بازار امرت سر

مرا پاش پاش یہ دل ہوا مری چاہ کا وہ دیا بجھا

مرے دل کو یہ تم نے کیا کیا نہین اب بھی وہ کسی اور کا

مرے حسن کے لئیے کیون مزے نہین لینے تھے تمہین یون مرنے (۱)

ہندی روایت کے زیر اثر اظہار عشق عورت کی طرف سے ہوا ہے لیکن ان کی بعض نظمون مین کلاسیکل ہندی روایت کے بر خلاف مرد کی طرف سے بھی اظہار عشق ملتا ہے - یہان عظمت نے براہ راست سنسکرت سے استفادہ کیا ہے - مردگی طرف سے اظہار عشق دراصل ایک صحت مند روایت ہے کیونکہ عورت عشق کے اظہار مین رمزو ایما کا سہارا لیتی ہے لیکن مرد اس جذبے کا اظہار براہ راست بغیر کسی پس و پیش کے کر سکتا ہے نہ صرف جذبے کا اظہار بلکہ وہ عورت کے جسم کی تعریف بھی کرتا ہے جو عورت کے لئیے ناممکن ہے - عورت برہ مین گیت گا سکتی ہے مرد کی شرافت اور شجاعت کی تعریف کر سکتی ہے لیکن اظہار عشق صاف صاف لفظون مین کرتے جھجکتی ہے - اس صحت مند روایت کو برقرار رکھنے کے لئیے عظمت نے ہندی کے روایتی انداز کے برخلاف سنسکرت کی روایت کو اپنایا ہے -

عظمت کی محبوبہ حور و پری نہین بلکہ زمین پر رہنے والی ایک عام عورت ہے جس کی مصوری انہون نے سیدھی سادی عام تشبیہون کے ذریعہ کی ہے اس لئیے اس کے نقوش بہت صاف اور واضح ہین -

انہون نے خالص ہندوستانی تشبیہات کا سہارا لیا ہے اور جیتی جاگتی تصویرین پیش کی ہین یہ تصویرین اس قدر اجلی ہین کہ بعض اوقات لوگون کو ان پر عریانیت کا دھوکا ہوتا ہے -

---

(۱) عظمت اللہ خان — سریلے بول " مرے حسن کے لئیے کیون مزے " ص ۱۲۲

حالانکہ ان تصاویر مین بڑی ندرت اور دلکشی ھے -اردو شاعرون نے سراپا نگاری مین آسمان زمین کے قلابے تو ضرور ملائے ھین لیکن ان سے کوئی واضح نقش نہین ابھرتا عظمت کی تصاویر دیکھئے —

اندھرا دیس کی سندر پتری — کالی کوئل سی کالی
ھونٹ وہ گدرے جامن کے سے — بال بھی کالے گھنگھور گھٹا
اور اداھٹ مین لالی
دانت وہ اجلے موتی کی جلد
چال نشیلی جھومتا بادل — یا کوئی ندی لہراتی
چور جوانی مین اٹھلاتی
ڈرتی ڈرتی بجتی بجاتی — رکتی رکاتی شرماتی
دل کو مستی دل تڑپاتی (١)

ان کے وہ بند بھی دیکھئے جن پر لوگون کو عریانیت کا گمان ھوتا ھے -

ترا جوبن گدرے آم وہ بھری بھری مستی سی
وہ پھٹا پڑتا جوش سے وہ ابھار بیتابانہ (٢)

کلیم الدین احمد کو اس مین کوئی خاص بات نظر نہین آتی ان کے نزدیک "عظمت کا یہ انداز مروجہ سراپا سے کچھ مختلف ھے" (٣) حالانکہ یہ کچھ مختلف ھی عظمت کی شاعری کی معراج ھے اور

---

(١) عظمت - موھنی مورات موھنے والی - سریلے بول ص ٩٠

(٢) عظمت - من موھن پن روشنی آتما کے سورج کی سریلے بول ص ١١٦

(٣) کلیم الدین احمد - سریلے بول - معاصر - جلد نمبر٢ ١١ مئی ١٩٤١

بھی وہ انداز ہے جو ان کو دوسرے شاعرون سے امتیاز بخشتا ہے -وہ ہونٹون کو پھول کی پتی نہین بلکہ گدرے جامن کہتے ھین -رنگ رخ ان کے یہان شہاب کی طرح نہین بلکہ کوئل کی مانند کالا ہے -جسم کو وہ گداز نہین بلکہ گدرے آم کہتے ہین یہ تمام تشبیہات بڑی جاندار ھین -اور ان مین زندگی کی دھڑکن سنی جاسکتی ہے -ان تشبیہات مین نگاہ الجھتی نہین اور نہ ھی دماغ سوچ مین ڈوبتا ہے بلکہ وہ جو کچھ کہتے ھین اس کی صاف اور سچی تصویرین ابھر آتی ھین - ان کی سراپا نگاری کا یہی حسن ہے جو اردو شاعری مین ایک نیا قدم ہے -ان کی ان نظمون مین خوبصورت تشبیہین ھی نہین بلکہ موسیقیت بھی ہے پھر ھندوستانی فضا ان مین اور رنگ بھر دیتی ہے -

عظمت کی زبان ھندی آمیز ہونے کی وجہ سے بہت رسیلی لطیف اور نازک ہے اس مین نہ تو فارسی الفاظ کی بھر مار ہے اور نہ ھی ھندی الفاظ کی ٹھونس ٹھانس جس کی وجہ سے ان کی نظمون مین غنائیت پیدا ہو گئی ہے -

چال نشیلی جھومتا بادل

یا کوئی ندی لہراتی

چور جوانی مین اٹھلاتی (۱)

ان نرم و نازک اور لطیف الفاظ کے ذریعے صرف ترنم ھی پیدا نہین کیا گیا بلکہ الفاظ کے ذریعے مصوری بھی کی گئی ہے -

ھان کبھی بجلی ھنس جاتی

دور گرج بھی غراتی

---

(۱) عظمت - موھنی مورت - سریلے بول ص ۱۵۲

اور ھوا بھی اٹھلاتی
بوندون کے پگون کی بھی چھم چھم (۱)

بادل گرجے وہ گھڑ گھڑاھٹ آئی لڑھکتی لڑھکاتی — گوڑھا گھوڑے دوڑاتی
پا ڑھون پہ پاڑھین داغتی آئی اور کڑکتی کڑکاتی — پہاڑ لڑھکاتی ٹکراتی (۲)

بوندون کا ھوا مین بھّراٹا
موری مین پانی کا غراٹا
اور ہر نالے کا فرآٹا
اک شور مچا ھے پانی کا (۳)

بھرآٹا - خرآٹا اور فراٹا ان تمام الفاظ کی ایک آواز ھے جو ذھن مین گونج پیدا کر دیتی ھے شاعر جو کچھ کہنا چاھتا ھے جو آواز پیدا کرنا چاھتا ھے اس کا اظہار ان الفاظ کے ذریعے بڑی کامیابی سے ھوا ھے -

انہون نے ثقیل الفاظ کا استعمال بھی کیا ھے -

بکھیڑا - تڑیڑا - بھرآٹا - خراٹّا - فرآٹا وغیرہ

محاورات کا استعمال ان کے یہان اچھی طرح ھوا ھے -

سر پر رکھ کر پیراند ھیرا
بھاگا جدھر کو سینگہ سمایا (۴)

---

(۱) عظمت اللہ خان - برسات کی رات دکن مین سریلے بول ص ۱۵۰
(۲) عظمت اللہ خان - برکھارت کا پہلا مینہ - سریلے بول ص ۱۲۸
(۳) عظمت برسات کی رات دکن مین - سریلے بول ص ۱۸۶
(۴) عظمت صبح - سریلے بول - ص ۱۰۹

ترنم پیدا کرنے کے لئے عظمت اللہ خان نے ٹیپ کے بند کا استعمال بھی کیا ھے لیکن یہ ٹیپ کے بند نہایت طویل ھین جسکی وجہ سے ان مین نغمگی پیدا نہین ھوئی -عظمت کی نظمون کے ٹیپ کے بندون مین نہ تو الفاظ کی ترتیب ھی ایسی ھے جس سے نغمگی پیدا ھو اور نہ ھی مختصر ھین جو موسیقیت کے اضافے مین مدد دیتے -

مورے نینون مین سماؤ تم مورے من مین بسو آؤ تم (۱)

دل لوٹ کے آتا ھے دل لوٹ بھی جاتا ھے (۲)

بعض اوقات تو ٹیپ کی یہ تکرار عظمت کی نظمون مین ترنم پیدا کرنے کے بجائے بھرتی کا جملہ معلوم ھوتی ھے -

کلیم الدین احمد فرماتے ھین

"سب سے اھم نقص ان نظمون کا یہ ھے کہ عظمت ترنم کے پیچھے جو خیالات و جذبات اور ان کے مترنم اظہار مین ناگزیر تعلق ھے اسے فراموش کر دیتے ھین شاعری موسیقی نہین اس لئے شاعری مین موسیقی اصل مدعا نہین ھو سکتی ان کی نظمون مین ترنم ھی سب سے زیادہ اھم چیز معلوم ھوتی ھے " (۳)

عظمت کی کسی نظم یا نظم نما گیت کو دیکھو یہ اندازہ نہین ھوتا کہ انہون نے ترنم کے کے پھیر مین خیالات و جذبات کو فراموش کر دیا ھے بلکہ بعض اوقات خیالات ترنم پر غالب آگئے ھین -

---

(۱) عظمت - پہلا آمنا سامنا - سریلے بول ص ۱۵۸

(۲) عظمت - دل لوٹ کے آتا ھے - سریلے بول ص ۱۷۹

(۳) کلیم الدین احمد - سریلے بول - معاصر - جلد نمبر ۲ ۱۱ مئی ۱۹۴۱

تیتری کپڑے ترا لہرا کے چلنا

جیتی گلابی سورج کی کرن ہے تو

چلنے مین مچلنا وہ کب کا نکلنا

بتون پہ نٹی کرتا ہے مگن ہے تو (۱)

بحرون کے معاملے مین وہ نہ تو عربی فارسی کے دائرے مین مقیّد ہونا چاہتے ہین اور نہ ہی ہندی کے ورنک اور ماترک چھندون مین بند ھنا چاہتے ہین - اسی لئے انہون نے ان دونون کی آمیزش سے نئے اوزان کی تخلیق کی ہے - اس کی ایک وجہ تو ان کی کبھی کسی شے سے مطمئن نہ ہونے والی طبعیت تھی اور دوسری وجہ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر زبان و بیان کی ضرورتین تھین - کسی بھی ترقی یافتہ زبان مین شعرو شاعری کے پرانے اوزان اور روایتی انداز ہمیشہ قابل قبول نہین رہتے - وقت کے ساتھ ساتھ ضرورتین بڑھتین ہین اور ان ضرورتون کو پورا کرنے کے لئے نئے نئے قدم اٹھائے جاتے ہین اور نئے تجربے کئے جاتے ہین - شعری ہئیتون کے تجربات مین سماجی حالات کا بہت بڑا دخل ہے - فراغ و اطمینان کے دور مین مثنویان لکھی گئین - بے اطمینانی اور انتشار کے زمانے مین غزل کا رواج ہوا - دربار کے اثر سے قصیدون کی بھر مار ہوئی - انگریزی زبان و ادب نے نئے فارمون کی طرف توجہ دلائی - عظمت کے یہ تجربے بھی اس دور کے سماجی شعور کی بیداری کے غماز ہین - ہندی بحرون سے متاثر ہو کر انہون نے ہندی کی مروجہ بحرون پر اکتفا نہین کیا بلکہ نئے چھندون کو بھی جنم دیا -

تری ناگن کی سی آنکھ ترے بال کالے کالے

اسمین موتی کی سی آب پہ موج سے لہراتے

تری ستوان بانکی ناک ترے ہونٹ امرت والے

---

(۱) عظمت - تیسری کپڑا - سریلے بول - ص ۱۲۰

وہ حسن کی گویا جان یہ جان کو گرمائے (۱)

میرے خیال مین عظمت کی نظمون اور نظم نما گیتون کو ہندی کی کسی مقررہ بحر پر نہین پرکھنا چاہئیے -کیونکہ انہون نے کسی مقررہ بحر یا چھند کو نہین اپنایا - انہون نے ہندی بحرون سے استفادہ ضرور کیا ہے لیکن وہ کسی بندھن مین نہین بندھے کھینچ تان کر ان کی نظمون کو کسی مقررہ بحر پر فٹ کرنے سے بہت سی پریشانیان اور غلط فہمیان پیدا ہونے کا اندیشہ ہے -

عظمت کی زیادہ تر نظمین بیانیہ ہین جن مین واقعات کا تسلسل ہے -بیانیہ انداز گیت کے لئے سم قاتل ہے گیت شدید جذبے اور لطیف احساسات کی زبان ہے جو مترنم الفاظ کے سانچے مین ڈھلتا ہے -واقعات کے بیان مین جذبے کو جگہ مل سکتی ہے -جذبہ واقعات کے بیان مین بھی کارفرما رہتا ہے جذبے سے مغلوب ہو کر کوئی واقعہ بیان بھی کیا جا سکتا ہے لیکن شدید جذبہ جو گیت کی روح ہے واقعہ نگاری کا ساتھ زیادہ دور تک نہین دے سکتا -گو عظمت کی بیانیہ نظمون کو پڑھئیے شروع کے بندون مین وہی جذباتیت ملے گی جو گیت کی جان ہے -

مجھے پیت کا پان کوئی پھل نہ ملا
مرے جی کو یہ آگ لگا سی گئی
مجھے عیش کا پیمان کوئی پل نہ ملا
مرے تن کو یہ آگ جلا سی گئی (۲)

لیکن نظم جیسے جیسے آگے بڑھتی ہے جذبے کی لے دھیمی پڑنے لگتی ہے اور واقعہ نگاری کا بیانیہ انداز ابھرنے لگتا ہے -

---

(۱) عظمت - من موھن پن روشنی آتما کے سورج کی " سریلے بول - ص ۱۱٦

(۲) عظمت - " مجھے پیت کا پان کوئی پھل نہ ملا" سریلے بول - ص ۱۲۷

مورے تاپا کے پوت تھے تم سبھی
رھے ایک جگہ پلے ایک ھی ساتھ
مورے باپ نے عمر جو پائی تھی کم
انہین چھین کے لے گیا موت کا ھاتھ (۱)

جذبے کی یہ شدت دو ایک بند کے بعد ھی ختم ھو جاتی ھے -

ان کی وہ نظمین جن کو عام طور پر لوگ گیت کہتے ھین گیت نہین بلکہ نظمین ھین جن کو ھندی چھندون مین لکھا گیا ھے اور جن مین ھندی الفاظ استعمال کیے گئے ھین - ھندی بحر ھندی الفاظ اور اظہار عشق عورت کی جانب سے ھونا ھی صرف گیت کی خصوصیات نہین ھین - جذبات - دلی کیفیات کا اظہار موسیقیت کے ساتھ ھی ساتھ اختصار گیت کی لازمی شرط ھے - عظمت کی وہ نظمین جو بیانیہ نہین ھین گیت کے بہت قریب ھین لیکن ان کی طوالت کی وجہ سے ان کو گیت کہتے ھوئے بھی ھچکچاھٹ ھوتی ھے - عظمت کہتے ھین -

"لیرک کا ترنم انتہائی ھونا چاھئیے یہان تک کہ موسیقی سے جا بھڑے دوسری خصوصیت یہ ھے کہ لیرک نظم کا لفظ لفظ احساس مین ڈوبا ھوا اور جذبات کی بجلی سے تھر تھراتا ھوا ھو "- (۲)

وہ جس چیز کو ضروری قرار دیتے ھین خود اس اصول پر نہین چل پاتے - ان کی بیانیہ نظمون کو تو چھوڑ دیجئیے - ان کی مترنم گیت نما نظمون کو دیکھئیے ان کا لفظ لفظ نہ تو احساس مین ڈوبا ھوا ھے اور نہ جذبات کی بجلی سے تھر تھراتا ھے - اس کی ایک وجہ شاید یہ ھے کہ وہ گیت لکھتے وقت بہت

---

(۱) عظمت اللہ خان - " مجھے پیت کا پان کوئی پھل نہ ملا - سریلے بول - ص ۱۲۷

(۲) عظمت - شاعری ص ۴۳ سریلے بول -

محتاط رهتے تھے - نئے اوزان اور نئی بحرون مین الجھ کر جذبات فنا هو جاتے اور دماغ چھندون اور بحرون کی باریکیون مین الجھ کر رہ جاتا تھا - جس کی وجہ سے جذباتیت اور موسیقیت دونون کی لیے بہت دھیں ھو جاتی تھی -

عظمت کی نظمین اگرچہ مکمل گیت نہین کہے جا سکتے مگر ان کو گیت کا اولین نمونہ کہا جا سکتا ھے - جن سے موجودہ دور کے گیت کارون نے تقویت حاصل کی اور جن کی وجہ سے اردو مین گیت کا چلن ھوا -

عظمت سے قبل بھی اردو مین گیت لکھے جارھے تھے - ھم نے ایک علحدہ باب مین خاص خاص گیتون کی نشاندھی کی ھے - یہ گیت خاصی تعداد مین ملتے ھین جو بھگتی تحریک کے گیتون سے متاثر ھوکر لکھے گئے ھین - جو موضوع انداز بیان اور زبان کے اعتبار سے روایتی ھین لیکن عظمت نے ان روایتی گیتون سے الگ ایک نئی راہ نکالی - انگریزی اور ھندی سے استفادہ کے ساتھ ھی ساتھ نئی بحرون اور نئے چھندون کی تخلیق مین بھی انہون نے مکمل آزادی برتی ھے - عظمت کے ان نظم نما گیتون نے نئی منزل پر پہنچنے کے لئے نقش اول کا کام کیا ھے -

عظمت کی ان نظمون نے اردو ادب کو ایک نیا شعور ایک نیا مزاج اور ایک نیا آھنگ بخشا ھے -

افسر میرٹھی

حامد اللہ افسر ۱۸۸۹ء مین میرٹھ مین پیدا ھوئے - تعلیم میرٹھ مین ھوئی - تعلیم سے فارغ ھو کر صحافت کا پیشہ اختیار کیا پیام روح ان کے کلام کا مجموعہ ھے - وطن پرستی اور سادگی اس کی خصوصیات ھین - افسر کو عظمت کا ھمنوا کیا جا سکتا ھے - کیونکہ عظمت نے جس طرح ھئیت کے تجربے

گئے تھے افسر نے بھی اسی طرح نئی نئی بحرون کو رواج دیا -ان کی سادہ اور مترنم نظمون پر گیتون کا گمان ہوتا ھے -ان کی موسیقیت ان کو گیت کے بہت قریب کر دیتی ھے -وطن پرستی ان کی نظمون کا خاص موضوع ھے مقامی رنگ نے اس کو اور جلاؔ بخشی ھے -

باغون نے پہنا　　　پھولون کا گہنا

نہرون کا بہنا　　　وارفتہ رھنا

دنیا مین جنت میرا وطن ھے

کرشن کنہیّا　　　رادھا کا رسیا

بھارت زمین کا　　　روشن ستارا

دنیا مین جنتؔ میرا وطن ھے (۱)

لطیف اشارون اور مختصر بحرون مین وہ ھندوستان کی تاریخ کی طرف بھی اشارہ کرتے ھین -

وہ ترک آئے　　　بھارت پہ چھائے

جھنڈے اڑائے　　　قرآن لائے

دنیا مین جنتؔ میرا وطن ھے (۲)

مذھب کی تفریق اور تفرقہ پرستی سے قطع نظر انہون نے ھندو مسلم سکھ اور عیسائی کو بھائی بھائی کے بندھن مین باندھ دیا ھے -

مذھب کچھ ھو ھندی ھم ھین سارے بھائی ھین

---

(۱) افسر میرٹھی　　پیام روح　　ص ۱۰۵

(۲) افسر میرٹھی　　پیام روح　　ص ۱۰۵

ھندو بھی ھین مسلم بھی ھین پارسی ھین عیسائی ھین
پریم نے سب کو ایک کیا ھے پریم کے ھم شیدائی ھین
بھارت پیارا دیش ھمارا سب دیشون سے نیارا ھے (۱)

ھندی کے لطیف اور کومل الفاظ نے ان نظمون کی دلکشی اور نغمگی مین اضافہ کیا ھے افسر سادگی کے دلدادہ ھین - ان کی مترنم اور سادہ نظمین ذھن پر بھر پور کیفیت چھوڑتی ھین - موسیقیت کو ابھارنے کے لئے انہون نے ٹیپ کے مصرعہ کا بھی استعمال کیا ھے -

بھارت پیارا بھارت پیارا (۲)

سوجا سوجا پیارے سوجا (۳)

دنیا مین جنّت میرا وطن ھے -

افسر کی یہ مترنم نظمین گیتون کا مکمل نمونہ نہین کہی جا سکتین ان نظمون کی اھمیت صرف سنگ میل کی سی ھے -

"مالن کا گیت" پر ایڈیٹر ھمایون نے نوٹ لکھا ھے کہ "یہ گیت سنسکرت کے ایک چھند "کراونچ پدا" مین ھے اس بحر مین ھندی اور بنگالی زبانون مین بہت سے گیت ھین مگر اردو مین شاید اس سے قبل کسی نے توجہ نہین کی " (۴)

---

(۱) افسر ھمایون دسمبر ۱۹۲۲
(۲) افسر پیام روح ص ۴۴
(۳) افسر پیام روح - ص ۱۳۴
(۴) - ھمایون اپریل ص ۳۸۱ ۱۹۲۹

جی دکھتا ہے کیسے توڑون

چھوٹی چھوٹی ننھی ننھی پیاری پیاری کلیان

لے کانٹے مین سج سج کھدون

تیرے سارے پتّے وتّے میری ساری کلیان

یا الله مین صبح کو پاؤن

ٹہنی ٹہنی اچھی اچھی ہماری ہماری کلیان

گیت افسر کا ایسا گاؤن

جیسے میرے پودون والی نیاری نیاری کلیان

دراصل یه گیت اردو مثلث کے فارم مین لکھا گیا ہے کچھ رکن چابکدستی سے ہٹا کر موسیقیت پیدا کی گئی ہے اور بحر مین جدت طرازی سے کام لیا ہے - ایڈیٹر همایون نے جس چھند کی طرف اشاره کیا ہے یه چھند هندی گیت مین استعمال هی نہین هوتا - یه وشم ماترا چھند ہے - سنسکرت کے بہت کم چھند هندی مین چل پاوے هین هر ترقی یافته زبان اپنے چھند اور زبان خود هی بناتی ہے - هندی گیتون کے چھند سنسکرت گیتون کے چھندون سے بالکل مختلف هین - اس لئے یه کہنا که اس بحر مین هندی اور بنگالی مین بہت سے گیت لکھے جا چکے هین غلط ہے - بنگالی کے متعلق تو مین کچھ کہه نہین سکتی لیکن جہانتک مین نے دیکھا ہے هندی مین مجھے اس کی مثال نہین ملتی - اس کے پہلے پد مین ۱۹ ماترائین اور دوسرے مین ۲٦ ماترائین هین

افسر کی یه کوشش گیت کی دنیا مین قابل قدر هین - گو وه گیت کا کوئی مکمل نمونه نہین پیش کرسکے لیکن ان کی یه نظمین اپنی موسیقیت کے اعتبار سے گیت کے بہت قریب هین اور گیت

کی ترقی کے لئے ایک سازگار ماحول پیدا کرتی ہین -

سواہی ماہروی

سید سرور عالم سواہی مارہروی -۲ ستمبر ۱۸۹۴ مین مارہرہ ضلع ایٹہ مین پیدا ہوئے- ان کی شاعری کا سرچشمہ لوک جیون اور لوک گیت ہین -کبیر کا ان پر خاصہ اثر ہے -انہون نےنظمین اور گیت لکھے ہین -غزل اور دوہے پر بھی طبع آزمائی کی ہے -غزل ان موضوعات اور اس زبان کی متحمل نہین ہو سکتی تھی جو سواہی نے عام طور پر استعمال کی ہے -اس لئے انہون نے غزل پر خاص توجہ نہین دی -

سواہی نے محبت اور سچائی کی تلاش مین مندر اور مسجد کا رخ کیا لیکن مایوس ہوئی - اس ماسوسی اور ناکاہی نے ان کے دلمین بغاوت پیدا کردی - دنیا سے مایوس اور سماج کی روایتون سے متنفر سواہی کو جب بھگوان کے چرنون مین بھی پناہ نہین ملی تو انہون نے سید ہے سادے فطرت کے پروردہ ماحول مین سکون تلاش کیا ان کے تمام گیت نہ صرف موضوعات کے اعتبار سے لوک گیتون سے متاثر ہین بلکہ زبان و بیان پر بھی لوک گیت کا واضح اثر نظر آتا ہے -

سواہی کے گیتون مین ہماری معاشرت کی صحیح عکاسی ہوئی ہے -ہمارے معاشرے مین ساس بہو -نند بھابی دیورانی جھٹانی کی لڑائی ایک عام بات ہے ساس کو یقین ہوتا ہے کہ بہو اس کی دشمن ہے اور بہو کو ہر وقت یہ خیال رہتا کہ ساس ظالم ہے اور وہ مظلوم -یہ موضوع لوک گیت کا عام موضوع ہے سواہی نے بھی اس سے استفادہ کیا ہے -

گھونگھٹ پٹ کی لاج لگائے چار دنا بھئے سا سرے آئے

نندل بیرن بولنے بولے دھر دھو سا سل دانت چبائے

جیٹھی نندیا بڑی دوانی - کنسوئے لے لے وار مچائے

آوے کا آوا ایسا بگڑا - کوئی نہ میری دھیر بندھائے (۱)

سوامی نے ساس کے عادت و اطوار کی عکاسی فنکارانہ ڈھنگ سے کی ہے دراصل یہ ساس کی عادات و اطوار نہین بلکہ بہو کی ساس کے متعلق رائے ہے -

ہستی بحری بولتا جادو - گھٹ گھٹ مین چترائی

گورے چام چمکتی ناگن بس مدھ مین لہرائی

- - - - -

آپ ہی جمالو پھونس بٹورین آپ لگاوین آگ

چور سے کہہ دی چوری کرے ساہ سے کہہ دی جاگ (۲)

سوامی جی معاشی حالات پر بھی روشنی ڈالتے ہین - ایک طرف عیش و عشرت کے سامان مہیّا ہین اور دوسری طرف دانے دانے کو ترسنے والے لوگ ہین یہ دولت کی غلط تقسیم اور معاشی بد حالی ہمارے معاشرے کی جڑون کو کھوکھلا کر رہی ہے -

بھوکے کو ایک کور ملے نا | رین بسیرے تھوڑ ملے نا

مانگو موت تو موت ملے نا | اس دنیا مین دھیر ملے نا

رام نام کچھ دے دو بابا بھوک لگی ہے بھاری (۳)

وہ دنیا کو بابل کا گھر اور خدا کے گھر کو سسرال مانتے ہین - ان کی روح اپنے پریتم سے ملنے کے لئے بیقرار ہے - یہان تصوف کا اثر واضح ہے -

---

(۱) سوامی مارہروی - " سو کی ماری ایک دیوانی - سوامی درشن - ص ۹۲ نظامی پریس بدایون

(۲) سوامی مارہروی گجب بھری سونیان موری سوامی درشن ص ۸۱ "

(۳) سوامی مارہروی - بھوکی کنیا سوامی درشن ص ۹۰

تیری گلیون بھول بھلّیا کون گلی سے آون مین

پگ پگ بڑھتی -کر چترائی

تیری نگری مین بھی آئی

اپ پہ بھولی رت اترائی

سدھ ھی سانجھی لیکھ نہ پائی

چپ چپ سی شرماؤن مین (۱)

صوفیون نے مذھب کے ظاھری پہلوؤن کی مذمت کی ھے مسجد -مندر نماز اور روزے کو وہ دکھاوٹی چیزین مانتے ھین ان کے نزدیک وھی بندہ پرھیزگار اور نیک ھے جو ان تمام دکھاوٹی باتون سے کنارہ کرکے اپنے دل کو پاک صاف رکھتا ھے -

تیرتھ کہین اشنان کہین

دھیان کہین ایمان کہین

وہ ھے کہین استھان کہین

مین ھون کہین بھگوان کہین ... ھر کا دوار ملے تو کیسے

من میرا مجدھار پڑا ھے بیڑا پار لگے تو کیسے (۲)

سوامی پر کبیر کی چھاپ چونکہ گہری ھے اس لئے ان کی نظمون مین کبیر کا رنگ کا واضح ھے - سوامی درشن کا پہلا گیت "گوری پہنے پسینا -کا سرچشمہ دراصل کبیر کا مندرجہ ذیل دوھا ھے -

---

(۱) سوامی مارھروی - سندر گلیان سوامی درشن ص ۸۵

(۲) سوامی مارھروی - بیڑا پار لگے تو کیسے سوامی درشن ص ۹۸

چلتی چکّی دیکھ کے دیا کبیرا روئے

دو پاٹن کے بیچ آ ثابت گیا نہ کوئے (۱)

نردھن اور دھنوان نہ راکھے

نربل اور بلوان نہ راکھے

سانچے کی کچھ آن نہ راکھے

کا ہو کا ابھمان نہ راکھے

برا بھلا سب پہنا   موری گوری پہیے پسینا -

سوامی نے نہ صرف ہندی اور فارسی الفاظ کا استعمال کیا ہے بلکہ عام بول چال کی زبان سے بھی خاصہ استفادہ کیا ہے -

جھنیکا - پوت - دھر دھر -کاھو - پست پست - بیتانا -نیکہ -جھنیکا -پوت پسارے -بھاڑ - ٹس مس - دبی لکی - موس - اجینے - کسونے اس کے علاوہ سوامی نے ادبی زبان میں بھی گیت لکھے ہیں -

رکہ رکہ کر او آنے والے

قدم قدم پر گرنے والے

بہک بہک کر چلنے والے

پھوٹ نہ جائیں دل کے چھالے

---

(۱) کبیر - کبیر رچنا والی

سنبھل سنبھل کر آجانا

تم من کے دیپ جلا جانا - (۱)

صاف ستھری زبان مین لکھے ہوئے ان کے یہ گیت ہر لحاظ سے اچھے گیت ہین - عام بول چال مین استعمال ہونے والی تراکیب بھی استعمال کی ہین -

کل کل - کھل بل - لوٹ پوٹ - ال بل - آپا دھاپی - دھنا منی - چھل بل ٹس مس - چسکا پھیری - وغیرہ

ان کے یہ گیت کوئی نیا تجربہ پیش کرتے لیکن چونکہ لوک گیتون اور بھگتی تحریک سے متاثر ہو کر لکھے گئے ہین اس لئے یہ گیت گیت کا کامیاب نمونہ ضرور کہے جا سکتے ہین اور ان کی وجہ سے ہمارا گیتون کا سرمایہ ضرور وقع ہوتا ہے -

بہزاد لکھنوی

بہزاد ۱۹۰۰ مین لکھنئو مین پیدا ہوئے - تعلیم کے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد آپ ٹی ٹی ای ہو گئے - ۱۹۳۲ ع مین آپ آل انڈیا ریڈیو دہلی مین ملازم ہو گئے - ۱۹۴۲ مین استعفی دیکر پنچولی آرٹ پکچرز لاہور مین ملازمت کر لی - کچھ عرصے بعد پھر واپس لکھنئو چلے آئے -

بہزاد لکھنوی کو شعر و سخن کا بچپن سے شوق تھا - آپ کا کلام صاف اور عام فہم ہے - غزل و نظم دونون کی زبان شستہ اور روان ہے - آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے بہت مشہور و مقبول ہوئے ہین نغمہ نور - کیف و سرور - چراغ طور - کفر و ایمان - لغت حضور صلعم - بیان حضور صلعم - موج طہور - وغیرہ -

---

(۱) سواس مارہروی - "من کے دیپ" سواس درشن - ص ۸۳

بہزاد نے خاصی تعداد مین گیت لکھے ہین ان کے گیتون کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان مین ہندی فضا اور ہندی تلمیحات نہین ملتین - انہون نے برج بھاشا کے روایتی گیتون سے بھی انحراف کیا ہے - لیکن موضوع اور زبان کے اعتبار سے ان مین کوئی جدت نہین فراق و وصال کو ہی ان کے گیتون مین موضوع بنایا گیا ہے -

تم بن ہے دشوار یہ جینا
اک اک پل ہے ایک مہینا

کٹتی نہین ہے رات ساجن
سن تو میری بات (۱)

ملن کا یہ گیت ملاحظہ ہو —

اٹھ گائین مل کے ملہارین
آگئین پھر جیون کی بہارین

آو کرین کچھ بات سجنوا
یہ ہے ملن کی رات (۲)

ہولی - دیوالی اور راس لیلا سے قطع نظر انہون نے عید کا ذکر کیا ہے ان کے گیتون مین بروہ کی ماری عورت عید آنے پر اپنے پریتم کا انتظار کرتی ہے -

تم بن مرا دل بھی تپان ہے
مین گریان ہون دل گریان ہے

---

(۱) بہزاد - موج طہور ص ۱۲۳

(۲) بہزاد - موج طہور ص ٤٦

آؤ درس دکھاؤ ساجن

عید کا دن ہےآو (۱)

پریتم کے درشن کے بعد برھن کا ہر دن عید ہوتا ہے -

سامنے ہے روئے جانان

ہم ہین شادان دل ہے شادان

کیا ہی پیاری عید ہے

یہ ہماری عید ہے (۲)

ان کے گیتون مین اظہار عشق صرف عورت کی طرف سے نہین ہے بلکہ مرد کی طرف سے بھی عشق کا اظہار اور فراق کی کسک اور تڑپ نظر آتی ہے -

آنکھ ہماری اشک بہائے

ہر گھڑی ہم کو یاد دلائے

کہتا/ہون ہائے

تجھ بن سجنی جی گھبرائے (۳)

انہون نے ساقی و پیمانے کو بھی اپنے گیتون کا موضوع بنایا ہے-شراب عام طور پر گیت کا موضوع نہین ہے -بلکہ غزل کا موضوع ہے -بہزاد کے ان گیتون مین ہندی کے روایتی گیتون سے زیادہ غزل کا اثر ہے اس لئے انہون نے دوسرے موضوعات کی طرح شراب کو بھی گیت مین جگہ دی ہے -یہ موضوع روایتی نہین ہے بلکہ بہزاد نے گیت مین یہ موضوع نظم کرکے اسکے کینویس کو بڑھایا ہے -

---

(۱) بہزاد - موج طہور ص ۱۲۰

(۲) بہزاد - موج طہور ص ۱۲۱

(۳) بہزاد - موج طہور - ص ۱۱۳

اٹھی ہے گھٹا   ہے مست فضا

ہر گل ہے کھلا   تو بھی ہر دل کو کھلائے جا

جام پہ جام پلائے جا (۱)

انہون نے برسات -چاندنی رات اور بسنت پر بھی دو تین گیت لکھے ھین لیکن ان گیتون مین صرف موسم کی تعریف کی گئی ہے برسات چاندنی رات یا بسنت کی کوئی تصویر نہین ابھرتی -

چھائے ھین سیہ بادل

منیه پڑنے لگا جل تھل

ھر شے پہ ہے رعنائی

برسات کی رات آئی - (۲)

بہزاد نے ھندی زبان کا استعمال بھی کیا ہے اور خالص اردو مین بھی اچھے گیت لکھے ھین - ان کے گیتون مین کبھی پریم کی سراھنا کی گئی ہے -

پریم نہ ھوتا تو جگ بھی نہ ھوتا

انسان سکھ کی نیند نہ سوتا (۳)

اور کبھی پریت کے پھندے ھین پھنسنے والے کو نادان کہا گیا ہے اور محبت سے دور رھنے کی ھدایت کی گئی ہے -

پریت کے پھندے سے تو نکل آ

اور مورکھ تو ہے بھولا بھالا

تو نہ کہین کھو جائے مورکھ

کون تجھے سمجھائے (۴)

---

(۱) بہزاد - موج طہور -ص ۱۰۳

(۲) بہزاد - موج طہور ص ۱۱۵

(۳) بہزاد - موج طہور - ص ۸۰

(۴) بہزاد - موج طہور ص ۸۱

بعض اوقات فارسی تراکیب اور الفاظ کانون پر گران گزرتے ھین -

ان ھی سے ھے میرا قلب تپان

سینے مین ھے آتش سوزان (۱)

یہ کس نے کیا شور و شیون

وی کسی نے صدا ساجن ساجن (۲)

چرخ پہ ھین جتنے بھی تارے

شیدائی ھین سب یہ تمہارے (۳)

یہان پر آتش سوزان -قلب تپان کی تراکیب گیت کی نازک مزاجی پر گران گزرتی ھین -اسی طرح شو روشیون اور چرخ بار گزرتے ھین -

بہزاد کے گیتون مین موضوع کی تکرار ناگوار گزرتی ھے -موضوع کی تکرار کے باوجود انداز بیان بھی ایک سا ھی ھے - اگر موضوعات مین تنوع نہ بھی ھوتا لیکن انداز بیان ایک سا نہ ھوتا تو یہ تکرار ناگوار نہ گزرتی ان کے گیتون کے چند ٹیپ کے بند ملاحظہ ھون ایک بات کو ایک ھی انداز سے کہا گیا ھے -

تجھ بن موراجی گھبرائے (۴)

تجھ بن سنجی جی گھبرائے (۵)

تم ھن ساجن مین دیوانی (۶)

---

(۱) بہزاد - موج طہور - ص ۱۳۰

(۲) بہزاد -موج طہور -ص ۱۳۳

(۳) بہزاد - موج طہور ص ۱۰۰

(۴) بہزاد - موج طہور ص ۱۰۸

(۵) بہزاد -موج طہور ص ۱۱۳

(۶) بہزاد -موج طہور ص ۱۱۷

انہون نے خالص اردو مین اچھے گیت لکھے ہین

ہم دونون ہین بس د ل والے
ہم نے گنے ہین راتون کو نالے
ہم نے گنا ہے اک اک تارا
تم ہو میرے مین ہون تمہارا (۱)

ان کے گیتون مین غزل کا اثر خاصہ واضح ہے - یہ زبان و بیان اور موضوعات ہر دائرے سے نمایان ہے -

بہزاد کے گیتون مین سطحیت زیادہ ہے گہرائی کم - گیت دل کی کسک اور تڑپ کا غنائی اظہار ہے بہزاد کے یہ گیت کسی تڑپ یا کسک کا اظہار نہین معلوم ہوتے بہزاد موسیقی کے دلدادہ ہین اپنی نظمون اور غزلون کو بھی وہ گا کر پڑھنا پسند کرتے ہین گیت مین غزل اور نظم سے زیادہ گانے کی سہولتین ہونے کی وجہ سے انہون نے گیت پر طبع آزمائی کی ہے - ان کے یہ گیت دل کی آواز نہین بلکہ ان کے اسی رحجان کا نتیجہ معلوم ہوتے ہین اسی وجہ سے ان مین گہرائی نہین آسکی -

دراصل بہزاد کے گیتون مین مشاقی اور مہارت زیادہ ہے جذبات کی شدت اور والہانہ بن کم ہے - چونکہ وہ موسیقی سے آشنا ہین اور حسن رکھتے ہین اس لئے ان کی غزلون اور گیتون دونون مین ہمین ترنم ملتا ہے لیکن عشق کی وہ پگھلا دینے والی آنچ جو ہڈیون تک کو گلا دے چونکہ ان کے یہان نہین ہے اس لئے ان گیتون مین بھی وہ صہبا نہین ہے جسے آبگینۂ گداز کہ سکین -

---

(۱) بہزاد - موج طہور ص ۱۰۹

~~کی ترقی کے لئے ایک سازگار ماحول پیدا کرتی ہین~~ -

حفیظ جالندھری

حفیظ ۱۹۰۰ مین جالندھر مین پیدا ہوئے -شعر و ادب کا شوق شروع ہی سے تھا - غزلون -نظمون اور گیتون کی طرف توجہ کی اور ان مین ہر ایک مین اپنا مخصوص رنگ نکالا - حفیظ ان معدودے چند شعراء مین سے ہین جنہون نے اپنی کوشش محنت اور جانفشانی کی بدولت شہرت و عزت حاصل کی - انہین شروع سے علمی و ادبی مشاغل سے خاص لگاؤ تھا - فارسی کے مشہور شاعر مولانا گرامی کی زیر سر پرستی اور اپنی ملکیت و ادارت مین رسالہ اعجاز جالندھر سے نکالا - رسالہ شباب اردو لاہور کے جوائنٹ ایڈیٹر رہے - ادبی رسالہ ہزار داستان اور نو نہال کے کے مدیر کے فرائض انجام دئے - جمایت الاسلام کے مدیر مقرر ہوئے - مخزن کے ادارتی فرائض انجام دئے - ہفتہ وار کارزار نکالا - اور دوسری جنگ عظیم کے دوران سانگ پبلسیٹی آرگنائزیشن کے ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوئے -تقسیم ہند کے بعد پاکستان کی مسلح افواج مین ڈائریکٹر آف مورال (استقلال) کی حیثیت سے خدمات انجام دین - دیہی امداد و ترقی کے مرکزی دفتر مین فیلڈ ڈائرکٹر آف پبلسٹی مقرر ہوئے اور ان کی نگرانی مین رسالہ پاک سر زمین جاری ہوا -آزاد کشمیر ریڈیو کی تنظیم کی ان تمام مصروفیات کے باوجود ان کی ادبی دلچسپیون مین کوئی فرق نہین آیا -

نغمہ زار -سوز و ساز اور تلخابۂ شیرین ان کے شعری مجموعے ہین کچھ افسانے بھی لکھے ہین جن کا مجموعہ ہفت پیکر کے نام سے شائع ہوا ہے -حفیظ کے گیت اور نظمین - ہندوستان ہمارا - بہار کے پھول - پھول مالا - عمر عیار -الف لیلی کی چند کہانیان بچون کے لئے ہین

شاهنامۂ اسلام ان کی طویل نظم ہے جو چار جلدون مین شائع ہوئی ہے - منظوم تاریخ پاکستان نیا مجموعۂ کلام اور قومی ترانے کا افسانہ ابھی زیر ترتیب ہے -

حفیظ کے کلام مین خیال کی رعنائی - جذبات کی فراوانی کے ساتھ ساتھ نغمگی اور تاثیر بھی ہے - انہون نے ہئیت کے تجربات بھی کئے ہین اور نئی بحرون کی تشکیل بھی کی ہے - حفیظ کی نظمون مین مقامی رنگ نے بہت سلیقہ سے جگہ پائی ہے - گیت اور مترنم نظمون کے ساتھ ہی ساتھ حفیظ نے غزلین بھی لکھی ہین - اور ان غزلون مین حقیقی جذبات اور احساسات کا رنگ بھرا ہے - سوز و گداز - شیرینی سلاست و روانی رنگینی اور سرمستی ان کی غزلون کی خصوصیات ہین وہ بچون کی نفسیات کے ماہر ہین اس لئے بچون کی دلچسپی کے لئے انہون نے مترنم نظمین لکھی ہین جن کا شمار ہم ہلکے پھلکے گیتون مین کر سکتے ہین - یہ نظمین لکھتے وقت وہ خود بھی بچہ بن جاتے ہین انہین کی طرح سوچتے ہین انہین کی طرح محسوس کرتے ہین انہین کی طرح دیکھتے ہین اور انہین کے الفاظ استعمال کرتے ہین -

ان کے شاہنامۂ اسلام کی تین جلدین شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہین -

ہری چند اختر نے حفیظ کو اردو گیت کا موجد کہا ہے (1) حالانکہ حفیظ سے پہلے گیت خاص تعداد مین لکھے جا چکے تھے - جن کی نشاندہی اس مقالے کے پچھلے ابواب مین کی جاچکی ہے - پھر بھی حفیظ کی اہمیت مسّلم ہے - حفیظ نے " مشرق کے اوسط درجے کے گھرون مین " گائے

---

(1) پنڈت ہری چند اختر - دیباچہ سوزو ساز - ص 31 اشاعت - مجلس اردو 42 جی مال ٹاؤن لاہور - دوسرا ایڈیشن بہ ترمیم و اضافہ

جانے والے گیت[1] یا مدرسہ آتے جاتے سڑکوں پر سنے ہوئے گیتوں[2] سے تحریک حاصل کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اردو ادب میں گیتوں کے جو نئے تجربات ہو رہے تھے ان سے بھی استفادہ کیا ہے -

اختر - جوش اور ساغر کی طرح حفیظ نے عشق کے جذبات کی مصوری بھی کی ہے - ان کے کلام میں عشق کا ولولہ اور جوش نمایاں ہے ان کے گیتوں میں غم - آنسو - آہیں - تڑپ و کسک - درد و سپردگی نہیں ملتی بلکہ ایک جوش و ولولہ - عزم و حوصلہ نمایاں ہے -

پھر اسی اٹھان سے　　　تیر اٹھے کمان سے

صبر کی زبان سے　　　شور الامان اٹھے

جاگ اٹھیں دلوں کے بھاگ

جاگ سوز عشق جاگ (۳)

یہ طمطراق مستی اور جوش عام طور پر گیت میں جگہ نہیں پاتا - کیونکہ گیت کا مزاج نہایت کومل اور لطیف ہوتا ہے - عام طور پر اس میں خود سپردگی - درد و خستگی کو جگہ ملتی ہے گو حفیظ نے گیت میں بلند آہنگی ولولہ و جوش کو بھی خوبصورتی سے نبھایا ہے لیکن ان میں وہ درد و خستگی اور دبا دبا دکھ کم ہے جو گیت کی روح ہے - ان میں وہ صہبا نہیں جو آبگینے کو پگھلا دے اور دل میں ایک نشتر کی سی خلش چھوڑے -

---

(۱) بریگیڈیر گلزار احمد - حفیظ افکار حفیظ نمبر ۱۹۳۶ ص ۵۰۲ مکتبہ افکار کراچی

(۲) حفیظ - بقلم خود - افکار - حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ص ۲۳۹ " " "

(۳) حفیظ - سوز و ساز - ص ٤٦ دوسرا ایڈیشن بہ ترمیم و اضافہ " " "

حفیظ کا دور سیاسی -معاشرتی اور ذہنی بیداری کا دور ہے اس وقت ادب کی فضا قومیت حریت اور وطنیت کے نعروں سے گونج رہی تھی حفیظ کے یہاں بھی قومیت اور حریت کی یہ لے ابھری ہے -

بھول گیا او بھارت والے　　پریت ہے تیری ریت

بسالے

اپنے من مین پریت (۱)

وہ بھارت واسیوں کی زندگی مین ایک نئی روح پھونکنا چاہتے ہین -ان مین ایک نیا عزم نیا حوصلہ اور ہمت - جوش اور ولولہ پیدا کرنا چاہتے ہین -

بھارت ماتا ہے دکھیاری　　دکھیارے ہین سب نر ناری

تو ہی اٹھالے سندر مرلی　　تو ہی بن جا کرشن مراری (۲)

آجا اصلی روپ مین آجا　　تو ہی پریم اوتار ہے پیارے

پر ہارا تو سب کچھ ہارا　　من کے ہارے ہار ہے پیار سے

من کے جیتے جیت

بسالے

اپنے من مین پریت (۳)

---

(۱) حفیظ -سوزو ساز - بسالے اپنے من مین پریت ص ۹۲ دوسرا ایڈیشن بہ ترمیم و اضافہ

(۲) " " " " "

(۳) " " " " "

گیت بہرحال لطیف و نازک جذبات کا اظہار ہے -فلسفہ حیات و کائنات کا گیت متحمل نہین ہوتا اس لئیے حفیظ کے گیتون مین ان مسائل پر بھی ہلکے پھلکے انداز مین تبصرہ مل جاتا ہے -

نظارے اس آب و گل کے
رہزن ہین تیری منزل کے
نغمہ ہو یا رنگ گل کے
سب پردے ہین نگاہ دل کے
تو ہے طالب نور
مسافر
تیری منزل دور (۱)

حفیظ نے مختلف کام کرنے والون اور بچون کے لئیے بھی گیت لکھے ہین -ان گیتون مین انہون نے صوتی ہم آہنگی کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے -

چکیا گھمر گھمر کرتی ہے
چکیا گھمر گھمر کرتی ہے (۲)

خوب اکڑ کر چڑھ کھانچے پر
ہان اب تن جا مرغا بن جا

---

(۱) حفیظ - تیری منزل دور - افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ص ۳۸۲

(۲) حفیظ - گیت اور نظمین - پسنہاری کا گیت افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ص ۴۲۹

کھول پرون کو

کھول میرے مرغے

ککڑوں کوں (۱)

ان گیتون کا انداز بیانیہ ھے - حفیظ نے لوک گیتون سے متاثر ھو کر دھنئیے اور پنہاری کو موضوع تو بنایا لیکن وہ ان کے دل مین نہین اتر سکے - ان کے یہ گیت پنہاری اور دھنئیے کی زندگی کی عکاسی تو کرتے ھین لیکن ان کے جذبات کی روح کو اپنا نہین پاتے - ان کے مسائل پر غور نہین کرتے -

چگر کھاتی جاتی ھے کیا چکی ھاتھون ھاتھ

دونون ملکر گاتی بھی جاتی ھین ساتھون ساتھ

روزی دینے والے رکھنا اس محنت کی لاج

تیرے ھی محتاج ھین داتا تیرے ھی محتاج (۲)

حفیظ نے اکثر فارسی آمیز زبان اور فارسی تراکیب کا استعمال بھی کیا ھے اس سے ان کے گیتون کی موسیقیت مین کوئی کمی نہین آتی لیکن بعض اوقات ان کے گیت فارسی تراکیب کی وجہ سے بوجھل بھی ھو گئے ھین -

بے دریغ بے درنگ ۰۰۰۰۰۰ رنگ بازئی فرنگ (۳)

---

(۱) حفیظ - گیت اور نظمین بول میرے مرغے - افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ص ۴۳۹

(۲) حفیظ - گیت اور نظمین - پنہاری کا گیت - افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ۴۳۹

(۳) حفیظ - پرانی نسبت سوز و ساز - ص ۹۱ دوسرا ایڈیشن بہ ترمیم و اضافہ

جاگ اے نظر فروز　　جاگ اے نظر نواز
جاگ اے زمانہ سوز　　جاگ اے زمانہ ساز

اے مغنّی شباب　　جاگ خواب ناز سے
دل شکستہ ہے رباب　　عرصۂ دراز سے (١)

حفیظ کے گیتوں میں آہنگ اور نغمہ کا بہت رچا ہوا شعور ملتا ہے ان کے گیت سادہ ہونے کے با وصف ایک خاص قسم کا آہنگ اپنے اندر سموئے ہوتے ہیں - یہ آہنگ الفاظ کی تکرار اور صوتی مناسبت سے پیدا کیا جاتا ہے مندرجہ ذیل گیت میں صرف "گ" کی تکرار سے موسیقیت پیدا کی گئی ہے -

رنگ دے　　رنگ دے قدیم رنگ
رنگ دے قدیم رنگ　　بے دریغ بے درنگ
جس کی ضو سے مات ہو　　رنگ بازئی فرنگ
عشق کے لباس کو
رنگ شوخ و شنگ دے
رنگ دے قدیم رنگ - (٢)

---

(١) حفیظ جاگ سوز عشق جاگ　سوز و ساز　ص٤٦　دوسرا ایڈیشن بہ ترمیم و اضافہ

(٢) حفیظ -پرانی نسبت -　سوزو ساز - ص٤٢　دوسرا ایڈیشن بہ ترمیم و اضافہ

اصوات کے مناسب استعمال مین بھی انہین کمال حاصل ھے صوتی تکرار سے وہ حسن پیدا کرتے ھین -

فند کہ فند کہ فند کہ فکہ

دھنکہ دھنکہ دھن دھنکہ دھنکہ (۱)

حفیظ کے گیتون مین ٹیپ کی تکرار ان کے گیتون کے حسن کو دو بالا کرتی ھے- ٹیپ کے استعمال کا ان کا اپنا ایک انداز ھے عام طور پر ٹیپ کا مصرعہ ھر بند کے بعد دھرایا جاتا ھے لیکن حفیظ کے گیتون مین ٹیپ در ٹیپ ھے جس سے نغمگی مین اضافہ ھوا ھے -

گھٹائین چھائی ھین گھنگھور   گھٹائین چھائی ھین گھنگھور

گھٹائین کالی کالی

خوب برسنے والی

متوالی (۲)

پرشور

گھٹائین

چھائی ھین گھنگھور

گھٹائین چھائی ھین گھنگھور (۲)

---

(۱) حفیظ - گیت اور نظمین - افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ء ص ۲۲۲

(۲) حفیظ - اندھی جوانی - سوزو ساز - ص ۸۲ دوسرا اڈیشن بہ ترمیم و اضافہ

موسیقیت پیدا کرنے کے لئے الفاظ کی تکرار اور مصرعون کے طول و اختصار سے بھی کام لیا گیا ہے -

حفیظ کے گیتون مین موسیقیت اسقدر نمایان ہے کہ بعض اوقات لوگ بلا تکلف ان کی طویل نظمون کو گیت کے خانے مین رکھ دیتے ہین -" ابھی تو مین جوان ہون " تارون بھری رات - نسبتی ترانہ وغیرہ کو باوجود طوالت کے گیت کہا جاتا ہے -

" ابھی تو مین جوان ہون " ان کی مشہور نظم ہے جس مین جوانی کے نشے کی سرشاری کی کیفیت بیان ہوئی ہے گیت کا مرکزی وصف جذبہ کی یک رنگی اس نظم مین موجود ہے لیکن اسکے بیانیہ انداز کی وجہ سے اس کو گیت کے خانے مین جگہ نہین ملتی -لہجہ کی بلندی -جذبہ کی تندی و تیزی اور الفاظ کا جوش گیت کے مزاج کو مجروح کرتا ہے - بقول ڈاکٹر سید عبداللہ

"گیت ضرورت سے زیادہ جوش انگیز مضمون اور پر جوش
لے کو برداشت نہین کر سکتا " (۱)

اس نظم مین الفاظ کی روانی اور موسیقیت کے ساتھ ہی خطابت کا سا انداز آگیا ہے -

کہان چلا ہے ساقیا !
ادھر تو لوٹ ادھر تو آ !
ارے یہ دیکھتا ہے کیا

---

(۱) ڈاکٹر سید عبداللہ - حفیظ کی شاعری نالہ پابندِ نے" -افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ء ص۲۹۸

اٹھا سبو - سبو اٹھا

سبو اٹھا پیالہ بھر　　　پیالہ بھر کے دے ادھر

چمن کی سمت کر نظر　　　سماں تو دیکھ بے خبر (۱)

اس نظم پر نغمگی اور ٹیپ کی تکرار کی وجہ سے گیت کا گمان ہوتا ہے حالانکہ یہ نظم ہے اس کا تخیل بھی نظم کا ہی ہے - سید ضمیر جعفری (۲) اور بریگیڈیر گلزار احمد (۳) اس کو گیت کہتے ہیں -

دل ہے پرائے بس میں دراصل نظم ہے جس میں ٹیپ کے بند سے وحدت قائم کی گئی ہے اس کا انداز بیانیہ ہے گو اس میں موسیقیت ہے لیکن اس کو نظم کے خانے میں ہی جگہ دی جائے گی -

برسات کے بندوں کو علیحدہ علیحدہ کرکے دیکھا جائے تو بڑی لا جواب تصویریں بنتی ہیں لیکن طوالت اور انداز بیان نے اس کو نظم بنا دیا ہے - داخلی کیفیت کا اظہار گیت کی خصوصیت ہے جو اس میں مفقود ہے -

آموں کے نیچے ڈالے ہیں جھولے

مہ پیکروں نے　　　سیمیں تنوں نے　　　برق افگنوں نے

---

(۱) حفیظ - ابھی تو میں جوان ہوں نغمہ زار ص ۶۰ طبع ثانی ۱۹۲۷

(۲) سید ضمیر جعفری - حفیظ ایک نئی آواز افکار حفیظ نمبر ص ۵۱۵

(۳) بریگیڈیر گلزار احمد - حفیظ - افکار حفیظ نمبر ص ۵۰۲

گیت ان کے پیارے　　　میٹھے رسیلے

ھلکی صدائیں　　　سادہ ادائیں

گل پیرھن ھیں　　　غنچہ دھن ھیں

خود مسکرانا

خود منہ چڑانا

پھر جھینپ جانا　　　الھڑپنے سے

آموں کے نیچے　　　ڈالے ھیں جھولے (۱)

عام طور پر ایک گیت میں ایک ٹیپ کا بند ھوتا ھے لیکن حفیظ نے اپنے بعض گیتوں میں دو تین ٹیپ بھی استعمال کی ھیں -

اندھی جوانی میں تین ٹیپ کے بند ھیں

گھٹائیں چھائی ھیں گھنگھور

جوانی لے آئی برسات

محبت آھوں کا طوفان (۲)

ھر بند کا مضمون جدا ھے اس کو پڑھتے وقت اور گاتے وقت وحدت قائم نہیں رھتی بلکہ اس کے

---

(۱) حفیظ - برسات - نغمہ زار - دوسرا ایڈیشن ص ٦٧

(۲) حفیظ - اندھی جوانی - سوزو ساز - ص ۱۰۱

شیپ کے مصرعے گیت کو تین حصوں مین تقسیم کر دیتے هین جس سے گیت کا حسن مجروح ہوتا ہے - یہ گیت محض ایک تجربہ بنکر رہ گیا ہے اسی طرح نسبتی ترانے مین مختلف بحرون کی آمیزش کے تجربے کی وجہ سے وحدت خیال اور وحدت جذبات مفقود نظر آتی ہے -

حفیظ نے جہان ایک طرف فارسی آمیز زبان لکھی ہے وہان دوسری طرف خالص اردو مین بھی گیت لکھے هین

کاهن مرلی والے نند کے لال

بنسری بجائے جا

بنسری بجائے جا (۱)

درشن درشن میرا

بس

درشن درشن میرا (۲)

یہ درست ہے کہ انہون نے فارسی آمیز زبان مین اچھے گیت لکھے هین جن کی موسیقی اور روانی مین کوئی نہین آتی لیکن میرے خیال مین ان کے وہ گیت جو انہون نے خالص اردو مین لکھے هین مقابلتاً ان کے بہترین گیت هین - یہان میرا مطلب یہ ہر گز نہین ہے کہ فارسی آمیز اردو مین گیت نہین

---

(۱) حفیظ کرشن بنسری سوز و ساز ص ۸۲

(۲) حفیظ درشن درشن میرا تلخابۂ شیرین افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ص ۳۸۸

لکھے جا سکتے یا فارسی آمیز زبان سے گیت کا حسن مجروح ہو جاتا ہے بلکہ ہر صنف کا اپنا لہجہ اپنا انداز اور اپنی زبان ہوتی ہے غزل مین رمز و کنایہ کو جگہ ملتی ہے - قصیدہ مین پر شکوہ اور پر جوش الفاظ کا استعمال ہوتا ہے مثنوی کا انداز بیانیہ ہے اس مین زبان کی فنّی خصوصیات سے زیادہ قصہ پر توجہ ہوتی ہے گیت کی بھی اپنی زبان اپنا لہجہ اور اپنا انداز ہے اگر قصیدہ کی زبان اور لہجہ کو گیت مین استعمال کیا جائے تو گیت کی لطافت اور نزاکت پامال ہو جائے گی -کیونکہ قصیدہ کا جوش ولولہ اور بلند آہنگی گیت کبھی بھی برداشت نہین کر سکتا اسی طرح استعارہ کی بھر مار گیت کے اثر کو کم کر دیتی ہے -گیت کا مزاج ہندوستانی ہے اور اسی ہندوستانیت مین اس کا حسن پوشیدہ ہے فارسی آمیز زبان مین گیت لکھنے کے تجربے حفیظ نے کئے ہین اس لحاظ سے ان کی یہ کوشش قابل تحسین ضرور ہین -کیونکہ خالص اردو مین تو حفیظ سے پہلے بھی گیت لکھے جا چکے تھے -لیکن حفیظ کے یہ تجربات زیادہ دور تک ہمارا ساتھ نہین دے سکین گے کیونکہ یہ وہ دور ہے جب ہر صنف پردیسی رنگ کی چھاپ کو قابل قدر سمجھا جارہا ہے انداز بیان لہجہ اور زبان سب پر ہندوستانیت کا رنگ نمایان ہے ایسے دور مین جبکہ غزل بھی جس کا مزاج ایرانی ہے گیت کی زبان کو اپنا رہی ہے وہان گیت مین غزل کا لہجہ اور قصیدہ کی بلند آہنگی کس طرح قابل قبول ہوگی -حفیظ نے جہان جہان فارسی آمیز زبان کا استعمال گیتون مین کیا ہے وہان ان کے گیت محض ایک تجربہ بن کر رہ گئے ہین -یہ کہا گیا ہے کہ "اردو ادب کو حفیظ کی دین شاہنامہ نہین بلکہ گیت ہین " (۱) میرے خیال مین حفیظ کی سب سے بڑی دین نہ شاہنامہ ہے اور نہ گیت بلکہ وہ مترنم نظمین ہین جو حفیظ

---

(۱) مسعود قریشی - حفیظ کے گیت - افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ء ص ۵۲۲

کا نام سنتے ہی ذہن میں ابھر آتی ہیں مثلاً "رقاصہ" ابھی تو میں جوان ہوں ان کی کامیاب اور مشہور نظمیں ہیں "کرشن بنسری" - درشن درشن میرا " "دل ہے پرائے بس میں " "جاگ سوز عشق جاگ " "الفت کا اظہار" "پرانی نسبت" "فرشتے کا گیت" "تیری منزل دور وغیرہ نظم نما گیت ہیں - لیکن حفیظ کی مقبولیت کا باعث یہ گیت نہیں ہیں بلکہ مترنم نظمیں ہیں -

مسعود قریشی اپنے مضمون حفیظ کے گیت میں رقمطراز ہیں حفیظ کا پیغام ہے کہ اگر گیت کہنا ہے تو اردو زبان میں ہی کہو مگر اردو گیت پھر ہندی کی طرف مائل ہو گیا چنانچہ بہت جلد عامی نقالوں کے ہاتھوں میں پڑ کر اردو گیتوں نے اپنا ادبی اعزاز کھو دیا اور اب صرف حفیظ کے گیت ہی اردو ادب کا جز ہیں "(۱) مسعود قریشی کا یہ نظریہ قابل قبول نہیں ہے اس سے جانب داری کی بو آتی ہے یہ کہنا کہ ہندی الفاظ کے استعمال سے گیت اپنا ادبی اعزاز کھو دیتے ہیں اور اب صرف حفیظ کے گیت ہی اردو ادب کا سرمایہ ہیں یہ اردو کی کشادہ و امانی اور ہمہ گیری پر الزام ہے حفیظ نے بھی اپنے ایک خط میں سید ضمیر جعفری کو لکھا تھا " فارسی عربی کے الفاظ اردو سے نکال دیجئے تو باقی رہ جاتی ہے ہندی ... ہے ہے .. ہے -

سندر دیش پاکستان

جس پر ہم تیاگیں پران

میرے خیال میں ایسی زبان ہماری موجودہ صورت نفسی کے لحاظ سے مضحکہ خیز ہو گی " حفیظ

---

(۱) مسعود قریشی حفیظ کے گیت افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ص ۵۴۴

(۲) حفیظ کے خطوط - کیپٹن سید ضمیر جعفری کے نام افکار حفیظ نمبر ۱۹۶۳ ء ص ۱۲۱

کا یہ خیال جہانتک پاکستانی ترانیے کے متعلق ہے درست ہو سکتا ہے کیونکہ پاکستان کے ارباب اختیار شاید اس کے لئیے تیار نہ ہوتیے کہ ان کے ترانیے مین ہندی الفاظ استعمال کئیے جائین - عوام کی بات تو جانیے دیجئیے کیونکہ عوام کو تو اسی بات پر اصرار ہوتا کہ ان کا ترانہ "سندر دیش پاکستان ہی ہو" لیکن جب یہ ترانہ لکھا گیا اس وقت سیاسی فضا کی وجہ سے ہندی اور ہندوستانی عنصر سے نفرت کا جذبہ عروج پر تھا اور ترانیے کو پرکھنیے والیے عوام نہین چند خواص تھیے اس لئیے اس زبان کو اہمیت دی گئی جو فارسی آمیز ہو -خواہ عام فہم نہ ہو پاکستانی ترانیے کے متعلق ان کی یہ رائیے درست ہے لیکن ان کا یہ خیال کہ عربی فارسی الفاظ کو علیحدہ کردیجئیے تو باقی وہ جاتی ہے ہندی اور ہندی الفاظ پر ان کا یہ طنز کرنا کسی طرح مناسب نہین ہے -اگر حفیظ کے خیال کے مطابق اردو کا دائرہ اسقدر محدود کر دیا جائیے تو یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی کیونکہ ہندی کے الفاظ اردو مین اس طرح شیر و شکر ہو گئیے ہین اور ایسا لطف دیتیے ہین کہ ان کو نکالنیے کی ہر کوشش اردو کے ساتھ ظلم کے مترادف ہو گی -

حفیظ سے قبل بھی گیت لکھیے گئیے لیکن گیت وہ معنویت جو حفیظ نیے بخشی ہے اس سے قبل نہ تھی "انہون نیے ہر قسم کے مضامین کو گیت مین خوبصورتی سے سمویا ہے - ان کے موضوعات مین تنوع ہے ان کے گیت صرف ہجر و وصال کے افسانون کے گرد نہین گھومتیے بلکہ دوسرے مسائل پر بھی روشنی ڈالتیے ہین - انہون نیے یہ ثابت کر دیا کہ فارسی آمیز زبان مین بھی گیت لکھیے جا سکتیے ہین لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ زبان یہ لہجہ گیت کا زیادہ دور تک ساتھ نہین دے سکتا -کیونکہ اس کا مزاج خالص ہندوستانی ہے -

اختر شیرانی

محمد داؤد خان اختر شیرانی ۱۹۰۵ میں ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے -تعلیم لاہور میں ہوئی ۱۹۲۱ میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا -لیکن پھر امتحان پاس کرنے اور ڈگریاں حاصل کرنے میں طبیعت نہ لگی لہذا شعرو شاعری سے دلچسپی لینے لگے -ہمایوں -خیالستان اور شاہکار کے ایڈیٹر رہے -پھولوں کے گیت -نغمہ حرم -صبح بہار -اختر ستان طیور آوارہ - لالۂ طور -اور شہناز ان کے شعری مجموعے ہیں -ان کے گیتوں کی تعداد اٹھارہ ہے -

اختر رومانی شاعر ہیں -وہ اس دنیا سے ہجرت کرکے حسن و عشق کی دنیا بسانا چاہتے ہیں اور اس "پاپ کی بستی " نفس پرستی " "نفرت گہہ عالم اور لعنت گہہ ہستی" سے دور "خواب نما تاروں کی طرح روشن " دنیا میں سکون تلاش کرتے ہیں -ان کی شاعری شدید جذباتی شاعری ہے جس میں حسن و عشق کی بجلیاں کوندتی نظر آتی ہیں -

کلیات اختر میں کل سولہ گیت ہیں -جن میں کا موضوع برہ ہے چند گیت دوسرے موضوعات کو لیکر لکھے گئے ہیں -

اب بھی نہ آئے من کے چین
بیت چلی ہے آدھی رین
نظر میں جمی ہیں چوکھٹ پر اور کان لگے ہیں ہر آہٹ پر
آنکھوں سے ننھے ننھے سے آنسو بہتے ہیں اک اک کروٹ پر
کرتی ہوں چپکے چپکے بین
اب بھی نہ آئے من کے چین

بہت چلی ہے آدھی رین (۱)

فصل بہار اور چاندنی راتین ایک نیا درد ساتھ لاتی ہین -ساون کے بادل دل کو تڑپاتے ہین اور پرانی یادین تازہ کر دیتے ہین -

ان چاندنی راتون مین کھو جاتے تھے ہم دونون ہم بہار کی باتون مین
ان چاندنی راتون مین (۲)

پھر یاد وہ آتے ہین
ساون کے بھورے بادل دل میرا دکھاتے ہین (۳)

اور آخر مین پردیسی کا انتظار کرتے کرتے تھک کر اسے جھوٹا اور بے وفا کہہ کر دل کو سمجھاتے ہین -

پردیسی کی پریت ہے جھوٹی جھوٹی پردیسی کی پریت
ہارے ہوئے کی جیت ہے جھوٹی دنیا کی یہ ریت ہے جھوٹی -
پردیسی کی پریت ہے جھوٹی

---

(۱) اختر شیرانی - طیور آوارہ -کلیات اختر ص ۳۷۳ نیو تاج آفس دھلی

(۲) اختر - شہناز - کلیات اختر ص ۲٦۷

(۳) اختر -ماہیے - شعرو کلیات اختر ص ۵۵

پردیسی سے دل کا لگانا　　بہتے پانی مین ہے نہانا

کوئی نہین ندی کا ٹھکانا

رمتے جوگی کس کے میت

پردیسی کی پریت ہے جھوٹی　　جھوٹی پردیسی کی پریت (۱)

اختر کو جذبات و واردات کی مصوری مین کمال حاصل ہے - انہون نے اپنے گیتون مین جذبات کی بہت حسین تصویرین کھینچی ہین -

ہر آنکھ سے شرمانا

ہر سایہ سے گھبرانا - چھپ چھپ کے ملاقاتین

یہ تارون بھری راتین

وہ منہ سے نہ کچھ کہنا

وہ آنسوؤن کا بہنا　　آنکھون کی مناجاتین

یہ تارون بھری راتین (۲)

نغمگی ان کے گیتون کا مرکزی وصف ہے -وہ بھاشا کے مترنم الفاظ کے ذریعے نغمگی قائم رکھتے ہین -

---

(۱) اختر "پردیسی کی پریت" طیور آوارہ کلیات اختر ص ۳٦۹

(۲) اختر - شہناز -کلیات اختر شیرانی ص۴۷۲

بہت چلین مہتاب کی راتین
پیار کے میٹھے خواب کی راتین
ھجر کے دن بھی کتنے گزارے
اب تو آؤ پاس ھمارے
کالے کوسون چھاونی چھائی
دل سے ھماری یاد بھلائی
بیٹھے ھو کب سے ھم کو سہارے
اب تو آؤ پاس ھمارے (١)

لفظ کی تکرار اور حروف کے آھنگ سے تجربہ کار گیت کار کی طرح صوتی تاثر اور کیفیت پیدا کرتے ھین جس مین بے حد لوچ اور بانکپن ھوتا ھے -

پنگھٹ پر پنیان بھرن کو آئی — پنہاری
پنگھٹ پر

روپ انوکھا سج دھج نیاری
مدھ بھری انکھیان ھین متواری
سندر مورت پیاری پیاری
پنگھٹ پر پنیان بھرن کو آئی — پنہاری (٢)

---

(١) اختر - طیور آوارہ - جدائی مین - ص ٣٤٣ کلیات اختر
(٢) اختر - پنہاریان - نغمۂ حرم کلیات اختر ص ٦١٠

دو دن کی جوانی ھے

دنیا سے کوئی پوچھے کیون اتنی دوانی ھے

دو دن کی جوانی ھے - (۱)

جملون کی تکرار سے بھی حسن پیدا کیا گیا ھے -

پریم سہانا اوپردیسی او پردیسی پریم سہانا

بھول نہ جانا او پردیسی او پردیسی بھول نہ جانا

پھر بھی آنا او پردیسی او پردیسی پھر بھی آنا (۲)

گھنگھور گھٹاؤن سے

پھر عشق مرا جاگا — کوئل کی صداؤن سے

گھنگھور گھٹاؤن سے (۳)

پنجابی کی مقبول صنف "ماھیا" کے فارم کو انہون نے اپنے گیتون مین استعمال کیا ھے ماہیے مین ھر ایک بند مین دو ھم ردیف مصرعے ہوتے ھین ترکیب سادہ اور آسان ہوتی ھے بولون مین اس قدر لچک ھوتی ھے کہ موقع و محل کے مطابق انہین حسب خواھش تبدیل کیا جا سکتا ھے اور اس مین

---

(۱) اختر - ماہیے - شہناز - کلیات اختر - ص ۴۷

(۲) اختر - پردیسی سے - طیور آوارہ - کلیات اختر - ص ۳۷۱

(۳) اختر شہناز - ماھئے - کلیات اختر ص ۴۷

نئے بند جوڑے جا سکتے ھین

"چھائی ھے گھٹا ھر سو

مستی مین صبا ھر سو -باغون مین پکار آئی

پھر فصل بہار آئی (۱)

اس مین پہلا اور دوسرا مصرعہ ھم ردیف ھے -ان کے زیادہ تر گیت بطرز ماھیا ھی ھین

اختر کے ایک گیت مین عظمت کی مقبول نظم "مجھے پیت کا یان کوئی پھل نہ ملا" کی جھلک معلوم ھوتی ھے -وھی طرز ھے اور وھی موضوع الفاظ بھی ملتے جلتے ھین -

انھین جی سے مین کیسے بھلاؤن سکھی مرے جی کو جو آکے لبھا ھی گئے

میرے من مین وہ پریم بسا ھی گئے مجھے پریت کا روگ لگا ھی گئے (۲)

ان کے گیتون مین جذباتیت -نغمگی -زبان کی شیرینی اور جذبے کی شدت ھے - اختر کے گیتون نے گیت کی ترقی مین ایک اھم رول ادا کیا ھے ماھیے کے طرز پر گیت لکھنے کا تجربہ بھی ان کا کامیاب تجربہ ھے -زبان کے تجربے بھی قابل تعریف ھین نہ کوئی لفظ کھٹکتا ھے اور نہ کانون کو ناگوار گزرتا ھے -اب تک جو اچھے گیت ھمین ملتے ھین ان مین ھندی الفاظ کی کثرت ھے یہان پہلی دفعہ ھمین احساس ھوتا ھے کہ ھندی کے الفاظ بھی استعمال کئے گئے ھین مگر خاص

---

(۱) اختر آمد بہار شہناز کلیات اختر ص ۱٦۸

(۲) اختر شیرانی - طیور آوارہ -کلیات اختر ص۳٦۸

تعداد مین ایسے فارسی الفاظ بھی ھین جو غزل مین یا دوسرے اصناف مین برتے جاتے ھین - مگر اختر نے انھین اس سلیقے سے انتخاب کیا ھے اور اپنے گیتون کا مجموعی آھنگ ایسا رکھا ھے کہ گیت کی زبان مین ایک خاموش تبدیلی ھو گئی اور اسطرح ایک خوشگوار اور کامیاب تجربہ ھمارے سامنے آگیا ہے

ساغر نظامی

محمد یار خان نام ساغر تخلص ۲۳ دسمبر ۱۹۰۵ کو علی گڑھ مین پیدا ھوئے - بچپن ھی سے شعرو شاعری کا شوق تھا - مولانا سیماب اکبرآبادی مرحوم سے شرف تلمذ حاصل کیا - آگرہ سے رسالہ "پیمانہ" جاری کیا اور اس کی ادارت کا کام بھی سنبھالا - ماھنامہ مستقبل منیم مزاحی اور ادبی اخبار علی گڑھ پنچ اور ھفتہ وار استقلال جاری کیا - شالیمار پکچرز مین بحیثیت اسٹوری رائٹر مکالمہ نگار اور شاعر کا کام کر چکے ھین - فلم سے وابستہ ھونے کے باوجود انھون نے ماھنامہ ایشیاء کو جاری رکھا - بادۂ مشرق - سنگ محل - صبوحی اور شرار سنگ ان کے کلام کے مجموعے شائع ھو چکے ھین - انھون نے شکنتلا اور انار کلی کے نام سے منظوم ڈرامے لکھے ھین اور نھرو نامے کے نام سے پنڈت نھرو پر ایک طویل نظم لکھی ھے - آجکل آل انڈیا ریڈیو مین اردو پروڈیوسر ھین رنگ محل مین ان کے چھ گیت شامل ھین -

جدید اردو شعراء کی طرح ساغر نے بھی ھر صنف پر طبع آزمائی کی ھے - لیکن ان کی مترنم نظمین خاص طور پر قابل ذکر ھین - وطنیت - مناظر قدرت اور رومانی جذبات کی عکاسی انھون نے خوبصورتی سے کی ھے قومی اور سماجی موضوعات پر بھی بہت کچھ لکھا ھے - موسیقیت

هئیت کے تجربات - هندی الفاظ - هندی فضا اور هندوستانی جذبات کو انہون نے اپنی شاعری مین خوبی سے پیش کیا هے -عام طور پر ان کے کلام مین رومانیت اور رجائیت کو جگہ ملی هے -لیکن ان کے گیتون مین دبا دبا دکھ اور کسک بھی هے جو گیت کی روح هے -انہون نے خود رنگ محل کے دیباچہ مین فرمایا هے -

"ان مین دبا دبا دکھ هے -پر یہ دکھ یون هی نہین گنگناتے پڑھنے والے کے آنسو یہ بھید کہہ هی دیتے هین -شاعر کی روح پر جو پہاڑ ٹوٹے تھے کچھ ایسا هی بوجھ میرے سینے پر بھی هے" (۱)

کس کو دکھاؤن من کے ٹکڑے　　نیر مین ڈوبے هوئے هین سارے
دکھیا جیون کے یہ سہارے　　ٹوٹے موتی بکھرے سارے
تم جو دیکھو میرے ساجن
ٹوٹا پھر جڑ جائے
ٹوٹ پکارے ساجن درپن ٹوٹ چکا (۲)

اس پاپی سنسار مین پریتم کون کسی کا هوئے
چندر مان سے جوت برس کر پربت پر آسوئے
پربت سے سو جھرنین پھوٹین پربت بیٹھا روئے

---

(۱) ساغر - دیباچہ رنگ محل -ص۱۳ ادارۂ اشاعت اردو حیدرآباد دکن

(۲) ساغر - نیرنگ خیال - ص ٦۲۲ اکتوبر ۱۹۳۴ع

جاؤ سدھارو تم بھی سدھارو روکے تم کو کوئی
اس باغی سنسار مین پریتم کون کسی کا ہوئے (۱)

گیتون کو عام طور پر فراق و وصال کی کشمکش کی روداد بیان کرنے کے لئے وقف کر دیا گیا ہے لیکن ساغر کے گیتون مین صرف افسانۂ فراق وصال ہی رقم نہین کیا گیا بلکہ دوسرے مسائل بھی سامنے آئے ہین - ساغر کے یہ گیت اس دور کے ہین جب نئی نسل کا سماجی شعور بیدار ہو رہا تھا اور معاشرتی اور معاشی حالات کو شاعر اور ادیب اپنا موضوع بنا رہے تھے -ساغر کے گیتون مین ان مسائل پر بڑا تیکھا طنز ہے -

"یہ گڑھ تارون کے ہمسائے -یہ اونچے استھان
یان مانگے پر بھی ملتا ہے کب بھکشو کو دان
جسکو دیکھو داتا ہے اور سب داتا ہین چور
راؤ -رانا -ملّا -نیتا سب راجہ ہین چور
بات نہ پوچھے کوئی بابا در در دی آواز (۲)

ساغر وطن پرست شاعر ہین اس لئے ان گیتون مین وطنیت کی آواز بھی ابھری ہے -ان کے وہ گیت جن مین حبِ وطن کو موضوع بنایا گیا ہے پر جوش اور ولولہ انگیز ہین -وہ اپنے وطن پر مٹنے کے لئے تیار ہین -ان گیتون کا لہجہ بلند ہے - انداز بیان مین جوش ہے اور پر شکوہ اور

---

(۱) ساغر - باغی سنسار - رنگ محل - ص ۱۰۹

(۲) ساغر - بھکاری کی صدا - رنگ محل ص ۱۵۷

بلند آہنگ الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے -

لذّت فروش آزار ہین ہم   قربانیون کو تیار ہین ہم

نشہ مین تیرے سرشار ہین ہم   خود فوج اور خود سردار ہین ہم

بیدار ہین ہم   ہشیار ہین ہم

تو کہ تو دے ہان   اے وطنیت

اے وطنیت

اے وطنیت (۱)

ساغر نے مناظر قدرت کی عکاسی مین بڑے دلکش رنگون سے کام لیا ہے - استعارات اور تشبیہات جاندار اور دلکش ہین - معلوم ہوتا ہے کسی آبشار کے کنارے رنگون کی برکھا ہو رہی ہے -

کرنون کے جھنجو سے بدری بنی رنگ کی کیاری

بدری کی چلمن سے جھانکی رنگون کی متواری

جوبن پر ہے رنگ راج کی رنگین راج کماری

چندری اپنی اڑا رہی ہے برکھا رت کی کنواری

اندر دیوتا چھوڑ رہے ہین رہ رہ کر پچکاری

یا کرکے اشنان لکشمی سکھا رہی ہے ساری (۲)

---

(۱) ساغر - بادۂ مشرق ص ۲۱ ساغر پریس پیسٹ اسٹریٹ میرٹھ "نغمۂ وطنیت"

(۲) ساغر - "دھنک" - رنگ محل ص ۱۵۰

عام طور پر ان کی زبان نہایت سادہ دلکش اور ہندی کے ہلکے پھلکے شیرین الفاظ سے مملو ہوتی ہے -

میرے من سے پریم جو پھوٹا تم مجھ سے کیون روٹھے

چندر مان آکاش سے پھوٹا دھرتی سے گل بوٹے

تاکہ جھانکہ کی دھن مین سورج چمکا تارے ٹوٹے

رات ملن کے کارن دن سے سانجھ کی نگری چھوٹے

پریم کی اک چنگاری پریتم انگ انگ سے پھوٹے

تم مجھ سے کیون روٹھے

میرے من سے پریم جو پھوٹا تم مجھ سے کیون روٹھے (١)

بعض اوقات ہندی اردو کے سنگم کی شعوری کوششون کی وجہ سے وہ ہندی اور فارسی کے الفاظ ساتھ ساتھ لاتے ہین کبھی کبھی ہندی کا الفاظ جہان زیادہ عنایت پیدا کر سکتے تھے انہون نے اس جگہ فارسی کے الفاظ استعمال کئے ہین مندرجہ ذیل گیت ملاحظہ ہو -

اس باغی سنسار مین پریتم کون کسی کا ہوئے (٢)

یہان " باغی " کے بجائے ہندی کا کوئی دوسرا لفظ مثلاً بیری استعمال کرتے تو مناسب ہوتا -

نغمگی ان کے گیتون کا مرکزی وصف ہے الفاظ کے انتخاب ترکیب و ترتیب سے انہون نے گیتون مین موسیقیت پیدا کی ہے -

---

(١) ساغر - پریم جھرنا — رنگ محل ص ١٤٧

(٢) ساغر - باغی سنسار - رنگ محل ص ١٥٩

دھیرے دھیرے چھیڑ مٹی دھیرے دھیرے چھیڑ (۱)

بعض اوقات الفاظ چنتے وقت وہ محتاط نہیں رہتے ان کے ذیل کے گیت میں حرف " ٹ" کی تکرار دیکھئے - ٹیپ کے بند میں "ٹ" کی یہ تکرار ناگوار نہیں گزرتی لیکن پانچویں بند میں وہ "ٹ" کے ساتھ "ڑ" کا استعمال بھی کرتے ہیں "ٹ" خود ہی ایک کرخت آواز ہے "ڑ" کی آواز کے ساتھ ملکر اس کی یہ کرختگی دو چند ہو جاتی ہے اور کانوں کو ناگوار گزرتی ہے -

دکھلا کے الھڑ پن توڑا　　　ہاتھ میں لیکر درپن توڑا

آ تم توڑی تن من توڑا　　　میرا جوبن جیون توڑا

توڑا اور جو میرے ساجن

ٹوٹا کچھ ٹوٹا دے جائے

ٹوٹ چکا رے ساجن درپن ٹوٹ چکا (۲)

ساغر نے اکثر اپنے بات کی وضاحت کے لئے بہت سی مثالوں کا سہارا لیا ہے - "پاپی سنسار" میں دنیا کے دھوکے - مایا اور موہ کا تذکرہ کرتے ہیں اس کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے متعدد مثالیں پیش کی ہیں - دنیا کی ہر شے کی سرشت میں دھوکا اور فریب ہے -

اس پاپی سنسار میں پریمی کون کسی کا ہوئے

چندر ماں سے جوت برس کر پربت پر آسوئے

---

(۱) ساغر - ایک تارا - رنگ محل ص ۱۵۱

(۲) ساغر - نیرنگ خیال -ص ۶۲۲ - اکتوبر ۱۹۳۳

پربت سے سو جھرنین پھوٹین پربت بیٹھا روئے

باس کلی کا سینہ چیرے اور دنیا پر چھاوے

پھول سے رنگت باغی ہو کر تتلی بن اڑ جائے

تن اک دن جوبن کو چھوڑے آتم تن دے تیاگ

مرلی اک دن راگ کو پھونکے اور مرلی کو راگ (۱)

ساغر کے گیتون مین موسیقیت اور دلکش آهنگ هے - هندی کے سادہ صاف شستہ اور لطیف الفاظ کا استعمال هوا هے - لیکن ساغر کے ان گیتون مین وہ اثر اور وہ کیفیت نہین جو دل کو تڑپا دے ان مین ان جذبات کی کمی محسوس هوتی هے جو دل کی گہرائیون سے امنڈتے هین - ایسا محسوس هوتا هے کہ ساغر کے یہان جذبات کی شدت کے باوجود گہرے اور جذبات نہین هین - دل کی سطح پر هی هلچل هے دل کی گہرائیون پر سکون هی سکون هے -

مطلبی فرید آبادی

سید مطلبی فرید آبادی ۱۹۰۶ مین فرید آباد مین پیدا هوئے - تعلیم سے فارغ هو کر سیاست سے دلچسپی لی - شاعری بھی کرتے رهے - عوامی طرز کی نظمین لکھین مجموعہ کلام هپّیا هپّیا

---

(۱) ساغر - باغی سنسار - رنگ محل ص ۱۵۹

شائع ہو چکا ہے - اس مین ان کے آٹھ گیت شامل ہین -

ترقی پسند ادب نے جو کارہائے نمایان انجام دئے ان مین ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ ادب کو عوام کے قریب لائے - عوام کے جذبات نظم کئے اور دیہاتی بولیون مین گیت لکھنے کی روش کو عام کیا - ان شعراء نے نہ صرف دیہاتی بولیون مین عوام کے جذبات کی عکاسی کی بلکہ بہت سے دیہاتی گیت بھی جمع کئے - پیشہ ورون اور مزدورون کے جذبات کی عکاسی کی -جن شاعرون نے پیشہ ورون کے جذبات کو نظم کیا ہے ان مین مطلبی کی ایک نمایان حیثیت ہے -پیشہ ورون کے ان گیتون مین ان کا اپنا آہنگ ماحول اور فضا ہوتی ہے - ان گیتون مین چپو کے چلانے کی کیفیت -پانی کے بہاؤ کا نغمہ -چکی کی آواز اور دھنکی کے زیر و بم صاف طور پر سنے جاسکتے ہین -بوجھ اٹھاتے وقت سانس کے زیر و بم سے جو آوازین پیدا ہوتی ہین مطلبی نے مندرجہ ذیل گیت مین ان کو خوبی سے نظم کیا ہے -

گاٹر لینا کیسے بھائی ایسے بھائی ہیآ ہیّا

. . . .

. . . .

اونچا کرلو ہیّا ہیّا بوجھ اٹھالو ہیّا ہیّا

بوجھ اٹھایا ہیّا ہیّا (۱)

اس گیت مین مزدور کی دلی کیفیات اوراسکی نفسیات کا جائزہ لیا گیا ہے -اسے کام کرکے روپیہ حاصل ہو جانے کی خوشی بھی ہے اور ساتھ ہی آٹھ مہینے فاقہ کرنے سود بھرنے اور قرض

---

(۱) مطلبی فرید آبادی ہیّا ہیّا ص ۵ سنگم پبلشرز لمیٹڈ لاہور

لینے کا خوف بھی خوشی اور غم کا سنگم بڑا دلکش ھے

پیٹ پلے گا　　مہارا تہارا　　چار مہینے　　مہارا تہارا

پیٹ پلے گا　　مہارا تہارا　　مہارا تہارا　　مہارا تہارا

شیو بہادر　　ھیّا ھیّا　　قرض ملے گا　　ھیّا ھیّا (۱)

ترقی پسند تحریک چونکہ عوام کے دکھ درد کو ادب مین جگہ دینا چاھتی تھی ادب کو عوام سے قریب لانا چاھتی تھی - اس لئے قدرتی طور پر لوک گیتون کے جانے اور پہنچانے اور پرانے فارم کو اسنے ایک نئے مقصد کے لئے استعمال کیا - لوک گیتون مین سماجی حالات کا عکس موجود ھی تھا مگر اسپر زور نہ تھا - ترقی پسندون نے اس لے کو بڑھایا - گویا پرانے ساغر مین نئی شراب بھری گئی اور اسطرح یہ صنف بھی ایک سیاسی مسلک کی ترجمانی کے لئے کام مین لائی گئی -

اس پر سندر انبر چھایا　　اس چھایا مین لال پھریرا

اس جھنڈے کے نیچے ماتا　　باجے ھے مزدور کا ڈنکا

نا کہین کنگال کا رونا　　نہ کوئی بیری نا کوئی دکھیا

نا کہین ساھوکار کا ڈاکا　　نا راجہ خون پیون ھارا

پھولون جیسا سب کا چہرہ　　ھر اک زندہ بوڑھا بچہ

یہ بھی ھین ماتا تیرے ھی پالے

تیرے ھی بچے تیرے ھی پالے　　دھرتی مان چھاتی سے لگا لے (۲)

---

(۱) مطلبی فرید آبادی - ھیّا ھیّا - ص ۵

(۲) مطلبی فرید آبادی - ھیّا ھیّا ص ۱۱

دولت کی غلط تقسیم کی وجہ سے ایک طرف عیش و عشرت کے سامان مہیّا ھین اور دوسری طرف پیٹ بھرنے اور تن ڈھکنے کو ایک کپڑا بھی نہین ھے -

کوئی تو ناؤ پرے سکھ پاوین   کوئی رات دنا دکھپاوین

کوئی من مانی اپنی کھاوین   کوئی بھیک مانگ کر دل بہلا وین

کوئی لتّا پھاڑ پھاڑ مر جاوین   کوئی مرے بھی کفن نہ پاوین (۱)

مطلبی اونچ نیچ کے تمام بند ھنون کو جھوٹا کہتے ھین کیونکہ چھوٹے بڑے کی ھر تفریق انسانیت کے نام پر داغ ھے -

نئی بات ھے اپنی پیارے   اونچ نیچ کے بند ھن جھوٹے (۲)

اشتراکیت کے پجاری ھونے کی وجہ سے ان کے یہان مزدور کی مرکزی اھمیت ھے مزدور کو اپنی حیثیت پر اپنے کام پر فخر ھے - کیونکہ وہ قومی دولت پیدا کرتا ھے - کھیت سے غلہ پیدا کرکے سب کا پیٹ بھرتا ھے سڑکین اور مکان اور کارخانے اور اسپتال بناتا ھے دوسرون کے لئے لاکھون روپیہ پیدا کرتا ھے اوراسے خود چند ٹکڑون پر اکتفا کرنا پڑتی ھے جو " اھل ثروت اسے ذکواۃ کی طرح دیتے ھین " مگر اب اس کا شعور پیدار ھوگیا ھے اور اسے اپنی اھمیت کا احساس ھو چلا ھے -

ملک کے مالک ھم ھی ھین   ملک کے خادم ھم ھی ھین

---

(۱) مطلبی فرید آبادی - ھیہّا ھیہّا ص ۲۴

(۲) مطلبی فرید آبادی - ھیہّا ھیہّا ص ۲۴

کون وہ محنت کرنے والے　　کپڑا لتّا بننے والے
غلہ پیدا کرنے والے　　دن بھر شب بھر مرنے والے
ملک کے مالک ہم ہی ہین
ملک کے خادم ہم ہی ہین -(۱)

ان کے یہان حبّ وطن بھی ایک خاص موضوع ہے -

جہل کے پنجھی دیش پجاری　　دیش کے دکھ سے سب بے چین
ان کے نیارے دن اور رین (۲)

انہون نے اپنے علاقے کی زبان کو ہی اپنایا ہے یہ علاقہ دہلی کے قرب و جوار کا ہے یعنی میوات کا- انہون نے اپنے وطن فرید آباد کی زبان استعمال کی ہے ان کی کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ وہ اپنے جذبات کو عوام کی سادہ اور روزمرہ کی زبان مین نظم کرین - اسی کی وجہ سے تازگی اور ندرت ان کے کلام کی نمایان خصوصیات ہین -

منش جات ہے اپنی پیارے　　اونچ نیچ کے بندھن جھوٹے (۳)

———

سانوا پیا بن کت آوے چین　　کت آوے چین چت کت پاوے چین (۴)

---

(۱) مطلبی فرید آبادی - ہیہّا ہیہّا - ص ۱٦　　سنگم پبلشرز لاہور
(۲)　　"　　"　　ص ۲۰　　سنگم پبلشرز لاہور
(۳) مطلبی فرید آبادی - ہیہّا ہیہّا - ص ۱۳
(۴) مطلبی فرید آبادی - ہیہّا ہیہّا - ص ۱۴

لڑن مرن کی ریکھا دیکھ   دیکھ نہ کچھ دیکھا دیکھ (۱)

کالے بدرا گول کے گول   پربت جیسے اونچے ٹول (۲)

مطلبی نے ہمیشہ ورون کے لئے گیت بھی لکھے ہین وہ ماحول اور فضا پیدا کرنے مین کامیاب ہین -
ساغر نے کہا تھا - " یہی اصل مین شاعری ہے زبان گنوار سہی لیکن موضوع کے جن تعلقات اور
جزئیات کو مطلبی نے کمال حسن سے نظم کیا ہے وہ آج سے پچاس برس اور جب ہندوستان کا نصیب
چمکے گا پڑھنے والون کے خیال مین آج کے ہندوستانی گاون کی تصویر دے گا" (۳)
مطلبی کے کارنامے کی اس وجہ سے خاص اہمیت ہو جاتی ہے - ایک طرف ان کے ذریعہ سے
اردو گیت کا رشتہ لوک گیت کی پرانی روایت سے استوار ہوتا ہے - دوسری طرف گیت کو کچھ نئے
موضوعات ملتے ہین اور ان کے امکانات مین اضافہ ہوتا ہے - تیسری طرف عوامی زبان کی طاقت اور
گرمی عوامی الفاظ کے ذریعہ سے گیتون کی دھیمی اور نرم لے مین ایک جاندار کیفیت پیدا کرتی
ہے -

عرش ملسیانی

بال مکند عرش ملسیانی ۱۹۰۸ع مین ضلع جالندھر مین پیدا ہوئے -غزل اور نظم دونون

---

(۱) مطلبی فرید آبادی - ھیّا ھیّا - ص ۱۸

(۲) مطلبی فرید آبادی -ھیّا ھیّا - ص ۱۹

(۳) ساغر نظامی - ایشیا جنوری فروری ۱۹۴۰ ص ۱۷

کی طرف متوجہ ہوئے کلام کے مجموعے ہفت رنگ اور جنگ آہنگ کے نام سے شائع ہو چکے ہین - ان کے اٹھائیس گیت مجھے ملے ہین - عرش کے گیتون مین موضوعات کے اعتبار سے خاصا تنوع ہے - انہون نے بوہ - ملن - دیوالی - حبّ وطن کو اپنے گیتون کا موضوع بنایا ہے - وہ دولت کی غلط تقسیم غریبی کی بد حالی کا نقشہ - معاشرتی بد نظمی - فلسفۂ زندگی کو نہایت سادہ اور پر اثر اور عام فہم انداز مین گیتون مین سموتے ہین -

اندھا جگ کا نیارے منوا اندھا جگ کا نیائے
سونے چاندی کی پوجا مین اندھے ہین بھگوان
ان کی نگری مین ہوتا ہے نردھن کا ایمان
ہم سے سہا نہ جائے رے منوا اندھا جگ کا نیائے -
دھرم کے پلّے ہار ہے لسذن پاپ کے پلے جیت
گن والون کو کوئی نہ پوچھے پش مورکھ کا میت
ہم سے سہا نہ جائے رے منوا اندھا جگ کا نیا (۱)

ہل چلانے والون کے لئے بھی انہون نے گیت لکھے ہین -

چل میرے گورے چل چل چل (۲)

ساون اور نسبت کے مناظر انہین کے الفاظ مین دیکھئے -

---

(۱) عرش ملسیانی - ہفت رنگ ص ۱۸۲

(۲)عرش ملسیانی - ہفت رنگ ص ۱۷۸

پھولون کے ھین سندر گہنے
ھری ھری سرسون نے پہنے
پیلے پیلے تاج
آئے ھین رتو راج (۱)

بحری کو ندی با ور آئین
چھم چھم چھم چھم مینہ برسائین
کویل اور پپیہا گائین شور مچائین مور سکھی ری
آئی گھٹا گھنگھور (۲)

دوالی کی تصویر اس طرح کھینچتے ھین —

گھر گھر دیپ جلے دیوالی آئی
رجنی روپ دوس سم سو ھے
پورنیما کو اماوس موھے
دن کو رین چھلے دوالی آئی
گھر گھر دیپ جلے دو الی آئی (۳)

---

(۱) عرش ملسیانی - چنگ و آھنگ ص ۲۳۶
(۲) عرش ملسیانی - چنگ و آھنگ ص ۲۳۲
(۳) عرش ملسیانی - چنگ و آھنگ ص ۲۳۹

گیت کے عام موضوع ہرہ اور ملن پر جب وہ قلم اٹھاتے ھین تو پر اثر فضا پیدا کر دیتے ھین -

آہ بھرت ھون ھر کروٹ پر

چونکہ پڑت ھون ھر آھٹ پر

روپ اپنا دکھائے   پیا نہین آئے

سبح سنگار نہ بھائے (۱)

ان کے گیتون پر ھندی کی چھاپ بہت گہری ھے -

سبھ وجے مہا در شائے

سیتا رام لکھن گھر آئے

. . . .

رضی روپ دوس سم سو ھے

پورنیما کو اماوس موھے (۲)

بھاشا کے الفاظ کی کثرت کے باوجود یہ الفاظ کھٹکتے نہین ھین -

چنتا - د بدھا - شنکا - کلیین اس پہ پکارون ساجن ساجن

ساجن من سے دور ہواجے   من ساجن کا ڈیرا -

دیپک جگ مین کرے اجالا دیپک تلے اندھیرا (۳)

---

(۱) عرش ملسیانی - چنگ و آھنگ ص ۲۳۰

(۲) عرش ملسیانی - چنگ و آھنگ ص ۲۳۹

(۳)

عام طور پر انہوں نے صاف ستھری زبان مین گیت لکھے ھین جن مین صوتی آھنگ کے ذریعے جھنکار پیدا کی گئی ھے -

جھنک جھنا جھن چھن چھن سنکر
جھوما سب سنسار آھا (۱)

تھرک تھرک لچکائی کمریا
مٹک مٹک مٹکائی نجریا (۲)

عرش نے خاص تعداد مین اچھے گیت لکھے ھین - موضوعات مین تنوع بھی ھے لیکن گہرائی نہین - ھندی کی چھاپ زبان پر بہت گہری ھے - بعض اوقات سنسکرت کے ایسے الفاظ جو عام فہم نہین ھین گیت کو مشکل بنا دیتے ھین اس سے گیت کا اثر کم ھو جاتا ھے - عرش چونکہ ایک قادرالکلام شاعر ھین اس لئے گیت بھی اچھے لکھ لیتے ھین لیکن ان کے گیتون مین کوئی انفرادیت کوئی نئی آواز نہین ھے -

---

(۱) عرش ملسیانی هفت رنگ ص ۲۲۵

(۲) عرش ملسانی - چنگ و آھنگ ص ۲۲۵

مقبول احمد پوری

سید مقبول احمد پوری ۱۹۱۰ مین احمد پور مین پیدا ہوئے -عربی فارسی کے علاوہ ہندی اور سنسکرت بھی پڑھی -شاعری کا آغاز غزل سے ہوا لیکن گیتون نظمون اور دوھون کو اپنا خاص میدان بنایا -کلام مختلف رسائل مین چھپا لیکن مجموعہ کلام ابھی تک شائع نہین ہو سکا —

مقبول نے گیت پر خاص توجہ کی ہے -اسی وجہ سے وہ تمام شعرا٫ مین ممتاز ہین -عام طور پر اردو شعرا٫ نے منہ کا مزہ بدلنے کے لئے گیت لکھے ہین -اندر جیت شرما کے سوا کوئی بھی ایسا شاعر نظر نہین آتا جس کے کلام مین گیتون کی اہمیت سب سے زیادہ ہو -حفیظ اور میراجی کو گیت کے سلسلے مین ممتاز حیثیت حاصل ہے لیکن حفیظ مترنم نظمون کے شاعر پہلے ہین اور گیت کار بعد مین -میراجی نے خاصی تعداد مین اچھے گیت لکھے ہین لیکن میراجی کا خاص میدان آزاد نظم ہے لیکن مقبول پہلے گیت کار ہین اور بعد مین غزل گو اور نظم نگار -

مقبول نے گیت کو اس دور مین قابل قدر سمجھا جب اردو مین لوگ گیت کا نام سنکر چونک اٹھتے تھے -کچھ لوگون کا خیال تو یہ تھا کہ گیت ہندی کی صنف ہے اور اردو مین گیت لکھے ہی نہین جا سکتے -پھر بھی زمانے کا رنگ دیکھتے ہوئے گیتون کو اردو رسائل مین جگہ مل جاتی تھی - مقبول کا مندرجہ ذیل گیت جب ادب لطیف مین شائع ہوا -

نہا شیام دیا جوبن کا دھیما
ٹوک ٹوک جیہ کٹے پپیہا
بھر آنکھی جل پئے پپیہا
شیام کو جیون دئے پپیہا

پریتم رت پھر جئے پپیہا   بنا شیام دیا جوبن کا دھیما (۱)

تو ایڈیٹر نے فٹ نوٹ مین یہ معذرت کی تھی -

" یہ نظم ہندی جذبات کی جیتی جاگتی تصویر ہے پہلا حصہ و اسوخت کا رنگ
لئے ہے دوسرا حصہ غم مجسم بظاہر اردو رسائل مین اس قسم کی نظمین نہ
شائع ہونی چاہئے لیکن ان کی اشاعت گاہے بگاہے خلاف مصلحت نہین "

ایسے دور مین جبکہ ایڈیٹرون کو بھی یہ خوف رہتا تھا کہ کہین لوگ ہندی جذبات سے مملو نظمون اور گیتون کو اردو رسائل مین جگہ دینے پر اعتراض نہ کرین مقبول نے اس معاملے مین ہمت دکھائی - مقبول نے گیت کی روح کو سمجھا ہے اسکی گہرائیون مین اتر کے اسکے مزاج کو اپنے مزاج مین ضم کرکے حسین دلکش پر اثر اور مترنم گیت لکھے ہین -

مقبول کے گیتون کے موضوعات مین تنوع ہے - ان مین بھگتی برہ - ملن - فلسفہ محبت - حب وطن کو خاص طور پر موضوع بنایا ہے -

مقبول بھگتی تحریک سے خاصے متاثر ہین اس لئے ان کے گیتون مین زیادہ تعداد ایسے گیتون کی ہے جن مین بھگتی تحریک کے اثرات نمایان ہین -

گھٹا برہ کی چھائی من مین گھور گرج نہ بھائے
آدھی برکھا بیت گئی پر شیام نہ ابتک آئے
جیہہ للچاوے مور سکھی برکھارت دھوم مچائے
لگی برہ کی آگ بدن مین نینان برس آئے (۲)

---

(۱) مقبول احمد پوری - ادب لطیف ستمبر ۱۹۳۶ - ص ۱۴

(۲) مقبول ادبی دنیا لاہور اکتوبر ۳۲ ص ۲۱۶

مو سے چھپا نہ بھید برھمن

ھین تو بدیس سکھی سکھ نندن

بولا نہین تیرے بھاگ مین گرھن

شیام گئے ھری دیس براجن

ھوئے بدیسی اے سندر موھن (۱)

وشنو سے عقیدت کا اظہار کرتے ھوئے بھی انھون نے ایک گیت لکھا ھے -

اگر کی خوشبو بنی ھوئی تھی پیارا سپنا وشنو جی کا

اس میرے سپنے کا کوئی بال نہ کر سکتا تھا بیکا

گونج رھا تھا ابتک کانون مین وہ پچھلی رات کا گانا (۲)

مقبول نے ھندو دیو مالا کے علاوہ اسلامی شخصیتون کو بھی گیتون مین جگہ دی ھے - وشنو اور کرشن کے پہلو بہ پہلو علی اور حسین بھی ھین

انگ مین آگ سلگتی دکھ کی -روم روم بے چین

گھل گیو جیون -نیر بھیو من -ڈوب گئے دو نین

سانس کی بیکل ایری پھیری ائے حسین حسین (۳)

آئے ھین جیسے باغ مین موھن پھول رھی ھے کلی کلی

کوئی کلی ھری نام پکارے کوئی سمرے علی علی

رات گذر گئی پریت کے دکھ مین بھور بھئی کچھ ڈھلی ڈھلی (۴)

---

(۱) ایک رنگ دو روپ مقبول ادب لطیف -ص۱۴ ستمبر ۱۹۳۶

(۲) وشنو جی مقبول احمد پوری ادبی دنیا ص۲۲ مئی ۴۱

(۳) مقبول ادبی دنیا ص ۱۲ فروری ۱۹۴۱

(۴) مقبول ادبی دنیا ص ۱۴ جنوری ۱۹۴۳

محبت زندگی ھے اور جی کا جنجال بھی محبت کے یہ دونون فلسفے ان کے گیتون مین بیان ہوئے ھین -

پریت ھے پونجی اس جیون کی

پریت سے شوبھا ھے تن من کی

پریت کا سب سنسار سکھی ری

پریت کا دکھ ھے اپار (۱)

عشق اور الفت کا سب گانا ھے جی کا جنجال رے پربھی

دیکھ دیکھ وہ آگ لگی ھے دوڑ کے پانی ڈال رے پربھی

ھانپ ھانپ کے آگے بڑھ جا ھے یہ سمے انمول رے پربھی

تورے تن مین لاگا روگ رے پربھی من کی آنکھین کھول (۲)

مقبول کے گیتون مین حب وطن کے جذبات بھی امڈتے ھین وہ آزادی کی پر امید فضا کے منتظر ھین - فضا کے نکھار اور شعور کی بیداری کو دیکھ کر وہ منگل گان گا اٹھتے ھین -

دیش کا کن کن آنکھین پھاڑے

آزادی کی راہ کو تاکے

ہو کے مگن آنند کا منگل گاتی ھین آشائین من کی

ڈول رھی ھے پھر آنکھون مین موھنی مورت من موھن کی (۳)

---

(۱) مقبول   ادب لطیف ص ۴۵ نومبر ۱۹۲۸

(۲) مقبول   ادب لطیف ص ۲۸ مئی ۱۹۳۷

(۳) منگل گان مقبول زمانہ ص ۱۱۹ نومبر ۱۹۴۲

تقسیم هند مین لوگ بے گھر اور دانہ دانہ کو محتاج ہو گئے لیکن دیش کے نیتاؤن اور قومی لیڈرون کے کان پر جون بھی نہین رینگی مقبول نے ان قومی رہنماؤن پر اپنے طنز کے تیرون سے وار کیا ہے -

بے گھر بار ہین کتنے مہاجر

تجے ہوئے سکھ ساج جگت کے

موت سے پہلے ہی جیون مین

ان کو قیامت ہے یا ہے

کانپ رہا ہے برہمانڈ کراہ سے

سہہ نہین سکتا ان کی کلپن

کیا اب بھی کچھ اثر لیگا سکھ بھوگی نیتاؤن کا من (۱)

ہندوستان کو دو حصون مین تقسیم کر دیا گیا - اپنے پرائے ہو گئے - عزیز دوست ہمدرد اور غمخوار بچھڑ گئے - ہند کی عظمت کا نشان ہمالہ خاموشی سے یہ سوانگ دیکھ رہا ہے - وہی فضا ہے وہی حسن اور وہی رونق لیکن سب بے معنی کیونکہ اپنے بدیسی ہو چکے ہین -

کھڑا ہوا ہے اب بھی ہمالہ دیکھ رہا ہے سوانگ جگت کے

ندیان اب بھی سنگار کئے ہین دیس کا چاندی کی ریکھا سے

گنگ و جمن کی لہرون سے بھی اپنا منہ سب موڑ چکے

جو اپنے تھے بنے بدیسی ہم سے ناطہ توڑ چکے (۲)

---

(۱) مقبول ادب لطیف ص ۹۱ سالنامہ ۱۹۴۹

(۲) مقبول اردو ادب کے آٹھ سال

تقسیم ہند کے وقت جو مظالم ہوئے ہین وہ ان سے کانپ اٹھے ہین - تڑپتے ہین لیکن کچھ نہین کر سکتے اپنی اس بے بسی کو اس گیت مین ڈھالا ہے -

وہ گیت کہان سے لاون

جو بھاوناؤن کی ہلچل سے

تڑپائے اور رلائے

روٹھون کو پھر سے منائے

کیا ان بن تھی سمجھائے

وہ گیت کہان سے لاؤن (۱)

مقبول ہندی اور سنسکرت زبانون سے اچھی طرح واقف ہین اس لئے وہ ہندی الفاظ کی روح کو سمجھتے ہین اور ان کے مزاج کو پہچانتے ہین - اپنے گیتون مین انہون نے ہندی کے کومل - شیرین اور لوچ دار الفاظ کا استعمال خوبصورتی سے کیا ہے ان کے گیتون کی زبان برج سے زیادہ قریب ہے - لوک پر گیتون کے اثرات بھی واضح ہین -

پریت ہے پونجی اس جیون کی

پریت سے شوبھا تن من کی

پریت کا سب سنسار سکھی ری

پریت کا دکھ ہے اپار (۲)

سندر مکھ ہے پریم ٹھکانا

---

(۱) مقبول احمد پوری - اردو کاویہ کی ایک نئی دھارا - ص ۱۷۰ اپیندر ناتھ اشک

(۲) مقبول ادب لطیف ص ۴۵ نومبر ۱۹۳۸

مین نے سکھی جگ مین پہچانا　　ہے سکھ ناشی لگن لگانا

دور سکھی ری نین ملانا　　سنگ پیا کے کبھی نہ جانا

سندر مکھ ہے پریم ٹھکانا (۱)

یہ چند گیت موضوع اور اسلوب دونون کے اعتبار سے روایتی ہین -

پانی بھرن کو جاو کیسے　　چھیڑ کرے گرد ھاری

کیسر رنگ بھرے گا گر مین　　ٹھاڑ لئے پچکاری

پانی بھرن کو جاون کیسے (۲)

آوازون کی مناسبت سے حروف کا استعمال ایک حرف کی تکرار سے انہون نے گیت کی موسیقیت مین اضافہ کیا ہے -

چھمک چھمک چل چھپ دکھلائے پتھر کو نرمائے

سکھ آنند سمے سمپورن پھر یہ سمے دکھلائی

پھولی سرسون آئی ہو لی رنگ نسبستی چھائے (۳)

ڈول رہی ہے پھر آنکھون مین موھنی مورت من موھن کی (۴)

آوازون کی مناسبت سے الفاظ کا استعمال قاری کے ذ ھن مین ایک گونج پیدا کرتا ہے

کھڑک رہا تھا طبلہ مردنگ دھمکتے دھنا دھنا دھن

ٹھنک مجیرون کی بھی سن پڑتی تھی باھو سے تنک تن (۵)

---

(۱) مقبول ادبی دنیا ص ۸۱۸ نومبر ۱۹۳۰

(۲) مقبول ساقی مارچ ۱۹۳۴
(۳) مقبول - انتخاب جدید
(۴) مقبول زمانہ ص ۱۹۹ نومبر ۱۹۴۲

(۵) وشنو جی مقبول ادبی دنیا ص ۴۲ مئی ۱۹۴۱

مقبول کے گیتون مین ٹیپ کے بند کچھ طویل ہو گئے ہین گویہ موسیقیت مین کوئی رخنہ نہین ڈالتے لیکن مختصر ٹیپ گیت مین چار چاند لگا دیتی ہے -اور موسیقیت کو دو چند کرتی ہے مقبول کے گیتون مین ٹیپ کے بند موسیقیت مین اضافہ نہین کرتے -

انکھیان نہ دیکھین پریت کی آگ کو تن من سب جل جاتا ہے -(۱)

دیکھون کیسے نہ ہوگا بیکل سکھ بھوگی نیتاؤن کا من - (۲)

تورے تن مین لاگا روگ رے پریمی من کی آنکھین کھول (۳)

ڈول رہی ہے پھر آنکھون مین موہنی مورت من موہن کی (۴)

گونج رہا ہے ابتک کانون مین وہ پچھلی رات کا گانا (۵)

مقبول نے ایک غزل مین ہندی الفاظ اور ہندو دیو مالا کا استعمال کرکے اسکوگیت کا نام دے دیا ہے حالانکہ گیت کے لئے صرف ہندی زبان اور ہندو دیومالا کا ہونا ضروری نہین ہے گیت فارسی آمیز زبان مین بھی لکھے جاتے ہین صرف زبان کے اعتبار سے اصناف سخن کو تقسیم کرنا درست نہین ہے کیونکہ ہر صنف کا اپنا فارم ہوتا ہے ان کی یہ غزل جسکو انہون نے گیت کا عنوان دیا ہے فارم کے اعتبار سے غزل ہے ہندی الفاظ اور ہندو دیو مالا کا استعمال اسکو گیت نہین بنا سکا -

نرجن مین بھٹکتا ہون ترشنا لئے بیکل

اور سکھ کا سدھارس ترا انگنائی پہ برسے

---

(۱) مقبول ادبی دنیا ص ۴۸ جون ۱۹۴۵

(۲) مقبول احمد پوری ادب لطیف ص۹۰ سالنامہ ۱۹۴۹

(۳) مقبول ادب لطیف ص ۲۸ مئی ۱۹۳۷

(۴) منگل گان مقبول زمانہ ص۱۹۹ نومبر ۱۹۴۲

(۵) وشنو جی مقبول دنیا ص۴۲ مئی ۱۹۴۱

چھپ تیری ان آنکھون مین مری ایسی کبھی ھے

جھانکی کے لئے جسکی سدا اندف بھی تو سے

یه غزل جسکو مقبول گیت کہتے ھین قطب شاھی دور کی غزلون سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ھے ان مین بھی ھندی الفاظ ھندی فضا اور ھندوستانی مزاج کے درشن ھوتے ھین -

انہون نے جو حمد لکھی ھے اسمین اقبالیت کا پر تو ھے اس کی زبان فارسی ھے لیکن اسلوب گیت کا ھی ھے -

نزالتفات "نے" ھے مرے تن کی "نے" نوازی

مرےجسم و جان مین تجھ سے ھے وفورلحسن سازی

مرے نے نوازسن لے

مری آرزو دعاً ھے - (۱)

مقبول نے انگریزی اور فارسی غزل اور نظم کے خیالات سے بھی استفادہ کیا ھے -لیکن ان کا اپنا اسلوب اور انداز بیان صاف طور پر نمایان ھے -انہون نے ورڈ سورتھ کی نظم (۲) اور حافظ کی مشہور غزل(۳) سے خیالات اخذ کئے ھین اور انھین اپنی زبان اور اپنے مزاج مین سمو کر پیش کیا ھے- مقبول ھندوستانی مزاج مین اس حد تک ڈوب گئے ھین که گیت کے علاوہ بھی وہ جس چیز مین طبع آزمائی کرتے ھین تو اسی اسلوب کو اھمیت دیتے ھین -حافظ کی اس دلکش غزل کے خیالات کو انہون نے خوبصورتی سے اپنا کر ھندوستانی مزاج ھندوستانی زبان اور ھند و دیو مالا کے قالب مین ڈھالا ھے اس سے ظاھر ھوتا ھے که یه انداز ان کے مزاج مین آج بس گیا تھا -

---

(۱) مقبول احمد پوری سویرا ص ۳۴۸ نیا ادارہ لاھور

(۲) Ode on Intimation of imotality from recollection of Early Child, Rood"W.Wordsworth

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا　　بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارارا -
من آزان حسن روز امزون که یوسف داشت دانستم　که عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

نیهه نگر کے موهن پیارے اب جو کہین مل جائین گے　ان کے کومل چرنون پر بنگاله دیس چڑھائین گے
سندر مکھڑے والے کنھیا کی سندرتا کو سمجھا　برج دیش کی بیاکل رادھا کو وہ پل مین رجھائین گے

میدان پربت ڈھال پہاڑی　　لٹے تھے پہلے ھلکی ھلکی
بہتے چشمے جنگل جھاڑی　　جنّت کے سے نور کی جھلکی
ندّی نالے - جھیلین پیاری　　اب نہ رهی ان مین وہ شوبھا
جیسے پگھلی چاندی جاری　　دکھین وہ جیسے خواب کی دنیا

مقبول کے گیت موضوع اور انداز بیان دونون لحاظ سے گیتون کا ایک بلند معیار پیش کرتے هین وہ گیت کی فضا مین کلیتاً ڈوب گئے هین - اس کی روح مین اتر گئے هین اور اسکے مزاج سے بہت اچھی طرح واقف هو گئے هین - ان کا شمار اردو کے بہترین گیت کارون مین کیا جا سکتا ھے -

اندر جیت شرما -

اندر جیت شرما کے گیت ادبی حلقون مین بیسوین صدی کی دوسری اور تیسری دهائی مین مقبول هوئے اندر جیت شرما همارے ان شعراء مین سے هین جنهون نے صرف اپنے گیتون هی کی وجه سے مقبولیت حاصل کی ھے - انهون نے چند نظمین اور رباعیان بھی لکھی هین جن کی اهمیت بہت کم ھے - ان کے کلام کا مجموعه جلوہ زار شائع هو چکا ھے -

اندر جیت شرما ان شعراء مین سے هین جنهون نے صرف تفنّن طبع یا منه کا مزہ بدلنے

کے لئے گیت نہین لکھے - بلکہ گیت پر خاص توجہ کی ہے - اس حیثیت سے ان کی اہمیت مسلّم ہے - جلوہ زار اور ادبی دنیا کے مختلف پرچون سے جو گیت مجھے دستیاب ہوئے ہین ان کی تعداد کل اٹھارہ ہے جہان تک زبان کی سلاست اور نغمگی کا تعلق ہے ان کے گیتون کا شمار اچھے گیتون مین ہوتا ہے -

مشرق کی ازلی ابدا ٔپسندی کے زیر اثر گیتون کا خاص موضوع برہ ہی رہا ہے - اندر جیت شرما کے بیشتر گیتون مین برہ کی تڑپ ہی ابھری ہے

پیا بنے چت چور
سکھی ری پیا ہے چت چور

پیا ملن کو جیورا ترسے
کیسے نکلون باھر گھر سے
بجلی چمکے پانی برسے

چھائی گھٹا گھنگھور
سکھی ری پیا بنے چت چور

مگر کہین کہین ملن کا پہلو بھی ملتا ہے

ھردے بیچ مسکائے
سکھی کوئی ھردے بیچ مسکائے

من مندر مین آکر بیٹھا
روپ انوپ سجا کر بیٹھا
سندر چھبی دکھلائے (۲)

---

(۱) اندر جیت شرما - ادبی دنیا جون -۱۹۳٦ ص ۱۳۴

(۲) اندر جیت شرما - ادبی دنیا مئی ۱۹۳۴ -ص ۱۵

ان کے گیتون مین نہ صرف عشق مجازی بلکہ عشق حقیقی کا رنگ بھی ملتا ہے -انہون نے کبیر کی طرح خود کو عورت اور معشوق حقیقی کو مرد تصور کیا ہے -میرا کی طرح ان کا پریتم بانسری بجانے اور رچھانے والا کنہیا نہین بلکہ "نرگن" ہے جو ہر جگہ ہے ذرہ ذرہ مین جسکا وجود ہے لیکن کسی کو نظر نہین آتا -اگیان ہونے کی وجہ سے کبھی پھولون کے رنگ پر اسکا شبہ ہوتا ہے کبھی بھونرے کی تان مین اسکی آواز سنائی دیتی ہے -کبھی "کلیون کی آن" اور "نرگس کے دھیان" مین تلاش کیا جاتا ہے لیکن پہاڑون جنگلون مین ڈھونڈے پر بھی اسکا وجود نہین ملتا -

"پریتم کو ڈھونڈنے

مین تو سکھی آج گئی پریتم کو ڈھونڈنے

پھولون کے رنگ مین

جل کی ترنگ مین

کرنون کی جنگ مین

پریتم کو ڈھونڈنے

مین تو سکھی آج گئی پریتم کو ڈھونڈنے (۱)

کبھی وہ فلسفہ عشق اور حیات و کائنات کے مسائل پر بھی قلم اٹھاتے ہین ان کا خیال ہے کہ دنیا کی ہر شے کی بنیاد عشق پر ہے -محبت خلوص اور پریم سے ہی نظام قدرت قائم ہے محبت کا یہ نازک سا رشتہ اگر فنا ہو جائے تو کائنات کے ذرہ ذرہ مین انتشار پیدا ہو جائے ہر چیز درہم برہم ہو جائے -

پتہ پتہ مین کن کن مین بندھی پریم کی ڈور

پریم کے کارن گھوم رہے ہین تارا گن چھون اور

---

(۱) اندرجیت سالنامہ ادبی دنیا ۱۹۳۷ ص ۱۶۳

پریم ہے سکھ کا ساگر پربھی سکھ کی نندرا سوئے

پریم کو تج کر کیون رے مورکھ اپنا جیون کھوئے (۱)

شاعر چونکہ اپنے دور کی آواز ہوتا ہے اس لئے وہ سیاسی اور سماجی مسایل سے دامن نہین بچا سکتا۔ اندر جیت شرما کے زیادہ تر گیتون کا موضوع عشق ہے - یہ عشق مجازی بھی ہے اور حقیقی بھی -لیکن اس کے علاوہ وہ اپنے گردو پیش سیاسی ابتری اور انتشار کی طرف بھی اشارہ کرتے ہین -باھمی پھوٹ اور آپس کی دشمنی کی وجہ سے انگریزون کی بن آئی تو ہندوستان کے پاس آنسو بہانے اور کف افسوس ملنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہین رہا -انہون نے بڑے لطیف انداز سے اس طرف توجہ دلائی ہے۔

پریم ہے سکھ کا ساگر پربھی سکھ کی نندرا سوئے

پریم کی شکتی کھو کر پربھی بیٹھا بیٹھا روئے (۲)

وہ سماج کی بے بنیاد کھوکھلی روایتون اور رسم و رواج کی طرف بھی اشارہ کرتے ہین -جھوٹی دنیا کے جھوٹے بندھن سماج مین کچھ اسطرح رچ بس گئے ہین کہ ان سے دامن بچانا مشکل ہو گیا ہے۔

رشتے ناتے جھوٹ کے بندھن ہین جی کا جنجال

جھوٹ کا چارون اور جگت مین پھیلا ہے اک جال

پیارے جھوٹا سے سنسار

جھوٹی دنیا جھوٹا کھیوٹ جھوٹے ہین تیوار

بھو ساگر مین آن پھنسے ہین کون اتارے پار (۳)

---

(۱) اندر جیت شرما - ادبی دنیا جنوری ۱۹۳۷ -ص ۲۸۳

(۲) اندر جیت شرما - ادبی دنیا جنوری ۱۹۳۷ ص ۲۸۳

(۳) اندر جیت شرما - ادبی دنیا اپریل ۱۹۳٦ ص ۱۷

ان کی زبان گیت کی نرم اور شیرین زبان ہے جس مین ہندی کے الفاظ سلیقے سے استعمال کئے گئے ہین - ان الفاظ کا صوتی حسن فوراً اپنی طرف متوجه کر لیتا ہے - الفاظ کی تکرار سے لطف مین اضافه ہوتا ہے -

دو متوالے جھوم جھوم کر
ٹہنی ٹہنی گھوم گھوم کر
کلیون کا منه چوم چوم کر (١)

جھوم جھوم گھوم گھوم اور چوم چوم کے ذریعے کیفیت پیدا کی گئی ہے ٹیپ کے مصرعے کے ذریعے بھی ترنم کو ابھارا گیا ہے -

پیا ہے چت چور
سکھی ری پیا بنے چت چور
پیا ملن کو جیورا ترسے
کیسے نکلون باہر گھر سے
بجلی چمکے پانی برسے
چھائی گھٹا گھنگھور
سکھی ری پیا بنے چت چور (٢)

یہان ایک طرف لے ہے تو دوسری طرف جذبے کی اٹھان اور کیفیت کی پوری گہرائی ٹیپ مین سموئی ہوئی ہے - جب گانے والا لوٹ کر اس مصرع پر آتا ہے تو کیفیت دو چند ہوتی ہے -

اندر جیت شرما نے گیت کی مقبولیت مین نمایان حصه لیا ہے - ان کے گیتون کا اختصار نغمگی

---

(١) اندر جیت شرما - ادبی دنیا مئی ١٩٣٨ ص ٢٣

اور سلاست امتیازی درج کی حامل ھین - یه گیت سکھی گیتون کا نمونه ھین - اس دور مین اگرچه دوسرے شعرا نے بھی گیت لکھے ھین مگر مقبول احمد پوری اور اندر جیت شرما ھی اس لحاظ سے فوقیت رکھتے ھین که ان کے شعری سرمایے مین گیت دوسرے اصناف سے زیاده اھمیت کے حامل ھین - انھین گیتون کی وجه سے شاعری کی محفل مین ان کا نام عزت سے لیا جاتا ھے -

عشرت رحمانی

عشرت رحمانی کا تعلق آل انڈیا ریڈیو سے تھا - تقسیم ھند کے بعد وه پاکستان چلے گئے - آپ نے ڈرامے - افسانے - ناول - نظمین اور گیت لکھے ھین - اردو ڈرامه پر آپ نے خاصه کام کیا ھے - آغا حشر کے کئی ڈرامے مرتب کئے ھین - آپکے ڈرامے دکھیا سنسار انوکھا سنسار اور شاھجہان شائع هو چکے ھین - "اردو ڈرامه تاریخ و تنقید" بھی شائع هو چکی ھے - آپ نے چونسٹھ گیت لکھے ھین جو "تیرے گیت" مین شامل ھین -

عشرت رحمانی کے گیتون مین زیاده تعداد ایسے گیتون کی ھے جس مین حسن و عشق کے افسانے نظم ھوئے ھین -

یه سپنون مین کون آیا

کومل نازک اور شرمیلا

دھیرے دھیرے پگ یون دھرتا

ڈولے ھونا جیسے ھٹیلا

نینون سے وه من کو ھرتا (۱)

---

(۱) عشرت رحمانی - تیرے گیت - ص ٦۸ ساقی بکڈپو دھلی -

چند گیت نسبت اور بہار کو موضوع بنا کر بھی لکھے ھین -

رتو بسبت بھرے

مست بہار

سکھ آنند کی

ھے تیاری

منگل گاؤ

کشٹ بھلاؤ

چنتا بھی مٹ جائے ساری

رتو نسبت بھرے مست بہاری (١)

پنچھی ناچین شور مچائین

خوش ھو مدھر ترانے گائین

کیا کیا رنگ بہار یہ لائی

رت آنند کی آئی

کلیان کھلین جوانی آئی -

پتہ پتہ مست مگن ھے

رنگین اتسو چمن چمن ھے

کونے کونے بجے بدھائی

کیا آنند مہورت آئی

کلیان کھلین جوانی آئی (٢)

٥

---

(١) عشرت رحمانی - تیورے گیت ص ١٤

(٢) عشرت رحمانی - تیورے گیت ص ٢٠

حبِّ وطن کے جذبات بھی عشرت رحمانی کے گیتوں مین ملتے ھین -

دیس کا راگ سہانا ساتھی (١)

معاشرتی نظام کے خلاف بغاوت بھی ھے - ایک طوائف کے جذبات ملاحظہ ھون

دنیا مجھکو پاپی سمجھے

پاپی ھے یہ سماج

اس تو بھی نے جال بچھا کر

موہ لی میری لاج

ود روھی سنسار کو اب مین

تگنی کا ناچ نچاؤن گی

ناچون گی ناچون گی

مین ناچون گی اور گاون گی (٢)

انہون نے بھجن بھی لکھے ھین -

کاھے من ریجھا چھپ پر رام

کاھے من ریجھا

رٹون سدا پریتم کا نام

پریت نے من مین کیو بسرام

کیو انت ھے کیا انجام کاھے من ریجھا چھپ پر رام (٣)

مورکھ من کو نہین کچھ کام

---

(١) عشرت رحمانی - تیور گیت - ص ٦٠

(٢) عشرت رحمانی - تیور گیت - ص ٦٣

(٣) عشرت رحمانی - تیور گیت - ص ٣٥

چند گیت کبیر کے کلام کا چربہ معلوم ہوتے ہین —

جیسے اگن چکمک مین بیاپے

پھولون مین باس

گگن مین تارے

من مین بسے پیا ہمارے (۱)

اب کبیر کا دوھا پڑھئے —

جیون تل ماھی تیل ھے جیون چکمک مین آگ

تیرا سائین تجھ مین ھے جاگ سکے تو جاگ (۲)

عشرت رحمانی کے گیتون پر ہندی کی چھاپ بہت گہری ھے - بعض اوقات وہ سنسکرت کے ایسے الفاظ استعمال کرتے ھین جو عام فہم نہین ہوتے - مثلاً

تم اودیت برھم

ھم برھمن

بیاپ رھے تم

سب بستی اور بن

رین دوس ھم کرتے پوجن

تم اودیت برھم

ھم برھمن (۳)

تم بن ھیہ جس دیپ برسے

سگرے جگت سے

بندھن توڑا

---

(۱) عشرت رحمانی - نیوے گیت - ص ۱۹

(۲) कबीर दोहा, कबीर ग्रन्थावली, पृष्ठ 23, नागरी प्रचारिणी सभा काशी

(۳) عشرت رحمانی - نیوے گیت - ص ۴۳

بوڑھا بیوگ سے ناتا جوڑا

جیھ توجو سے مدا گھاؤ ہرے

تم بن ہیہ جس دیپ بڑے (١)

ان گیتون مین استعمال کئے گئے سنسکرت کے الفاظ سے گیتون کی موسیقیت مین کوئی رخنہ نہین پڑتا لیکن یہ گیت گیت عام فہم نہین ہین اس لئے پر اثر بھی نہین ہو سکتے - سادگی اور اثر انگیزی گیت کی خصوصیات ہین جو ان گیتون مین نہین ملتین ہان ان کے کچھ ایسے گیت بھی ہین جو سادہ عام فہم زبان مین لکھے گئے ہین -

تارون نے ساز ملائے تھے

کچھ ناچے اور کچھ گائے تھے

آکاش بنا تھا میخانہ

تھا دور مین چاند کا پیمانہ

تم نے اک جام اٹھایا تھا

وہ گیت جو مین نے گایا تھا - (٢)

یہ سپنون مین کون آیا

آنکھون مین لیکر مدھ کی پیالی

چال سے اپنی جادو جگاتا

ماتھے تارا ہونٹ ہلالی

---

(١) عشرت رحمانی - تیرے گیت - ص ٨

(٢) عشرت رحمانی - تیرے گیت ص ٤٣

سورگ لوک کے گیت سناتا (١)

یہ گیت موسیقیت سے پر اور دلکش ھین - ان مین سادگی بھی ھے اور روانی بھی -

عشرت رحمانی نے خاصی تعداد مین گیت لکھے ھین - ان کے یہ گیت کوئی نیا تجربہ پیش نہین کرتے لیکن اردو گیت کی تعداد مین ضرور اضافہ کرتے ھین وہ گیت کے مزاج سے اچھی طرح واقف نہین ھین اور صرف ھندی الفاظ کی بہتات اور سنسکرت کے الفاظ کی بھر مار کو ھی گیت مین ضروری سمجھتے ھین اسی لئے ان کے بیشتر گیت قارئین کو متاثر نہین کرتے - اس کے علاوہ عشرت نے نہایت سطحی جذبات و واردات کو اپنے گیت مین جگہ دی ھے جو دل پر گہرا نقش نہین چھوڑتے سلام مچھلی شہری کی طرح ان کے گیت بھی سطحی جذبات کے عکاس ھین جن مین گہرائی اور اثر انگیزی نہین ھے -

---

(١) عشرت رحمانی - تیرے گیت - ص ٦٨

میراجی اور ان کے معاصرین

محمد ثناءاللہ ڈار نام - میرا جی تخلص ۱۹۱۲ میں پیدا ہوئے - لاہور کے دوران قیام میں میراجی کی زندگی میں میرا سین (ایک بنگالی لڑکی) داخل ہوئی جس نے ان کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا اور وہ ثناءاللہ سے میراجی بن گئے - اس واقعہ کے بعد میراجی انٹرنس کا امتحان بھی پاس نہیں کر سکے مگر کتب بینی کا شوق برابر جاری رہا - حلقۂ ارباب ذوق میں دلچسپی لینا شروع کی - ادبی دنیا کے نائب مدیر رہے - ادبی دنیا سے علیحدہ ہو کر آل انڈیا ریڈیو میں ملازم ہو گئے میراجی نے گیت بھی آل انڈیا ریڈیو میں جاکر لکھنا شروع کئے - چند سال دہلی میں گزارنے کے بعد وہ بمبئی چلے گئے جہاں سے کچھ دن تک رسالہ خیال نکالا اور وہیں ۲/ نومبر ۱۹۴۹ کو اسپتال میں انتقال کر گئے -

میرا جی کے گیتوں کے دو مجموعے شائع ہوچکے ہیں "میرا جی کے گیت" اور "گیت ہی گیت" میرا جی کی نظمیں ان کی نظموں کا مجموعہ ہے - ایک اور مجموعہ "تین رنگ" کی اشاعت کا اعلان ہوا تھا مگر یہ شائع نہیں ہوا - ان کے گیتوں کی تعداد تقریباً ۱۰۰ سو ہے -

میرا جی کا شمار اردو کے باغی شعراء میں ہوتا ہے - انہوں نے اپنی منظومات کو موضوع اور تیکنیک دونوں کے لحاظ سے بالکل نئے انداز میں پیش کیا ہے - عام طور پر لوگ ان کو ابہام کا شکار اور جنسی پہلوؤں کو نظم کرنے والا شاعر کہہ دیتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ صرف ابہام اور جنسی پہلو ہی ان کی شاعری کا سرمایہ نہیں ہیں - وہ خود کہتے ہیں -

"محض جنسی پہلو ہی میری توجہ کا واحد مرکز نہیں ہے - جنسی فعل کو میں قدرت کی بڑی نعمت سمجھتا ہوں یہ ہماری زندگی کو ترقی کی راہ پر لگاتا ہے اور سکون بخشتا ہے مجھے ہمیشہ یہ بات ناگوار ہوتی ہے کہ ہماری مشرقی

تہذیب و تمدن نے آخر جنس کے گرد اسقدر آلودگی کیوں پھیلا رکھی ہے
اس لئے میرا ذہن ردّ عمل کے طور پر اس کائنات کی ہر بات کو جنس کے
روپ میں دیکھتا ہے " (۱)

سماج کی پابندیوں سے پیدا شدہ ردّ عمل اور اپنے جذبات کو آسودہ کرنے کے لئے انہوں نے ایک ذہنی دنیا بنائی جس کی وجہ سے ان کے کلام میں ابہام اور اشاریت آگئی - میرا جی کی زندگی میں ایک خلا تھا وہ اس کو نہیں پاسکے جس کو چاہتے تھے یہ ناآسودگی ان کے گیتوں میں نمایاں ہے - گیت چونکہ دلی جذبات کا اظہار ہے اس لئے اس میں نہ تو غزل کی طرح اشاروں کنایوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اور نہ ردیف قافیہ پر توجہ ہوتی ہے - میراجی کے گیتوں میں ان کے دل کی دھڑکنیں سنی جاسکتی ہیں کیونکہ ان میں نہ ابہام ہے اور نہ اشارے اور کنائے بلکہ نہایت سادگی اور صفائی سے دلی جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے - ابہام اور اشارے کنائے صرف آزاد نظم تک ہی محدود ہیں دوسرے شعری اصناف میں انہوں نے ایک حسّاس انسان کی حیثیت سے زندگی کی بہت سی تلخ حقیقتوں کو پیش کیا ہے -

ناآسودگی تڑپ اور کسک نہ صرف ان کی زندگی کا سرمایہ بن گئی تھیں بلکہ ان کے گیتوں میں بھی صاف طور پر جلوہ گر ہیں -

ہم دو پریت	ہم اور دیس	تم اور دیس
	کیا جتن کریں	کہو کیسے ملیں

---

(۱) میرا جی - دیباچہ میراجی کی نظمیں ص ۱۵ ساقی بک ڈپو دہلی

هم تم دونون انجان رهے
تم اور دیس هم اور دیس
کب ملنے مهت بهی جگ کی ریت سپنا اوت
دوری جیون جیون بندهن
سب گیانی اس کو مان رهے
بهی جگ کی ریت کب ملنے مهت (۱)

میرا جی کی زندگی کا بهر پور عکس ان کے انهین گیتون مین ملتا هے - دوری ان کے لئیے جان لیوا ثابت هوئی - کبهی وه اس دوری سے تڑپتے هین بیقرار هوتے هین اور کبهی خود هی مختلف مثالون سے اپنے دل کو سمجهانے کی کوشش کرتے هین -

پربت کو ایک نیلا بهید بتایا کس نے دوری نے
چاند ستارون سے دل کو برمایا کس نے دوری نے
مٹی اچهوتی انجانی لهرون کا ساگر نیارا هے
دور کهین بستی سے بن مین سونا مندر پیارا هے
قدم قدم پر جیون مین دوری نے روپ نکهارا هے (۲)

اس تڑپ کسک اور ناامیدی مین بهی انهین یه اطمینان هے که وه باوجود اس دوری کے اپنی محبوبه سے بہت قریب هین

تم هی هو اس دل کی ٹهنڈک چاهے تم هو کتنی دور (۳)

---

(۱) میرا جی - شاهراه شماره - ۱ - ص ۸۰ ساحر اور رام پرکاش اشک - حالی پبلشنگ هاؤس اردو بازار - دهلی
(۲) میرا جی شاهراه شماره - ۱ - ص ۷۹
(۳) میرا جی - گیت هی گیت ص ۱۸ ساقی بک ڈپو دهلی

ھار مین جو لطف ھے وہ جیت مین کہان اسی لئیے ان کی آرزو ھے کہ ان کی تمام آرزوئین یونہی تشنہ کام رھین -

سچ بات یہ ھے ھمین پریت نہین
جہان ھار نہین وھان جیت نہین (۱)

محبت مین مبتلا دل کی مختلف کیفیات ملاحظہ ھون

بادل آئین   برکھا لائین   آگ لگائین

ویسے پریت کے میٹھے برس مین سر بدلے جیون کا راگ
دھیمی دھیمی دھن کی لہرین اک پل مین بن جائین آگ
مورکھ من پر جادو کرکے پریت سنائے راگ نئیے
پریت دکھائے دیس نئیے (۲)

ساون کا موضوع لوک گیتون مین عام ھے - جھولے پڑتے ھین -پکوان پکائے جاتے ھین عورتین اپنے مائکے جاتی ھین -بھائی سسرال سے بہنون کو لینے آتے ھین -لوک گیتون کے اس موضوع سے متاثر ھوکر میرا جی نے بھی اس موضوع کو اپنایا ھے -

پھر ساون من بھاون آیا   آیا مورا پیو -آیا پیون مورا رے
پھر ساون من بھاون آیا   پل مین من بستی کو سجایا
ساون آیا ٹوٹا دکھ کا بندھن مورا رے - آیا پیون مورا رے

---

(۱) میرا جی - کچھ پرانے دھن کے گیت "گیت ھی گیت" ص ۴۵
(۲) میرا جی - میرا جی کے گیت - ص ۴۳ - مکتبہ اردو لاھور

ھنسی بہن بھائی سے مل کے　　اب دکھ دور ہوئے ھین دل کے

اب تو کوئی سوچ نہین اب ساون مورا رے

آیا میون مورا رے (۱)

میراجی کے گیت زیادہ تر فلسفہ عشق - فلسفہ کائنات اور فلسفۂ زندگی کے موضوعات سے متعلق ھین لیکن یہ موضوعات گیتون مین کھٹکتے نہین بلکہ سیدھے سادے ڈھنگ سے سہل زبان مین بیان ہوئے ھین اور کہین بھی اس کا شبہ نہین ہوتا کہ وہ فلسفہ بگھار رہے ھین

جیون کی گنگا ھے گہری

رنگ کی ھین بات اکہری

دیکھ کے دل حیران

ھمارا

داتا دے دے گیان (۲)

جیون ایک مداری پیارے کھول رکھی ھے پٹاری

کبھی تو دکھ کا ناگ نکالے پل مین اسے چھپا لے

کبھی ھنسائے کبھی رلائے بین بجا کر سب کو رجھائے

اس کی ریت انوکھی نیاری جیون ایک مداری (۳)

---

(۱) میرا جی - سوغات نظم جدید نمبر ۱۹۶۳ ص ۳۰ منگھو پیر روڈ کراچی نمبر ۱۶

(۲) میرا جی - گیت ھی گیت ص ۲۶　　ساقی بک ڈپو دھلی

(۳) میرا جی - میراجی کے گیت ص ۵۰

پھول پھول کا رنگ جدا ہے اتنی بات مل پھول مورکھ (۱)

گیتوں میں حیات فانی اور دنیائے نا پائیدار کو بھی موضوع بنایا گیا ہے -

جیون آس کا دھوکا کہانی

ہر شے جگ میں آنی جانی - امراس کی اٹل کہانی (۲)

جیون چور انوکھا

تو بولے سب میرا خزانہ   میں راجہ جگ پر جا

یہ بولے گھر گھاٹ نہ تیرا اٹھ کر اپنے گھر جا

تجھ کو راہ میں کس نے روکا   پیارے جیون چور انوکھا (۳)

اس دنیا میں جب کہیں کوئی دکھ کا مداوا کرنے والا نہیں ملتا تو آخر میں ان کے ڈوبتے دل کو عبادت میں تنکے کا سہارا ملتا ہے اور وہ بھگتی گیت لکھتے ہیں -

تیری لیلا نیاری داتا گائے بھی پجاری

جب بھی داس کو دکھ نے گھیرا   جگ جیون میں چھایا اندھیرا

تیرے کہنے سے آیا سویرا

جھوی دھرتی ساری داتا

تیری لیلا نیاری (۴)

---

(۱) میراجی   گیت کی گیت   ص ۲۳

(۲) میرا جی   گیت ہی گیت   ص ۲۵

(۳) میراجی   گیت ہی گیت   ص ۷۸

(۴) میراجی   گیت ہی گیت   ص ۱۴۳

میراجی نے مناظر قدرت کو بھی موضوع بنایا ہے لیکن یہ بیان سرسری ہے -

آئی اوشا

لائی اوشا

نور کے موتی - جیون جیوتی

رات گئی ہے روتے روتے

پھولوں اور کلیوں کو بھگوتے

سوئی دھرتی کا منہ دھوتے

ہنستے ہنساتے

پھول کھلاتے

سب کو جگاتے - (۱)

بعض تصاویر دلکش ہیں

کیسے کھلا یہ رین جھروکا کس نے کنڈلی ڈالی

پھوٹ بہی آکاش کی گنگا چاند نے صورت دھولی

پھول پہ اوس کی بوندیں دیکھیں

جیسے جگمگ جگمگ جگنو چمکیں

ایسے لائی رت کی دیوی بھر کر اپنی جھولی (۲)

میراجی نے ہندو دیو مالا سے استفادہ کیا ہے - سوال یہ اٹھتا ہے کہ انہوں نے ہندو مذہب کے قدیم اساطیر کو کیوں اپنی شاعری میں جگہ دی اور دوسرے مذاہب کی اساطیر کو کیوں نظر انداز کیا -

---

(۱) میراجی - گیت ہی گیت ص ۶۹ ساقی بک ڈپو دہلی

(۲) میراجی - ماہنامہ خیال مارچ ۱۹۵۲ء ص ۴۸

یہ بات میراجی کی نظمیں " کے دیباچہ سے واضح ہو جاتی ہے -

"بنگال میں داخل ہونے کے کئی راستے ہیں وہاں سے لوٹ کر نکلنے کا کوئی
راستہ نہیں ہے میں نے بھی اپنے سفر میں اس تلخ حقیقت کو محسوس کیا
اور ذہنی تلخی کو کم کرنے کے لئے اور اپنی شکست کے احساس سے رہائی
حاصل کرنے کے لئے بھی میرا ذہن اپنی ادبی تخلیقات میں مجھے بار بار
پرانے ہندوستان کی طرف لے جاتا ہے مجھے کرشن کنھیاؔ اور برندرابن
کی گوپیوں کی جھلکیاں دکھا کر وشنومت کا پجاری بنا دیتا ہے " (۱)

میرا جی جنسی آسودگی اور آزادی کے خوہاں تھے یہ آسودگی اور آزادی انہیں اسی
موضوع میں حاصل ہوسکتی تھی کیونکہ یہاں کرشن اور گوپیوں کی رومان انگیز چھیڑ چھاڑ تھی عشق و
محبت کی باتیں تھیں -جن پر نہ کوئی پابندی تھی اور نہ روک ٹوک اسی لئے اپنی ذہنی آسودگی کے
لئے انہوں نے ہندو دیو مالا کو اپنایا -

بنتی کرت کر جوڑ کہت ہوں پھر سے کہو میٹھے بین
بولے گوالا ھاتھ کہو تو سکھ سے کٹیں دن رین (۲)

میرا جی کے گیتوں میں روح کی پیاس اور جسم کی پکار بھی ہے -اپنی نظموں میں جب وہ اس موضوع پر
قلم اٹھاتے ہیں تو بعض اوقات نئے نئے اشارے اور کنایوں کے استعمال کی وجہ سے ان میں ابہام بھی
ہوتا ہے -لیکن گیتوں میں ان اشارات سے ابہام پیدا نہیں ہوا کیونکہ گیت میں والہانہ پن -بیساختگی

---

(۱) میراجی - دیباچہ میراجی کی نظمیں -ص ۱۲ - ساقی بک ڈپو دھلی طبع اول

(۲) میراجی - گیت ہی گیت ص ۱۳۳

اور جذبات کے بے پردہ استعمال پر کوئی پابندی نہین ہے

دور ہے سکھ کی سندر بستی - دور ہے اسکی بستی
دور دور رہ کر سوچو ہستی کب ہے ہستی
دور کو پاس بناؤن آج تو انگ سے انگ لگاؤن
رس کا ساگر کھول رہا ہے جھوم کے برکھا لاؤن
من رنگ رنگ سہلاؤن (١)

میرا جی کا اسلوب بڑا دلکش ہے کیونکہ وہ ہندی زبان کے مزاج دان تھے اس لئے انہون نے ہندی کے شیرین لطیف اور لچک دار الفاظ کا استعمال بڑی خوبصورتی سے کیا ہے - میراجی گیتون کے ماہر صناع ہین ہر لفظ ناپ تول کر گیت مین لاتے ہین

پھر آس بندھی ہے من کی
پھر جوت جلی جیون کی
لو اجلی جوت جیون کی (٢)

ایک حرف کی تکرار اور آوازون کے آہنگ سے وہ گیت مین موسیقیت پیدا کرتے ہین

مہک رہی ہے کیاری کیاری لہک رہی ہے ڈاری ڈاری
پتی پتی مست متواری
پریم کی پھول رہی پھلواری (٣)

---

(١) میراجی - میراجی کے گیت ص ٨٦ - مکتبہ اردو لاہور
(٢) میرا جی - گیت ہی گیت ص ٨٤
(٣) میراجی - گیت ہی گیت ص ٧٨

جھن من جھن من جھن جھنکارین

تم جھنو باژی ہم ھاری (۱)

جگ جگ جوت جلے جیون کی   جوت جلے جیون کی

دیوالی ھے اپنے من کی (۲)

ٹیپ کے بند سے میراجی نے اپنے گیتون کی موسیقیت کو بڑھایا ھے - ان کے گیتون کے ٹیپ کے بند نہ صرف موسیقیت مین اضافہ کرتے ھین بلکہ ایسا محسوس ھوتا ھے کہ " اپنی زندگی کا کوئی واحد احساس جو کبھی سرسراتا ھوا مچلتا ھوا پل جھپکتے ھی دل سے گزر گیا تھا پھر سے پوری شدت کے ساتھ لوٹ آیا ھے اور اس نے فوراً لفظون کا جامہ پہن لیا ھے "- (۳) چند ٹیپ کے بند ملاحظہ ھون -

تم دور ھی دور سے دیکھو ھمین (۴)

برھن کیسے بات کرے پریتم سے (۵)

کہین پر سالم ٹیپ کی تکرار ھے اور کہین آدھی ٹیپ کی تکرار ھے -

دل دامن کا متوالا ھے

آنچل کی بات نہ ھم سے کہو   دل دامن کا متوالا ھے (۶)

---

(۱) میراجی - گیت ھی گیت ص ٦٧

(۲) میراجی - گیت ھی گیت ص ۷۷ ساقی بک ڈپو دھلی

(۳) مختار صدیقی - گیت ھی گیت - کتاب لاھور اپریل ۴۵

(۴) میراجی - گیت ھی گیت ص ۴۵

(۵) میراجی - گیت ھی گیت ص ۱۴۱

(۶) میراجی - گیت ھی گیت ص ۳۲

پھر ساون من بھاون آیا　　آیا مورا بیر　　آیا بیرن مورا رے

پھر ساون من بھاون آیا (۱)

میراجی کے یہ گیت کے بند بڑے جاندار اور دلکش ہیں جن کی تکرار سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے - ان کے گیتوں میں موسیقیت اور آہنگ کو بڑے سلیقے سے برتا گیا ہے -

بعض اوقات ہندی اور فارسی الفاظ ساتھ ساتھ استعمال ہوئے ہیں لیکن ان کا استعمال اسقدر سلیقے سے ہوا ہے کہ یہ الفاظ ہندی الفاظ کے ساتھ ملکر موسیقیت کو دو بالا کرتے ہیں -

اب پہلی بیرن بات گئی　　وہ دن بھی گئے وہ رات گئی

رنجور جو تھے مسرور ہوئے

دکھ دور ہوئے دکھ دور ہوئے

چاہت کی جیت ہوئی آخر　　اب ان مٹ پریت ہوئی آخر

سکھ امرت سے مخمور ہوئے

دکھ دور ہوئے دکھ دور ہوئے (۲)

میراجی اردو کے وہ با شعور فنکار ہیں جنہوں نے صرف گیت ہی نہیں لکھے بلکہ جن کے سامنے گیت کا ایک واضح تصور بھی ہے - وہ گیت کی خصوصیات مزاج اور ارتقاء سے پوری طرح واقف ہیں - ان کے نزدیک گیت اولین صنف شاعری ہے جو تنہائی کے مٹانے کا ذریعہ ہے اور جو دکھ درد

---

(۱) میراجی - سوغات - نظم جدید نمبر ص ۱۶

(۲) میراجی - گیت ہی گیت ص ۱۲۷

کا مداوا ھے جس کی تخلیق پہلے فرد کے لئے ہوئی تھی لیکن رفتہ رفتہ سماج جس کا موضوع بنتا گیا

میراجی کے الفاظ میں ہی سنئے —

گیت شعر کی اولین صنف ھے ۰۰۰۰۰۰۰ گیت جو پہلے صرف فرد کی ذات کے لئے تھا اب اجتماع تک پہنچتا ھے (۱)

میراجی کی نظموں میں روایت سے بغاوت ھے انہوں نے روایت سے ھٹ کر اپنے لئے ایک نیا راستہ بنایا -آزاد نظمیں لکھیں- نئے نئے موضوعات سے اردو شاعری کو روشناس کیا - لیکن اس بغاوت کے باوجود میراجی کے گیتوں میں روایت کی تجدید ھے - انہوں نے گیت کی روح کو سمجھا ھے اس کے احساس کو جانا ھے اور اس کے مزاج کو پہچانا ھے -ان کے گیت گیت کی تمام خوبیوں سے مملو ھیں -میراجی کی نظموں اور گیتوں کو ایک ساتھ رکھ کر دیکھئے تو تعجب ہوگا کہ کہاں ان کی وہ مبہم نظمیں اور کہاں یہ سادہ سلیس اور دل میں اتر جانے والے دلکش اور شیریں گیت -ان کا کمال ہی یہ ھے کہ انہوں نے ہر صنف کے مزاج کو پہچانا ھے -

ان کے گیتوں میں روح کی پیاس -تشنہ آرزوؤں کا ماتم -اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار ھے -وہ مجموعی طور پر اردو کے بہترین گیت کار کہے جا سکتے ھیں - پھر گیتوں کی مقبولیت بڑھانے میں بھی ان کا نمایاں حصہ ھے اورآج میراجی کے چراغ سے بہت سے چراغ روشن ھیں -

---

(۱) میراجی - گیت کیسے بنتے ھیں میراجی کے گیت ص ۸ مکتبہ اردو لاھور

قیوم نظر

عبد القیوم نام اور قیوم نظر قلمی نام ہے - نظر تخلص کرتے ہیں - ۷- مارچ ۱۹۱۴ کو لاہور میں پیدا ہوئے پروفیسر عابد علی عابد اور علامہ تاجور سے اکتساب فیض کیا - اپنی غزلوں - نظموں اور گیتوں پر طبع آزمائی کی ہے - نظموں کے لئے اپنے نئے نئے سانچے بھی بنائے ہیں - سماج کی معاشی - اقتصادی - اخلاقی اور سیاسی مجبوریوں پر آپ نے دل نشین انداز میں نظمیں لکھی ہیں - گیتوں میں جذبات و تاثرات کو بڑے دلکش انداز اور مترنم الفاظ میں سمویا ہے - پون جھکولے اور سویدا دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں - پون جھکولے میں پچاس گیت ہیں چند گیت سویدا میں بھی ہیں -

اپنے گیتوں میں قیوم نظر نے مناظر فطرت کو موضوع بنایا ہے - جن میں جذبات کی دھیمی دھیمی آنچ ہے اور ایک فکری رو جس کے اظہار میں شگفتگی کو برقرار رکھا ہے -

انہوں نے فطرت کو استعارہ اور کنایہ کے روپ میں برتا ہے - وہ مناظر فطرت کے ذریعہ نہ تو انسانیت کا کوئی پیغام دیتے ہیں اور نہ مناظر فطرت کی طویل اور بے رنگ فہرست پیش کرتے ہیں - اور نہ ہی مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں - بلکہ چھوٹے چھوٹے مصرعوں سے دلفریب اور جاندار تصویریں بناتے ہیں -

پھر دن آئے
آئے بہار کے پھر دن آئے
اٹھ مٹک کر چلیں جولے
چھن چھن کہیں شاما بولے
کلی کلی بھونرا منڈلائے
اور گائے
آئے بہار کے پھر دن آئے - (۱)

---

(۱) قیوم نظر - پون جھکولے - ص ۱۶ - ۱۵ ۱۹۲۳ ناشر کتب خانہ پنجاب لاہور

پھر جاگے گل بوٹے

سورج چمکا چشمے پھوٹے

پھر جاگے گل بوٹے

سوئی ہوئی تھی ندی جاگی

بھونرا - پدری - مینا - شاما

جاگے چمن کے پیارے راگی (۱)

گیت میں مناظر فطرت کی تفصیلات پیش کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی اس میں تو صرف اشارات ہی کام لیا جا سکتا ہے - کیونکہ فہرست پیش کرنے سے گیت میں طوالت آجاتی ہے اور گیت بوجھل ہو جاتا ہے - قیوم نظر یہاں خاصے محتاط نظر آتے ہیں - اگر وہ مناظر فطرت کے بیان میں داخلی رنگ بھر دیتے ہیں جس سے ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے -

سجی ہوئی ہر سیج پہ جھولیں

کلی کلی کی مہک کو چھولیں

نئی نویلی آشاؤں کے

اڑتے لوٹے آنچل

جوم جوم کر برسیں (۲)

قیوم نظر نے اپنے جذبات و تاثرات کا آلہ مناظر فطرت کو بنایا ہے -

سکھ کی کلی

جیون کی ڈالی پہ آتے ہی سنولا گئی

---

(۱) قیوم نظر پون جھکولے ص ۱۳ ۱۹۶۱ ناشر کتب خانہ پنجاب لاہور

(۲) قیوم نظر پون جھکولے - ص ۱۸ ۱۹۶۲

مرجھا گئی سکھ کی کلی (۱)

سپنوں کا جادو ٹوٹ گیا

وہ تکتے تکتے چندرمان کی جی تاروں کا چھوٹ گیا (۲)

سوکھ چکے ہیں اوس کے دانے

آشاؤں کا پھلنا جادو

لے ہی گیا آنکھوں سے آنسو

آہی گئی پھر رت متوالی

یوں چلی جھومے ہریالی (۳)

کبھی وہ فطرت کا سہارا نہیں لیتے بلکہ براہ راست اپنی دلی کیفیات کا اظہار کرتے ہیں ان گیتوں میں خود سپردگی - بے بسی اورمجبوری نمایاں ہے -

قدم قدم پر نین بچھائے

پلک پلک پر دیپ جلائے

چمک چمک کر ڈولے تارے

کوئی نہ آیا - (۴)

---

(۱) قیوم نظر - یوں جھکولے ص ۵۸

(۲) قیوم نظر - یوں جھکولے ص ۴۲

(۳) قیوم نظر یوں جھکولے ص ۳۲

(۴) قیوم نظر - یوں جھکولے - ص ۵۱

برہ کی آگ لگی

آگ لگی ہے آگ

برہ کی آگ

راکھ ہوا جائے تن جل جل

خون بہائیں آنکھیں پل پل

رو رو ہوں ہلکان

جوبن کامان

مان نہ کر تو مان (۱)

شاعر نے حسن کی چند تصاویر بھی پیش کی ہیں جو واضح تو نہیں ہیں لیکن دلکش ہیں -

ماتھے پر چندن کا ٹیکا

روم روم ناچے گوری کا (۲)

چنچل جوبن بالا جوبن

مدھ ماتا متوالا جوبن

چڑھنے دے پروان (۳)

بانکی چتون اٹھر جوبن

چھب البیلی درشن موہن

ان کی خاک اڑاؤ

آؤ - (۴)

---

(۱) قیوم نظر - یوں جھکولے - ص ۴۰
(۲) - - یوں جھکولے - ص ۸۰
(۳) - - یوں جھکولے - ص ۳۹
(۴) - - یوں جھکولے - ص ۵۲

قیوم نظر نے صرف جذبات کو ہی اپنے گیتوں کا موضوع نہیں بنایا بلکہ ان میں فکر کی گہرائی اور فلسفہ بھی دلکش انداز میں نظم ہوا ہے۔خوشی لمحاتی ہے اور غم جاودان ہے۔قیوم نظر کے گیتوں میں اس فلسفہ کو دیکھئے۔

دکھ چاتر ہے ایسا روپ دکھائے

جیون سدھ بسرائے

لاج کی ماری سکھ کی گھڑیاں

پگ پگ ڈولیں رک رک جائیں آنے سے شرمائیں

دکھ چاتر ہے کھلے کواڑوں آئے

آئے اور نہ جائے ۔ (۱)

سکھ چھینا دکھ لائے

پل پل بڑھتے بیری سائے ۔

سکھ چھینا دکھ لائے ۔ (۲)

جگ سپنوں کا ڈیرا ہے ۔جہاں انسان نت نئے سپنے بنتا ہے اور توڑ دیتا ہے ۔ہر تعلق ہر دوستی یہاں جھوٹی ہے ۔موت ایک اٹل حقیقت ہے جو ایک پل میں انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے ۔روپ کی مایا ڈھلتی چھایا سے زیادہ نہیں ۔محض دھوکا ہے فریب ہے ۔

ٹوٹا وقت کا پھندا ٹوٹا

دن کی رات کی اجلی کالی

---

(۱) قیوم نظر سویرا - ص ۴۷

(۲) قیوم نظر سویرا - ص ۶۰

جانے کتنے موتیوں والی

مالا جیسا جھونکا

سندر تاگے دھیان کی مایا

سکھ کی اڑتی تان کی چھایا

موت کی اڑتی تان کی چھایا

موت نے کیا کیا لوٹا

ٹوٹا وقت کا پھندا ٹوٹا -

دھرتی سورج -چاند ستارے

سب پھرتے ہیں مارے مارے

سب کا ساتھ ہے جھوٹا

ٹوٹا وقت کا پھندا ٹوٹا (۱)

روپ کی مایا ڈھلتا سایہ

جس کو تونے میت بنایا

وہی تجھ سے بورے (۲)

فلسفہ زندگی و موت اور فلسفۂ غم کی کشود نے جب حقیقتوں کو آشکار کیا تو ہر چیز فانی اور بے رنگ معلوم ہوئی کہیں جائے پناہ نہ ملی تو شاعر بھگوان کے دوار پر جاکر سکون کی تلاش کرتا ہے اور ایک آس بندھتی ہے کہ کبھی نہ کبھی اجلے اور نئے دن آئیں گے -

---

(۱) قیوم نظر ص ۱۰۰ ۱۹۴۶

(۲) قیوم نظر پون جھکولے - ص ۹۰ ۱۹۴۴

تورے دوارے مین لیے ہی آیا

فن مین چھپائے وھمون کی مایا

اس کے سوا اب تھا نہ کچھ میرا

بھگوان سننا بھگوان سننا (۱)

توری چاہ نے مجھ کو بچایا جگ کے ہر پھندے سے

لاج رکھی ہے میری تونے (۲)

حروف کی تکرار نرم و نازک الفاظ کا استعمال اور مترنم ٹیپ کے ذریعے قیوم نظر نے ایک آہنگ اور ایک کیفیت پیدا کی ہے - مترنم ٹیپ کے بندون سے موسیقیت کو ابھارا گیا ہے اس قید لازم کو ان گیتون مین بڑے فنکارانہ ڈھنگ سے پورا کیا گیا ہے - بندون کی ترکیب مین نئے تجربے ہین ٹیپ نغماتی حسن کے پیش نظر کبھی آدھی اور کبھی سالم دھرائی گئی ہے اپنی نظمون کی طرح قیوم نظر نے ان گیتون مین بھی چھوٹے بڑے مصروعون کے تنوع آہنگ سے پورا فائدہ اٹھایا ہے اس طرح گیتون کا مزاج بڑا متلون اور ان کا فنی پہلو متنوع ہو گیا ہے یکسان تکنیک اور ترکیب سے جو نا گواری پیدا ہو جاتی ہے وہ مفقود ہے" (۳)

پھر دن آئے

آئے بہار کے پھر دن آئے (۴)

---

(۱) قیوم نظر یون جھکولے ص ۹۴

(۲) مختار صدیقی - حرف آخرین یون جھکولے ص ۱۱۴ قیوم نظر

(۳) قیوم نظر - یون جھکولے ص ۱۰-

تیری پھیلتی باتون نے

تجھ کو مجھ سے چھین لیا ہے

ظلم کیا ہے

ظلم کیا ہے

ظلم کیا ہے میرے وعدوں کی گھاتون نے

تیری پھیلتی باتون نے (۱)

یہ ضروری نہیں کہ گیت کی پہلی لائن ہی ٹیپ بنے - قیوم نظر کے گیتون مین مختصر ٹیپ ایک کیفیت پیدا کرتی ہے -

لمڈن برسین نیر

یہ برکھا کیسی

پروایون کلیل کرے

جیرے میرا سریر

یہ برکھا کیسی (۲)

روانی اور نغمگی ان گیتون کا حسن ہے -

جاگا ندی کا گیت

بہکی بھونرے کی پیت

رت کلیون کے کھلنے کی آئی ہے

ڈالی ڈالی پر شور

ناچے من من مین مور

---

(۱) قیوم نظر - یون جھکولے ص ۵٦

(۲) " - " " ص ۸۵

جانے کیا جگ کے جی میں سمائی ہے - (۱)

صوتی تکرار سے بھی اس نغمگی کو نبھایا ہے -

کھائیں جھکولے - بہیں ہنڈولے - پٹ پٹ اٹکیں مٹکیں
راس رچائیں - دھوم مچائیں - من کی کلیاں چٹکیں (۲)

جاگ رہے ہیں دھیرے دھیرے
پنڈت - پانڈے - پجاری - پروہت - کھڑتالے - سنکھ مجیرے (۳)

سجی سجائی سیج رین کی بھوت بھور کا لوٹ گیا
سپنوں کا جادو ٹوٹ گیا - (۴)

ایک حروف کی تکرار نے مندرجہ بالا گیتوں میں نغمگی اور حسن پیدا کر دیا ہے ایک جادو اور تاثیر بھر دی ہے - الفاظ کے استعمال میں بھی قیوم نظر محتاط ہیں انہوں نے لطیف اور نازک الفاظ کا استعمال کیا ہے جو کانوں کو ناگوار نہیں معلوم ہوتے -

" مالکونس کا روپ بھی اس گیت میں واضح طور پر جھلکتا ہے " (۵)

پھر چنچل پائل بولے
ڈھلکے پل پل
جیون کا آنچل

---

(۱) قیوم نظر - پون جھکولے ص ۲۹
(۲) " سویدا ص ۳۱
(۳) " - پون جھکولے ص ۴۳
(۴) قیوم نظر پون جھکولے ص ۴۲
(۵) ریاض احمد - گیت - قیوم نظر کتاب تنقیدی مسائل - ص ۱۷۵ - ارشاد پرنٹرز لاہور

گن دو گن اس گھولے

پھر چنچل (۱)

قیوم نظر کے بعض گیتوں میں دو مختلف نقش ابھرے ھیں اور دو تصویریں سامنے آتی ھیں - لیکن ٹیپ کے التزام سے وحدت کو قائم رکھا گیا ھے - مندرجہ ذیل گیت ملاحظہ ھو - پہلے نقش میں صبح کی آمد ھے - مرغزار اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ جاگ جاتا ھے - چمن کے پرانے راگی بیدار ھو جاتے ھیں -

دوسری تصویر میں شام کا رنگ بھرا گیا ھے - جس میں چاند کی انگڑائی - اپنی بے قراری محبوب کی بے وفائی کا بیان ھے -

ان دونوں نقوش کو ٹیپ کی ڈور سے باندھا گیا ھے -

پھر جاگے گل بوٹے

سورج چمکا چشمے پھوٹے

پھر جاگے گل بوٹے -

سوئی ھوئی تھی ندی جاگی

بھونرا - پدڑی - مینا - شاما -

جاگے چمن کے پرانے راگی

---

(۱) قیوم نظر - پون جھکولے - ص۲۵

ان کے میت نہ ان سے جھوٹے
پھر جاگے گل بوٹے

پھر گزری شام آئی
اجلے چاند نے لی انگڑائی
پھر گزری شام آئی

تیر چبھا ہے گھاؤ ہے گہرا
بھیگے دنوں کا سرکا آنچل
بدلے ہوئے موسم کا لہرا

جھوٹے ہیں سب سپنے جھوٹے
پھر جاگے گل بوٹے - (۱)

" جوبن کا مان " کا بھی یہی انداز ہے - گیت میں یہ انداز نبھانا بڑا مشکل ہے لیکن قیوم نظر اس میں ابھی طرح کامیاب ہوئے ہیں گیت میں وحدت تاثر ایک ضروری چیز ہے باوجود ان دو نقوش کے ان کے ان گیتوں میں وحدت قائم رہی ہے - نغمگی مجروح نہیں ہوئی لیکن جذبہ کی شدت کچھ کم ضرور ہوگئی ہے - وہ بھرپور نقش جو دل پر پر اثر کیفیت طاری کر دے ان گیتوں میں کچھ کم ہے -

بحیثیت مجموعی قیوم نظر نے اچھے گیت لکھے ہیں انہوں نے تجربات بھی کئے ہیں اور روایت سے بھی استفادہ کیا ہے - جذبات کے اظہار میں ضبط و نظم کو قائم رکھا ہے جس سے بے اعتدالی پیدا نہیں ہوئی - مدھم سروں میں جذبات کا اظہار ہے قیوم نظر کے بعض گیت نظم کے زیادہ قریب ہیں -

---

(۱) قیوم نظر - یوں جھکولے - ص ۱۲

کیونکہ جب جذبہ سے زیادہ فکر گیت پر حاوی ہو جاتی ہے تو گیت گیت نہیں رہتا - زبان بیان - سلاست روانی ہر اعتبار سے یہ گیت ہے لیکن جو گہری سنجیدگی اس گیت پر طاری ہے اس کی تاب گیت جیسی نازک مزاج صنف نہیں لا سکتی -

بے دھیانی مین جانے کہان سے آھی گیا تھا اک ریلا

سنبھل رہی تھی کہ دنیا بدلی ٹھہر سکا نہ وہ البیلا

تن من ہار سے ندی کنارے اب چپ بیٹھی رہتی ہون (۱)

بیت گیا دن دھیرے دھیرے رات نے رنگ جمایا

ہری ہری ہر چھن چھن چھن چھن اب سپنے کی مایا -

سکھ ساگر مین جیسے تنہا چاند کی ناؤ بہے

دور کہین رکہ داسی دیو داسی بن کے رہے - (۲)

قیوم نظر نے کہین کہین کرخت حروف کا استعمال بھی کیا ہے - جو گیت کو بوجھل کر دیتے ہین اور کانون کو ناگوار گزرتے ہین - ایک گیت مین پڈری - پنڈت - پانڈے - کھڑتانے جیسے الفاظ لائے گئے ہین (۳) گھاس کو مذکر استعمال کیا ہے

دیکھ رہا ہے سلگتا گھاس (۴)

قیوم نظر کے گیتون مین شدت نہین لیکن ایک دھیما دھیما جذبہ ہے جو بھر پور کیفیت چھوڑتا ہے - قیوم نظر کے گیت مختصر ہین - سادہ ہین کیفیت اور جذبے کی شدت ان گیتون کو پر اثر بنا دیتی ہے -

---

(۱) قیوم نظر پون جھکولے ص ۶٦
(۲) " " ص ۴٦
(۳) " " ص ۴۳
(۴) " " ص ۲٦

الطاف شہدی

الطاف شہدی ۱۹۱۲ مین ضلع سرگودھا کے ایک گاؤن چک نمبر ۱۰ مین پیدا ہوئے مختلف اخبار و رسائل سے وابستہ رہے کلام کے مجموعے ڈگر - داغ بیل الطاف گیت - پریت کے گیت اور الطاف کے نغمے شائع ہو چکے ہین -

الطاف کے گیتون کی تعداد بھی خاصی ہے - جن مین زیادہ تر حسن و عشق کی کہانیان نظم ہوئی ہین - ان کے ان گیتون مین برہ کا رنگ ہی غالب ہے اسی لئے سوز و گداز - تڑپ اور کسک کا رنگ گہرا ہے -

پی دیکھن کو نینان ترسین
ہونٹون سے انگارے برسین
کون بند ھائے دھیر
پیا بن
کون بند ھائے دھیر
دیس بدیس پیا کو ڈھونڈون
کھول کے کیس پیا کو ڈھونڈون
گا کر رانجھا ہیر
کون بند ھائے دھیر
پیا بن
کون بند ھائے دھیر (۱)

اس کے علاوہ چند گیت دولت - شراب - دنیا کی بے وفائی - بے ثباتی پر بھی لکھے ہین - شراب کا

---

(۱) الطاف شہدی - پریت کے گیت ص ۵۸ لاجپت رائے اینڈ سنسز تاجران کتب دھلی

موضوع عام طور پر گیتون مین نظم نہین ہوتا اردو گیت پر غزل کا بھی خاصہ اثر ہے اس لئے یہ موضوع بھی گیتون مین ملتا ہے - الطاف کے گیتون مین یہ موضوع بھی ہے -

بھمائے کی ریت مٹا دے　　　میخانہ ہونٹون سے لگادے

پھر یہ موسم کب آئےگا　　　آئے گا کیا ترسائے گا

اب پی بھی ہین اور تو بھی

جینا ہے تو پی کر جی (۱)

دولت پر گیت ملاحظہ ہو

مایا ڈھلتا سایہ

مورکھ

مایا ڈھلتا سایہ

کل موی تھی آج تمھاری　　　پرسون اور کسی کی باری

اس مایا کا مان نہ کر　　　آپ اپنا نقصان نہ کرنا (۲)

بے ثباتی جہان کا نقشہ دیکھئے ——

سانس کا ہر پل ٹوٹا جانو　　　زیست کا دامن چھوٹا جانو

روح کا پنچھی اڑ جائےگا　　　اڑتے اڑتے یون گائے گا

جیون کیا ہے ایک افسانہ

آخر گور ٹھکانا

تیرا

---

(۱) الطاف شہدی - پریت کے گیت - ص ۳۹　لاجپت رائے اینڈ سنسز تاجران کتب - دھلی

(۲) الطاف شہدی - پریت کے گیت ص ۴۹

آخر گور ٹھکانا - (۱)

الطاف نے صاف ستھری زبان میں گیت لکھے ھیں -زبان کہیں بھی بوجھل نہیں ھوئی -روانی -نغمگی ، سلاست اور ترنم ان کے گیتوں کی امتیازی خصوصیات ھیں -گیت کا زیر و بم ایک بھر پور کیفیت چھوڑتا ھے ۔

سپنوں کا سنسار بسا دے　　　ایک نہیں دو چار بسا دے

پی کی گھومیں جن میں پریں　　　پریں کو چومیں جن میں پریں

نند ھ میں ڈوبی تان اڑا

دھیرے دھیرے گا

ری جوگن

دھیرے دھیرے گا (۲)

زبان کے اعتبار سے الطاف کے گیت نہایت دلکش ھیں

بادل گرجے رین اندھیری　　　نیّا ھے منجدھار میں میری

آشا من میں ڈول رھی ھے　　　چنتا آنکھیں کھول رھی ھے -

جھونکے گاتے ھیں ملہار

نیّا موری کر دو پار

کھیون ھار (۳)

حروف کی تکرار سے آھنگ پیدا کیا گیا ھے -

شام سویرے تڑپائے گا　　　خون کے آنسو رلوائے گا

---

(۱) الطاف شہدی - پریت کے گیت ص ۳٦

(۲) الطاف شہدی - پریت کے گیت ص ۳۰ لاجپت رائے اینڈ سنسز تاجران کتب - دھلی

بنگو برھار اگر

پریم ھے زھری ناگ

مسافر

پریم ھے زھری ناگ (۱)

الطاف کے گیت زبان کے اعتبار سے خصوصیت کے حامل ھین - لیکن ایک ھی موضوع کی تکرار ناگوار گزرتی ھے -

ڈاکٹر مسعود حسین خان

ڈاکٹر مسعود حسین خان ۲۸/ جنوری ۱۹۱۹ کو قائم گنج ضلع فرخ آباد مین پیدا ھوئے ابتدائی تعلیم جامعہ ملیہ اسلامیہ اور گورنمنٹ انٹر کالج ڈھاکہ مین ھوئی بی -اے اینگلو عربک کالج سے ایم -اے پی ایچ ڈی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے اور ڈلٹ پیرس یونیورسٹی سے حاصل کی ۱۹۴۳ سے ۱۹۶۲ تک علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ اردو مین لکچرر اور ریڈر کے فرائض انجام دئیے - ۱۹۵۷ سے ۱۹۶۰ تک کیلیفورنیا یونیورسٹی برکلے مین وزیٹنگ اسوسی ایٹ پروفیسر رھے ۱۹۵۸ سے ۱۹۵۹ تک ایسوسی ایشن آف ایشین اسٹڈیز مین ریسرچ فیلو رھے اور ۱۹۶۲ سے عثمانیہ یونیورسٹی مین شعبہ اردو کے صدر اور پروفیسر ھین -

سرزبان مقدمہ تاریخ زبان اردو اور اردو زبان اور ادب ان کے تنقیدی مضامین کے مجموعے ھین - دو نیم ان کا شعری مجموعہ ھے اور روپ بنگال ان کی ھندوستانی نظمون گیتون اور غزلون کا مجموعہ ھے جو ھندی رسم الخط مین شائع ھوا -اردو لفظ کا صوتیاتی تجزیہ انگریزی مین چھپا ھے -پرت نامہ - بکٹ کہانی اور قصہ مہر افروز و دلبر بھی انہون نے مرتب کئے ھین -

---

(۱) الطاف شہدی پریت کے گیت ص ۹۲

مسعود صاحب ہندی ،بنگالی اور پالی زبان جانتے ہیں لسانیات پر خاصہ کام کیا ہے شاعری (السیمی)
میں گیت غزل اور نظم تینوں پر طبع آزمائی کی ہے لیکن "پہلے ہندی گیت سے متاثر ہو کر گیت کو ہی
اپنایا اور اس بات کی کوشش کی کہ ہندوستانی پریم کی ریت کو ٹھیٹھ زبان کے ٹھاٹھ میں پیش کیا
جائے ۔کچھ دنوں تک گیت خوش اسلوبی کے ساتھ ذریعہ نجات بنا رہا .... لیکن اس کے ہلکے
پھلکے بول جھنکار کے ساتھ گہرے معانی نہ پیدا کر سکے یہ محسوس ہونے لگا کہ گیت میں گہرائی لانے
کے لئے آریائی زبان کے ڈھائی ہزار سال کے جمالیاتی عمل میں ڈوبنا پڑے گا "(۱) یہ ان کے لئے
آسان نہ تھا اس لئے غیر شعوری طور پر گیت کی جگہ رفتہ رفتہ غزلوں نے لے لی ۔ویسے ان کے گیتوں
کی تعداد بھی تقریباً تین۳ ہے ۔جن میں رھسیہ واد اور چھایا داد کا اثر نمایاں ہے جب انہوں
نے گیت لکھنے شروع کئے تو اس دور میں ہندی میں چھایا واد کا دور دورہ تھا ۔ پرانے بت ٹوٹ رہے
تھے اور نئے بنائے جا رہے تھے ۔شاعری کا فطرت سے گہرا تعلق تھا اپنی دلی کیفیات کا اظہار شاعر
کھلے الفاظ میں نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ فطرت کا سہارا لیتا اور استعاروں اور کنایوں کے ذریعے
اپنے جذبات کا اظہار کرتا ۔کبھی اپنے جذبات و احساسات کو نظم کرنے کے لئے صوفیانہ انداز بھی
اپناتا اور اس طرح عشق حقیقی کے روپ میں عشق مجازی کی جلوہ گری ہوتی تھی ۔مسعود صاحب نے
چونکہ اسی دور میں گیت لکھنا شروع کئے اور رائج الوقت خصوصیات کو اپنایا اس لئے رھسیہ واد اور چھایا
واد کا اثر ان کے گیتوں میں شانہ بشانہ ملتا ہے ۔

رنگ دونا جیون کے کچھ پل
پریم چھبن سے من الجھن میں
امرت رس ہو کر تم برسو

---

(۱) مسعود حسین خان ۔تمہید شعر ۔دو نیم ۔ص۷ ۔ آزاد کتاب گھر کلاں محل دھلی

اترو اپکے گرن بن من مین

پھر یہ شیش محل ہو جھل مل - (۱)

ھنس لینے دو پریتم دم بھر

ھنس بھی نہ پائی تھی بجلی

پھر آیا بادل کاجی

گر گئے آنسو جھر جھر (۲)

انہون نے لوک گیتون سے بھی استفادہ کیا ھے - لوک گیتون مین عام طور پر عاشق بنجارا - بھکاری اور جوگی بن جاتا ھے - لوک گیتون کی یہی روایت رھی ھے - مسعود صاحب نے اس کو رھیہ وادی بنانے کی کوشش کی ھے -

گئے تھے بند تم نے بھی دوار

بھکاری من کتنا للچایا

کھو کر یہ کتنا پچھتایا

کتنا چاھا پر نہین آیا

رحم تلک پاتا کیا پار (۳)

مہا دیوی سے متاثر ہو کر انہون نے برہ گیت بھی لکھے ھین -

---

(۱) مسعود حسین خان - دو نیم - ص ۱۲۰

(۲) مسعود حسین خان - روپ بنگال - ص ۳۴ ماڈرن پرنٹنگ پریس علیگڑھ

(۳) مسعود حسین خان - دو نیم - ص ۱۵

مین کیسے آنکھ اٹھاؤن

گر جائین گے موتی سارے

کتنے چند کتنے تارے

جنکو پلکون پر الجھاؤن

مین کیسے آنکھ اٹھاؤن (۱)

پر ساد کی طرح وہ فطرت کو مجسم کرکے بھی پیش کرتے ھین -

آج تو شاید وہ آجائے

ورنہ کیون ھنستے یہ سائے

کیون ھنستی یہ صبح کی دلہن

ڈال کے منہ پر کالی جالی

اور افق کے ان ھونٹون پر

کیون ھوتی پتلی سی لالی

لال تلک ماتھے پہ رچائے

آج تو شاید وہ آجائے (۲)

چھایا وادی دور مین سماجی - سیاسی - معاشی - ادبی اور مذھبی بندھنون سے آزادی حاصل کرنے کے لئے احتجاج کیا گیا تھا اس دور کے ادب مین آزادی کا یہ بھی ملتے ھین - مسعود صاحب کے گیسوون مین یہ موضوعات بھی تالم ھوئے ھین تو خال خال ھین -

---

(۱) مسعود حسین خان - دو نیم - ص ۱۲٦

(۲) مسعود حسین خان - دو نیم - ص ۱۳۰

هم دیکھنا چاہین دیکھ نہ پائین
بھیڑ مین بھی گھس کر پچھتائین
تو ہی بتا یہ شور دور کرین کیا اونچون کا جب شاسن ہو (۱)

ان کے گیتون کی زبان صاف سادہ اور روان ہے - نہ سنسکرت کے الفاظ کی بھر مار ہے اور نہ ہی فارسی الفاظ کے بوجھل الفاظ کا استعمال ہوا ہے بلکہ بھاشا کے مدھر اور کومل الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے " - ان گیتون مین ایک ایسی بھاشا برتی گئی ہے جسے پنجاب سے لیکر بنگال اور مہاراشٹر دکھ کے لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہین (۲)

یاد کی لہرون پر تم آؤ
سوچ مین آنکھ ہے سوچ مین من ہے
من کی سوچ بنے جب الجھن
اس دم ان آنکھون مین چھپ کر
تم آنسو بنکر شرماؤ
یاد کی لہرون پر تم آؤ - (۳)

ان مین موسیقیت بھی ہے جو گیت کا امتیازی وصف ہے اور جس مین گیت کی روح مضمر ہوتی ہے -

مین بیکل چاہت سے پاگل
لیکر اپنے من مین ہلچل

---

(۱) مسعود حسین خان - دو نیم - ص ۱۰۰
(۲) مسعود حسین خان - دو شبد - روپ بنگال - ص ۱
(۳) مسعود حسین خان - دو نیم ص ۱۰۲

کھل کھل ہنستی کھیلتی آئی
ہے حسن ! کیسی چوٹ لگائی -
مورے آنسو کرتے جھل جھل (١)

انہوں نے اپنے گیتوں میں " اردو کی چالو بحروں سے کام لیا ہے لیکن ان میں ہندی پنگل کی ساری آزادیاں برتی گئی ہیں " ان کے گیتوں کا لہجہ مدھم ہے جو دل پر بھر پور نقش چھوڑتا ہے - ان کے گیتوں کے یہ تجربات اہمیت کے حامل ہیں اور چھایا وادی دور کی خصوصیات کے علمبردار ہیں جو اردو گیت کو ایک نیا موڑ عطا کرتے ہیں -

سلام مچھلی شہری

سلام ١٩١٩ میں پیدا ہوئے - فیض آباد کے ہتکاری پریس سے نغمہ نام کا ایک ماہنامہ ان کے زیر ادارت نکلا - میرے نغمے - وسعتیں - پائل اور " دور کے گیت " ان کے شعری مجموعے ہیں -

ان کے کلام میں تنوع ہے انہوں نے برہ - ملن - پیشہ وروں کے گیت موسموں کے گیت - ڈھولک پر گائے جانے والے گیت مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے - ان میں ایک بے ساختگی ہے مگر گہرائی نہیں ہے -

سلام کے برہ کے گیتوں میں وہ کیفیت نہیں جو دل پر ایک بھر پور نقش چھوڑے -

اڑ جا پنچھی - اڑ جا پنچھی اڑ جا
پھول نہیں

---

(١) مسعود حسین خان - دو نیم ص ١٢٩

کانٹون کی بھی آس نہین
وہ پھلی ہو باس نہین
اڑ جا پنچھی (۱)

لیکن ملاقات کی مختلف کیفیات کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے -

سکھی پائل کا شور کوئی سن لیگا
ذرا من کی امنگون کو روک روک چل
ذرا گاتے ترنگون کو ٹوک ٹوک چل
کوئی دیکھ لیگا
کوئی کہہ دے گا - (۲)

کہین الجھے نہ کانٹون سے دامن سکھی
ذرا پھولون سے یون ناز کرتی نہ چل
آسمانون پہ یون پاؤن دھرتی نہ چل (۳)

سلام نے پیشہ ورون کے لئے بھی گیت لکھے ہین - لیکن ان گیتون مین نہ تو پیشہ ورون کے مسائل نظم کئے ہوئے ہین اور نہ ہی وہ مخصوص، فضا اور ماحول ہے جو مطلّبی کے پیشہ ورون کے گیتون مین ہے - مطلبی کے گیتون کو پڑھکر اندازہ ہوتا ہے کہ انہون نے مختلف پیشہ ورون کے مسائل کو

---

(۱) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ۱۰ ساقی بک ڈپو دھلی
(۲) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ۹
(۳) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ٦٦

سمجھنے کی کوشش کی ہے انہیں محسوس کیا ہے اور ان کے جذبات کو سمجھا ہے - مطلبی کے گیتوں میں تنوع نہیں لیکن گہرائی ہے مگر اس کے برخلاف سلام کے گیتوں میں تنوع ہے اور گہرائی نہیں -

ملاحو تم کیا گاتے ہو دریا کے اس پار
دیکھو دیکھو سنبھل کے گانا
طوفان سے مت ٹکرانا
ظالم ہے منسار
ملاحو ۔۔۔۔۔۔ ! (۱)

سلام کے گیتوں کی زبان سادہ سلیس اور شگفتہ ہے وہ نہ تو فارسی تراکیب سے بوجھل ہیں اور نہ سنسکرت شبد ادبی سے بلکہ ہندی کے کومل الفاظ کا استعمال ہے جن سے ان کے گیتوں میں روانی اور سادگی پیدا ہوگئی ہے - وہ الفاظ کی ترتیب سے ایک گونج پیدا کرتے ہیں -

دھیمے دھیمے اے ری دیوانی ۔۔۔۔۔۔ !
بولے پائل بوسے غم ـــــ چھم چھم چھم چھم چھم چھم چھم
پاؤں میں اک پیتل کی پائل
گاؤں کی بھولی دنیا گھائل
مانو اک سونے کا ہار
دیوانی کا اجڑا پیار (۲)

---

(۱) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ۲۶
(۲) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ۳۳

وہ الفاظ کے ذریعہ ایک آہنگ پیدا کرتے ہیں -

میں امرت رس برساؤں

جو گھر گھر کر رک جائے (۱)

رم جھم رم جھم مینا برسے (۲)

دھرتی پر برکھا کی دیوی رم جھم رم جھم گائے (۳)

روانی ترنم اور سادگی ان کے گیتوں کی خصوصیت ہے -

کہیں چھپ کر پپیہا مچائے ہے شور

مرے ہونٹوں کا رنگ

مرے من کی امنگ

مری پائل کی چھن من سے چھا جائے ـــــ ہاں !

لہرا جائے - ہاں ! (۴)

سلام کے گیتوں میں فکر کی گہرائی اور سنجیدگی کی کمی ہے ہاں ہلکے پھلکے جذبات کو سیدھے سادے ڈھنگ سے بیان کیا گیا ہے - جس سے کوئی گہرا نقش ذہن پر مرتسم نہیں ہوتا بعض اوقات ایک ہی چیز کی تکرار ناگوار گزرتی ہے -

---

(۱) سلام مچھلی شہری پائل - ص ۳۸

(۲) " " " - ص ۴۰

(۳) " " " - ص ۵۶

(۴) " " " - ص ۵۷

ناچ رہی ہے - جھول رہی ہے

پھر ان نوجیون کلیون پر

آشاون کی ٹولی

باغ مین کوئل بولی (۱)

ناچ رہے ہین

پریم بھنورے ناچ رہے ہین

ہنستے کھلتے پھولون پر

آشاؤن کے جھولون پر

پریم بھنورے (۲)

آشاؤن کی کونپل مسکائے

کلیون پر بھنورا اترائے

کوئی کیا سمجھے —— کوئی کیا جانے (۳)

جن کیفیات کا بیان ان کے گیتون مین ہے وہ دل پر کوئی بھرپور نقش نہین چھوڑتین اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کیفیات ان کی دلی کیفیات نہین ہین کیونکہ ان مین نہ گہرائی ہے اور نہ انفرادیت جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ گیت انہون نے ریڈیو کے لئے لکھے ہین جس مین

---

(۱) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ۱۴

(۲) " " " " - ص ۱۶

(۳) " " " " - ص ۲۹

فرمائش کو زیادہ دخل ہے - اس لئے یہ گیت ان کے دل کی دھڑکن پیش کرنے سے زیادہ کے - ایس ملک اور ایچ آر لوتھر کی پسند کو پورا کرتے ہیں - یہ گیت سلام کے مزاج کے تلوّن کو ظاہر کرتے ہیں اسی وجہ سے ان میں تنوع بھی ہے - اس تنوع کی داد دینے کے بعد یہ کہنا بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ سلام کی قدرت بیان کو تسلیم کرتے ہوئے گیت کی دنیا میں ان کو کوئی بڑا درجہ نہیں دیا جا سکتا - ہاں ان کے یہاں جو نغمگی ہے وہ ان کی نظموں میں بھی ایک غنائی کیفیت ضرور پیدا کر دیتی ہے - سلام اگر پر گو نہ ہوتے تو شاید اور بہتر فنکار ہوتے -

قتیل شفائی

اورنگ زیب خان نام اور قتیل شفائی تخلص ہے - تحصیل ھری پور میں ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے چودھری برکت علی کے ایما پر ادب لطیف کی ادارت کے لئے لاھور گئے لیکن ادارت کے فرائض زیادہ دن تک انجام نہیں دے سکے اور ۱۹۴۶ میں واپس راولپنڈی چلے گئے - ۱۹۴۷ سے لاھور میں ان کی فلمی دنیا کا آغاز ھوا - چنانچہ جب سے فلمی گیت لکھنا ھی آپ کا ذریعہ معاش ھے - قتیل کی شاعری کی ابتدا گو غزل سے ھوئی لیکن حقیقتاً وہ گیت کے شاعر ھیں - ھریالی - جگر - جلترنگ اور بازار ان کے شعری مجموعے ھیں -

قتیل کے گیتوں کے موضوعات عام طور پر عشق و محبت کی مختلف کیفیات ھیں -

لاگی سینے میں برھا کی آگ	ھائے میرا تن من جلے
کیسے رووں جگاوں میں بھاگ	ھائے میرا تن من جلے (۱)

---

(۱) قتیل شفائی - جھومر - ص ۴۹

دیا جلے ساری رات

جل جل جائے   تو بجھائے   مجھ برہن کے ساتھ

دیا جلے ساری رات (۱)

قتیل کے گیت عورت کے جذبات کا اظہار نہیں بلکہ اس کے جسم کی پکار بھی ہیں (۲) گیت زبان کے ذریعے جذبات کا بیان ہے اور رقص جسمانی حرکات کے ذریعے جذبات کا اظہار ہے قتیل کے گیتوں میں یہ دونو چیزیں بیک وقت موجود ہیں - ان کے گیتوں میں دلی کیفیات کو زبان بھی دی گئی ہے اور تھرکتے ناچتے دل کو بھی گیتوں میں سمو یا ہے -

گوری بیچ بجارناچے

تن ہی من میں تڑپے   پھر بھی کرکے سگارناچے

گوری بیچ بجارناچے (۳)

دل کو دل کی گود میں لیکر   پیار کو پیار کی لوری دیکر

گیت خوشی کے گاؤں

میں چھمک چھمک لہراؤں (۴)

---

(۱) قتیل شفائی - جھومر - ص ۱۰۱

(۲) وزیر آغا - اردو شاعری کا مزاج - ص ۱۹۹

(۳) قتیل - جھومر ص ۷۷

(۴) قتیل - جھومر ص ۲۲

قتیل نے اپنے گیتوں مین غم دوران کو بھی موضوع بنایا ہے روٹی کے لئے انسان کو کیا کچھ نہین کرنا پڑتا ہر ذلیل سے ذلیل کام بھی وہ پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے کر سکتا ہے -

سب پھوٹے ہین کلی کلی اس ظالم پیٹ کی خاطر
دیکھ چکے ہم لیڈر ویڈر یہ ہین پیٹ کے بندے
ہم کھاتے ہین ان کا دھوکا یہ کھاتے ہین چندے
سب نے منہ پر خاک ملی اس ظالم پیٹ کی خاطر (۱)

وہ معاشرت کے تاریک پہلوؤں کو بھی بے نقاب کرتے ہین - طوائفون کے مسائل کو اس طرح بیان کرتے ہین -

ناچ رہی ہے چاند سی دلہن اپنی سج سے دور
قسمت پھوٹی ساجن چھوٹے روٹھ گیا سندور
آس نراس کے دورا ہے پر دکھیا کا پیار ناچے (۲)

دیکھا جائے گا جو ہو گا آس تو ہو گئی پوری
تل گئی سونے چاندی مین اک مفلس کی مجبوری
کیا سودا ہے انمول (۳)

---

(۱) قتیل شفائی جھومر ص ۹۹
(۲) " " " ص ۷۷
(۳) " " " ص ۱۰۱

اس بازار میں پیار کے سودے چمکے ہیں دن رات
ہوتی ہے ایک ایک ٹھمکے پر چاندی کی برسات
سب اسی نشے میں چور   یہی اس دنیا کا دستور
ملا لے نین ملا لے (۱)

قتیل کا دل اس معاشرتی اور معاشی زبوں حالی سے تڑپ جاتا ہے ان کے لہجے میں تلخی پیدا ہو جاتی ہے اور بے اختیار اس نا انصافی پر خدا سے شکوہ کرتے ہیں

تو نے کالے پیلے پنچھو نگر نگر میں پالے
بول یہ کیا اپنا ہے ہے او سانپوں کے رکھوالے
امرت بردیوں نے بانٹے مجھ کو زہر کے پیالے
کیا اس کا دن ہی میں نے تجھ کو بھگوان تھا ـــ داتا ـ کیا مانگا کیا پایا (۲)

داتا تیرے سب جھوٹے داتا
داتا تیرے سب جھوٹے
بھکشا مانگے بھوکی دھرتی   موتی کیا نہ کرتی
تب سینچا ہے باغ کو تونے   سڑ گئے جب گل بوٹے
داتا داتا تیرے سب جھوٹے (۳)

---

(۱) قتیل شفائی   جھومر   ص ۶۹
(۲) " " " ص ۱۱
(۳) " " " ص ۸۶

قتیل کے گیت سیدھی سادی مترنم زبان میں لکھے گئے ہیں - موسیقیت ان گیتوں کی امتیازی خصوصیت ہے - قتیل کا مزاج فلمی ہے اس لئے جذبے سے زیادہ موسیقیت کو ان گیتوں میں دخل ہے - یہ موسیقیت ان کے گیتوں کو تاثیر اور دلفریبی بخشتی ہے - اور ذہن میں ایک جھنکار پیدا کرتی ہے -

موہے چاندی کی پائل منگا دو سجن

خالی پیروں سے پنگھٹ کو میں کیا چلوں

اپنی سکھیوں کو دیکھو تو من میں جلوں

وہ تو ناچیں میں شرما کے منہ پھیر لوں

موہے پنگھٹ کی رانی بنا دو سجن (۱)

قتیل کے یہ گیت جذبات کا بےساختہ اظہار نہیں ہیں بلکہ دھنوں کے پیش نظر لکھے گئے ہیں اس لئے موسیقیت لے اور دھن پر ہی زیادہ توجہ ہے - موسیقیت کو برقرار رکھنے کے لئے انہوں نے حروف کی تکرار اور جملوں کی تکرار سے بھی کام لیا ہے - ان کے گیتوں میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ لرزاں اور رقصاں ہیں

پلک پلک پیار تیرا جھلک جھلک جائے

پاؤں تیرے چھونے موہے پلک پلک جائے (۲)

---

(۱) قتیل شفائی - جھومر - ص ۵۰

(۲) " " - " - ص ۳۸

تیرا آنچل رنگ رنگیلا رنگ رنگ مین باس تی

قتیل کے گیتون کا هر هر مصرعه خارجی ترتیب اور داخلی آهنگ کے اعتبار سے موسیقیت سے لبریز هے

راه تکون تری پلک پلک مین گھونگھٹ کے پٹ کھولے

کنگن کھنکے هاتھون مین اور پائل جھنکے پاؤن مین

اب کے ساون اور پردیسی آجا اپنے گاؤن مین (۱)

قتیل نے خاص تعداد مین گیت لکھے هین ان کے گیتون کا امتیازی وصف ان کی نغمگی اور جھنکار هے جو کانون مین ا رس گھولاتی هے -

عبدالمجید بھٹی

عبدالمجید بہت دن تک کسی پرائمری اسکول مین ٹیچر تھے پھر کاتب بنے اور کئی سال تک خوشنویسی کرتے رهے - بچون کے لئے ایک اخبار بھی نکالا تھا - انهین معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اس لئے ان کے لہجے مین کہین کہین تیزی اور تیکھا پن آگیا هے -

بھٹی نے معاشی - اخلاقی اور معاشرتی موضوعات پر قلم اٹھایا هے وه هر تکلیف اٹھا کر اپنے دست بازو کی کمائی پر جینا چاهتے هین - وه محنت اور جنفشانی کو قابل تحسین خیال کرتے هین اس کے لئے وه بڑی سے بڑی ناکامی سے دوچار هونے کو تیار هین لیکن بے عزتی کی زندگی انهین پسند نہین هے -

---

(۱) قتیل - جھومر - ص ۲۸

جھونٹی کتنا کشٹ اٹھائے

پھر کہین اپنی روزی پائے

پر وہ ہمیشہ ڈھونڈ کے کھائے

اسکا چلن اپناؤن (۱)

معاشرت کی تصاویر پیش کرتے وقت ان کا لہجہ کہین کہین تند ہو گیا ہے - دولت کی غلط تقسیم کی وجہ سے ایک طرف لوگ فاقے کر رہے ہین اور دوسری طرف عیش و عشرت کی محفلین گرم ہین اور روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے - اس نا انصافی پر وہ خدا سے شکوہ کرتے ہین -

گدّی پر دھنوان براجے

مورکھ جانے عقل کی لیلا

مجھ سے نہ دیکھا جائے مین جانون اپنائے

داتا ! تو ہے سب کا داتا

اور منصف کہلائے

اس پہ شیطانی چالا

تجھ سے دیکھا جائے

تو کیون منصف کہلائے (۲)

---

(۱) عبدالمجید بھٹّی - دیس کی لیلا

(۲) عبدالمجید بھٹّی - ادب لطیف نومبر ۱۹۴۰ ص ۳۶

باپ کے نوکرے پر زندگی گزارنا اور نردھن کے ساتھ نا انصافی انھیں منظور نہین - طبقاتی سماج کی برائیون پر وہ گیتون مین بھرپور طنز کرتے ھین -

محنت سے گھبرانا
باپ کے نوکرے پر اترانا
اور پھین سے راجہ بنکو
بنکے نکھٹو بیٹھ کے کھانا
یون جینا منظور نہین
یون جینا منظور نہین (۱)

وہ اس طبقاتی نظام کو قابل نفرت سمجھتے ھین جس مین ایک طرف دھنوان ھین جو نہ صرف روپیہ پیسہ اور دنیاوی عیش و عشرت پر قابض ھین بلکہ بھگوان پر بھی جن کا پورا پورا حق ھے - جہان اچھوت کو مندرون مین داخل ھونے اور پوجا کرنے کی بھی اجازت نہین ھے -

مان مہیت کی مالی رجنی آتی تھی اٹھلاتی
پہنچی کرشن دوار سے
آگے مت بڑھ شہر بالکا
دیکھ بہیت پکارے
دور بیٹھ کر دیکھ مورتی
واپس لیجا پھول

---

(۱) عبدالمجید بھٹی - دیس کی لیلا

نیچ جات کو مل نہین سکتی پر بھو چرن کی دھول (۱)

اس ناانصافی کو دیکھ کر وہ خدا پر بھی طنز کرنے سے نہین چوکتے -

تو مندر مین بیٹھ رھا ھے بہن کے ھیرے موتی

مین حیران ہون اس پر تجھکو الجھن کیون نہین ہوتی

توڑ پھوڑ کر دوار دھنش سب کر دے ایک سمان

من مندر مین بس نہ سکے تو مت کہلا بھگوان (۲)

وہ غلامی کو پاپ سمجھتے ھین خاموشی سے ظلم سہتے رھنے کو بزدلی وہ انگریزی راج کے خلاف بھی آواز اٹھاتے ھین اور ھندوستانی عوام کو للکارتے ھین -

اٹھ - نیچ دھنی اور کنگلے

ہو بہادر لولے لنگڑے

اپنے گھر مین آپ براجین

دخل سہین نہ پرایا - مورکھ

اپنے دیس مین راج بدیسی

کیون تیرے من بھایا (۳)

---

(۱) عبدالمجید بھٹی - اردو کاویہ کی ایک نئی دھارا - ص ۲۱۵ اپندر ناتھ اشک - ھندوستانی اکیڈمی الہ آباد

(۲) عبدالمجید بھٹی اردو کاویہ کھاریک نئی دھارا - ص ۲۱۲ "

(۳) عبدالمجید بھٹی

ہے دنیا میں پاپ غلامی

پاپ کے بندھن توڑیں گے ہم

پریت کا ناطہ جوڑیں گے ہم (۱)

حب وطن کے جذبے کو بھی انہوں نے گیتوں میں موضوع بنایا ہے -

اپنے دیس کے شوبھا نیاری

اپنا دیش ہے سب پر بھاری

جیون جوت جگائیں

ساجن

جیون جوت جگائیں (۲)

انہوں نے ماھیا کے طرز پر بھی گیت لکھے ہیں -

نشے سے برستے ہیں گھنگھور گھٹاؤں میں

میخوار ترستے ہیں (۳)

ان معاشرتی - معاشی - اور سیاسی موضوعات کے علاوہ ان کے گیتوں میں رومانیت کے درشن بھی ہوتے ہیں -

مہکے پھول اور تارے جاگے

---

(۱) عبدالمجید بھٹی - دیس کی لیلا

(۲) عبدالمجید بھٹی - دیس کی لیلا -

(۳) عبدالمجید بھٹی - ماہ نو کراچی مئی ۱۹۵۴ ص ۳۲ .

سندر پریم سہارے جاگے

گن گن مین البیلی آشا جھوم اٹھی لہرا گئی

پھر تم نے مجھے بلایا (۱)

انہون نے سادہ اور عام فہم زبان مین گیت لکھے ھین جن مین نغمگی اور ترنم بھی ھے -

پھول کھلے گئی ہوگن تولے

بے سدھ بھونرا کیا بولے

گن گن گن

پیار کی ریت نہ بھول

مین بھونرا تو پھول

موھے من جب لہرائے

ساوے جگ پر چھا جائے

چھن چھن چھن

من بپنا پر جھول

مین بھونرا تو پھول (۲)

سمٹی ھوئی چاھین ھین

پھیلی ھوئی راھون پر

---

(۱) عبدالمجید بھٹی - ادب لطیف فروری ۱۹۴۷ء ص ۲۳

(۲) عبدالمجید بھٹی - ادب لطیف - سالنامہ ۱۹۵۷ ص ۲۰۷

مایوس نگاهین ھین

ایسے مین کہان جائین

جب دل نہ ھو پہلو مین

ارمان مچل جائین (۱)

بھٹی کے گیت موضوعات کے لحاظ سے قابل توجہ ھین -یہ محض روایتی گیت نہین ھین بلکہ یہ بھٹی کے دل کی پکار ھین -ان مین وہ تلخیان گھلی ھوئی ھین جن سے وہ زندگی مین دو چار ھوئے ھین - اسی لئے ان گیتون کا لہجہ کہین کہین خاصہ طنزیہ اور تیز ھو گیا ھے کہین کہین تو باغیانہ جوش عروج پر پہنچ گیا ھے اور وہ خدا پر بھی طنز کرنے سے نہین چوکے -

یہ گیت نہ صرف بھٹی کی جذبات کے عکاس ھین بلکہ ان مین اس دور کی معاشرتی -سیاسی اور معاشی حقیقتین بھی سموئی ھوئی ھین -ادب نہ صرف ادیب کے جذبات و خیالات کا عکاس ھے بلکہ وہ اپنے دور کا بھی آئینہ ھوتا ھے بھٹی کے گیتون مین یہ دونون خصوصتین بیک وقت موجود ھین - ان کے گیت ان کے دل کے ترجمان بھی ھین اور اس دور کے عکاس بھی -بھٹی کا کارنامہ یہ ھے کہ انہون نے گیت کی لے مین سماج کی لے بھی ملا دی اور گیت کی روح کو مجروح نہ ھونے دیا -

خاطر غزنوی

محمد ابراھیم بیگ نام - خاطر غزنوی قلمی نام اور خاطر تخلص ھے -وطن پشاور ھے جہان ۵- نومبر ۱۹۲۵ کو آپ کی پیدائش ھوئی - خاطر صاحب ریڈیو پاکستان پشاور مین ملازم ھین

---

(۱) عبدالمجید بھٹی - ماہ نو کراچی -مئی ۱۹۵۲ ص ۳۲

لیکن اس مشغلے سے قطع نظر ان کا بیشتر وقت ادب و شعر کی خدمت میں گزرتا ہے انجمن ترقی اردو (سرحد) کے وہ بڑے مخلص اور سرگرم کارکن رہے ہیں - پشاور میں اردو کی ترویج و اشاعت کے لئے انہوں نے مسلسل جدوجہد کی ہے -

وہ جدید دور کے اچھے شاعر ہیں - ان کی شاعری کی ابتدا گو غزل سے ہوئی لیکن نظموں اور گیتوں کی طرف ان کا رجحان زیادہ ہے -

ان کا رومانی کلام بڑا متوازن ہے انقلابی نظموں میں نعرہ بازی کے بجائے ٹھوس حقیقتیں پوشیدہ ہیں - انہوں نے کہانیاں بھی خاصی تعداد میں لکھی ہیں ان کے افسانوں کا مجموعہ "افسانہ" اور ایک ناولٹ "پھول اور پتھر" چھپ چکا ہے روپ رنگ ان کے گیتوں کا مجموعہ ہے -

ان کے گیت رومانی فضا میں پروان چڑھے ہیں لیکن ان میں سستی جذباتیت کو کہیں جگہ نہیں مل سکی ہے - بلکہ ان کا رومان سنجیدہ اور صحت مند ہے اس کا اندازہ ان کے گیتوں سے ہو جاتا ہے -

وہ حسن کے پجاری ہیں اور یہ حسن انہوں نے سراپا میں ہی تلاش کیا ہے آنکھ - پلک ہونٹ - بال - باہیں - جوڑے - مانگ - بندیا - جھومر - جھمکے چنری - پائل اور بالے کے بڑے حسین دلفریب اور جاندار موقع پیش کئے ہیں احمد ندیم قاسمی نے ان کے ان مرقعوں کو "کسی مصور کا مکمل شاہکار" (۱) صحیح کہا ہے ہر تصویر بڑی دلکش جاذب نظر اور پر اثر ہے -

---

(۱) احمد ندیم قاسمی - یہ گیت ص ۱۴ روپ رنگ خاطر غزنوی - یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

بندی کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں -

ماتھے چمکے بندیا کا ننھا سا تارا
تیکھا تیکھا گہرا گہرا
سمٹا سمٹا سہما سہما
جیتا جیتا ہارا ہارا (۱)

گیتوں میں تصویر کشی کی زیادہ گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ تصویر کشی کرتے وقت عام طور پر بیانیہ انداز پیدا ہو جاتا ہے - لیکن باوجود اس کے خاطر غزنوی کے گیتوں کا انداز بیانیہ نہیں ہو پایا ہے -

تیری لانبی لانبی پلکیں - کالی کالی بوجھل بوجھل
نندیا ان سے الجھی الجھی
پلکیں پھر بھی سلجھی سلجھی
ان کی چھاؤں بادل بادل (۲)

تیرے متوالے جوڑے میں پھولوں کی بگیا لہرائے
جیسے راتوں کی جھولی میں
تاروں کے دیپک مسکائیں
جیسے جگنو اک ٹولی میں
روپ سجائے -

---

(۱) خاطر غزنوی - روپ رنگ - ص ۳۳
(۲) خاطر غزنوی - روپ رنگ - ص ۲۵

تورے متوالے جوڑے مین پھولون کی بگیا لہرائیے (۱)

زیورات کی تفصیل مثنویون مین مل جاتی ہے لیکن زیورات کی جیسی بھر پور عکاسی خاطر نے اپنے گیتون مین کی ہے وہ قابل تحسین ہے -

جیسے دو شاخین پھولون کی

بگیا مین موجین پھولون کی

جیسے چاند کی اوٹ مین تارے

تھم تھم ڈولین

جم جم چمکین ... پیلے پیلے جھمکے نیارے (۲)

ان کے یہ گیت علحدہ علیحدہ اپنی جگہ مکمل - حسین اور دلفریب مرقع ہین لیکن اگر ان مرقعون کو ایک بڑے کینوس پر برابر ترتیب سے اکھٹا کر دیجئے تو ایک ہندوستانی سہاگن کی بھرپور اور جاندار تصویر ابھرے گی جس کی رگون مین زندگی کی دھمک آپ واضح طور پر سن سکینگے -

ان کے گیتون مین آہین اور دبی دبی کسک بھی ہے - انہون نے خود بھی کہا ہے -

میری آہین ہو کے مجسم کاغذ پر گر جاتی ہین

لیکن اسکو ساری دنیا اپنا گیت سمجھتی ہے (۳)

---

(۱) خاطر غزنوی - روپ رنگ - ص ۲۹

(۲) خاطر غزنوی - روپ رنگ - ص ۴۷

(۳) خاطر غزنوی - روپ رنگ - ص ۱۷

وہ محبت کی دھیمی دھیمی آنچ میں پگھلنا چاھتے ھیں

دھیمی دھیمی آنچ ھے جیون کی

تھی جوبن کی آنچ

اس سے پگھلیں نین جھروکہ میں کیا پتھر کیا کانچ

دھیمی دھیمی آنچ (۱)

پریت ایک آزار ھے لیکن وہ اس کے باوجود اس سے کنارہ کش نہیں ھونا چاھتے -

دکھ کے ساگر وہ وہ چھلکیں

ڈھلکیں ڈھلکیں آنسو ڈھلکیں

پریت سہی آزار نہ چھینو

مجھ سے میرا پیار نہ چھینو (۲)

ان کے گیتوں کو پڑھئیے تو ایسا معلوم ھوتا ھے کہ شاعر نے اپنی ھی کہانی نظم کی ھے جس میں پہلی ملاقات سے لیکر جدائی تک کی داستان بیان کہی گئی ھے شاعر حسن سے متاثر ھوتا ھے ملاقاتیں بڑھتی ھیں لیکن اچانک ھی محبوبہ کی شادی کہیں اور ھو جاتی ھے وہ فراق یار میں تڑپتا ھے نالہ و فریاد کرتا ھے لیکن محبت جو بظاھر اس کے لئے ایک آزار بن گئی ھے اس کو اپنا سرمایہ حیات بھی سمجھتا ھے دوسروں پر اعتماد کرتے جھجکتا ھے دنیا کو اپنی محبت کا دشمن سمجھتا ھے اور اس طرح ایک المیہ ڈھنگ سے یہ کہانی ختم ھو جاتی ھے -

---

(۱) خاطر غزنوی - روپ رنگ ص ۷۷

(۲) خاطر غزنوی - روپ رنگ ص ۱۰۰

خاطر غزنوی نے پشتو کی مقبول دھنوں میں بھی گیت لکھے ھیں ان گیتوں میں پشتو گیتوں کی گرمی اور آنچ محسوس ھوتی ھے اپنے مجموعہ کلام میں گیت سے پہلے انہوں نے وہ دھن بھی لکھ دی ھے جس کو نظر میں رکھ کر وہ گیت لکھا گیا ھے ان گیتوں میں فراق کو موضوع بنایا گیا ھے - یہ گیت وھاں کے جیالے باشندوں کے جذبات کا بخوبی اظہار کرتے ھیں - پٹھانوں میں جہاں مردانگی ~ جوانمردی عزم اور حوصلہ ھے وھاں ان کے دل میں نرم و نازک جذبات کی موجیں بھی گامزن ھیں ان گیتوں میں صرف شمشیر و سنان کی داستانیں ھی نہیں بلکہ طاؤس و رباب کے دلکش زمزمے بھی ھیں - بہار کو بھی ان میں موضوع بنایا گیا ھے -

کالی کالی بدلیوں نے کیف برسایا

فضا بہکی ھوئی ھے

ھوا مہکی ھوئی ھے   گھٹا مہکی ھوئی ھے

ھر اک مخمور سا ھے

نشے میں چور سا ھے   غموں سے دور سا ھے

شادمانی لایا

جھومتا بادل ھوا کے دوش پر لہرایا (۱)

آیا بادل آیا

کومل اور مدھر الفاظ سے سجے ھوئے ننھے ننھے مصرعے سکھ اور دکھ کی بڑی جاندار تصاویر پیش کرتے ھیں - اور دل پر ایک بھرپور نقش چھوڑتے ھیں -

---

(۱) خاطر غزنوی - روپ رنگ ص ۱۱۷

نین
کمل کے پیالے
تیکھے تیکھے کومل کومل
میٹھے میٹھے نرمل نرمل
مدھر مدھر متوالے
نین
کمل کے پیالے - (۱)

الفاظ کی تکرار سے حسن اور موسیقیت پیدا کی ہے -ان کے گیت موسیقار کا ایک مکمل راگ ہیں (۲)

دم دھم دم جھم جھن جھن جھن جھن جھم جھم پائل بولے (۳)

ڈھولک باجی شاخیں جھومیں ناچ اٹھی پروائی
تا نن دھن تا دھن دھن دم جھم
مہکی بہاری (۴)

صرف "ک" یا کھ کی تکرار سے گیت کو دلکش بنایا ہے اور آہنگ پیدا کیا ہے

کوک کوئلیا کوک (۵)

---

(۱) خاطر غزنوی - روپ رنگ ص ۲۱

(۲) احمد ندیم قاسمی - یہ گیت ص ۱۵ روپ رنگ - خاطر غزنوی

(۳) خاطر غزنوی روپ رنگ ص ۵۵

(۴) خاطر غزنوی - روپ رنگ ص ۱۹۸

(۵) خاطر غزنوی -روپ رنگ ص ۸۰

مانجھی دیکھ دیکھ کر کھینا (۱)

الفاظ کے استعمال میں انہیں مہارت حاصل ہے نرم و نازک سبک اور لطیف الفاظ کا برمحل استعمال ان کے گیتوں میں مل جاتا ہے۔

مہکی مہکی

بہکی بہکی

نکھری نکھری - بکھری بکھری نرمل نرمل اور دھنوان

ناچ رہی ہے تیرے ہونٹوں پر الھڑ میٹھی مسکان (۲)

خاطر نے مجموعی طور پر دلکش اور پر اثر گیت لکھے ہیں - جن میں بھرپور تصاویر بھی ہیں اور دلاویز ترنم بھی - جن میں چھوٹی چھوٹی ٹیڑھی ترچھی لکیروں سے واضح نقوش ابھار سے ہیں - اردو ادب کو انہوں نے گیتوں کا خاصہ سرمایہ عطا کیا ہے جو اپنی جگہ قابل قدر ہے - خاطر غزنوی کے ان گیتوں میں ہندی دیو مالا کی بھرمار بھی نہیں ہے جبکہ ہمارے گیت کاروں کا یہ عام رحجان رہا ہے کہ وہ کرشن اور رادھا کا تذکرہ گیتوں میں ضروری سمجھتے ہیں - کنہیا - بنسری - رادھا اور گوپیاں یہ چند چیزیں ہر گیت کار کے یہاں مل جاتی ہیں - میرا مطلب یہ نہیں کہ ان کا استعمال گیت میں کوئی کمزوری پیدا کرتا ہے بلکہ اس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ خیال کرنا غلط ہے کہ ان کی غیر موجودگی میں گیت کے تانے بانے نہیں بنے جا سکتے - جن لوگوں کا مطالعہ سطحی ہے

---

(۱) خاطر غزنوی - روپ رنگ ص ۸۴

(۲) خاطر غزنوی - " ص ۳۱

صرف ان کے گیت روایتی گیتوں میں بند ھ کر رہ جاتے ہیں اور وہ لوگ یا تو صرف جنس کی ناتون کو نظم کرتے ہیں یا پھر رادھا کرشن کی چھیڑ چھاڑ اور برج کے پنگھٹوں کی کہانیوں کو گیت کا موضوع بناتے ہیں - یہ موضوع گیتوں میں اس قدر عام ہو گیا ہے کہ بغیر اس کے گیت کا تصور کرنا ہی ناممکن ہو جاتا ہے - خاطر غزنوی کے گیتوں کو آپ ان بند ھنوں سے آزاد پائیں گے - ان کے گیتوں میں اردو کا خالص مزاج رچا بسا ہے جو لوگ گیت کو ھندی کی صنف کہتے ہیں وہ ان گیتوں کو پڑھیں تو ان کو اندازہ ہوگا کہ اردو میں گیت کی اپنی روایت ہے یہ بات دوسری ہے کہ یہ صنف بعض وجوھات کی بنا پر اردو میں غزل یا دوسرے اصناف کی طرح ترقی نہیں کر پائی گو بیسویں صدی میں اسپر خاص توجہ ہوئی ہے -

جمیل الدین عالی

مرزا جمیل الدین احمد نام - عالی تخلص - یکم جنوری ۱۹۲۶ کو دھلی میں پیدا ہوئے - عربک کالج دھلی سے بی - اے کیا قیام پاکستان کے بعد ترک وطن کرکے کراچی چلے آئے اور یہاں پر ابتداً کسی اور محکمہ میں ملازم ہوئے پھر آفسر انکم ٹیکس کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہو گیا - جہانتک شعرو شاعری کا تعلق ہے موصوف بچپن سے ہی شعر کہتے تھے عالی نے شروع سے غزل میں ہی دلچسپی لی ہے لیکن انہوں نے گیت اور دوھے بھی لکھے ہیں - ان کا مجموعہ کلام " غزلیں دوھے اور گیت " کے نام سے شائع ہوا ہے -

عالی موجودہ دور کے وہ شاعر ہیں جن کے کلام میں سماجی شعور اور معاشی اور

معاشرتی مسائل کو خاص طور پر اہمیت دی گئی ہے - ان کی غزلوں میں نئی زندگی کی جھلک ہے- گیتوں اور دوہوں کے موضوعات میں تنوع اور رنگا رنگی ہے ان کی نظر سطحی طور پر زندگی کو جذباتی زاویہ نظر سے نہیں دیکھتی بلکہ ان کی باریک بینی زندگی کی حقیقت اور اس کی سنگینیوں کا پردہ فاش کرتی ہے - ان کا انداز جذباتی نہیں ہے بلکہ اس میں تخیل اور جذبے کو سمویا گیا ہے - وہ نئے دور - نئی زندگی اور نئی فضا کی عکاسی کرتے ہیں -

گیت میں کیفیت پیدا کرنے کے لئے چونکہ غم کی تپش ضرور ہے اس لئے عالی نے بھی اپنے گیتوں میں اس روایت کو نبھایا ہے - اور اس موضوع پر چند گیت لکھے ہیں -

سانپ سا بنکر ڈس جاتا ہے

تیرے بنا جب بھی آتا ہے

چاند میرے آنگن میں

کون سمایا من میں (۱)

اس تڑپ و کسک کے ساتھ ہی ان کے گیتوں میں پر امید فضا کے درشن بھی ہوتے ہیں - انہیں یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن "کوئی" آکر ان کی دنیا میں پیار کا پرچم لہرائیگا - کیونکہ وہ "ڈھنڈ لیے ہیں پر نور نہیں" اسی سہارے پر وہ اپنے "آدرشوں کا خون پیتے ہیں" اور اپنی "پھلواری کو مہکانے والے کے لئے سراپا انتظار بنے ہوئے ہیں -

---

(۱) جمیل الدین عالی - غزلیں دوہے - گیت - ص ۱۷۷ مکتبہ نیا دور کراچی

هم دھندلے ھین بے نور نھین
ھے دیر یہ وہ دن دور نھین
جب اپنے پیار کا پرچم بھی
لہرائے گا
کوئی آئے گا (۱)

ان کے گیتون مین بعض اوقات بلند آنگی جوش اور ولولہ بھی مل جاتا ھے -

آن مری چٹانون کی سی
شان مری دیوانون کی سی
رنگت وہ پیمانون کی سی
کیفیت افسانون کی سی (۲)

کھین تو یہ بلند آھنگی ھے اور کھین ان کا لہجہ نہایت دھیما ہو گیا ھے -

نیدین اڑ گئین راتون کی
اور راتین ھین برساتون کی
پھول کھلے ھین بن مین
کون سمایا من مین (۳)

---

(۱) جمیل الدین عالی - غزلین دوھے گیت - ص ۱۸۲ مکتبہ نیا دور کراچی
(۲) " " - ص ۱۷۶
(۳) " " - ص ۱۷۶

ان کی نظروں صرف جذبات کے تانے بانے میں نہیں الجھتیں بلکہ زندگی کے حقائق کو بھی تلاش کرتی ہیں - معاشرتی مسائل ہوں یا معاشی بد حالی سب کی ترجمانی وہ اپنے گیتوں میں کامیاب ڈھنگ سے کرتے ہیں - حسین و دلکش ہونے کے باوجود بھی نیچے طبقے کی اچھوت لڑکی سماج میں اچھی نظر سے نہیں دیکھی جاتی اور نہ ہی اسے کوئی دوسرا طبقہ اپنانے کو تیار ہوتا ہے -

ایسے روپ کے ہوتے ہوئے بھی

سونی سونی نگریا بیٹھا وہ ہری جن کی تیریا (۱)

معاشی حالات انسان کو کیا کیا کچھ کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتے روٹی کی تلاش میں اسے در در کی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں سخ عزت و بے عزتی کا احساس مٹ جاتا ہے جسم بیچے جاتے ہیں -

یہ روٹی کی ان تھک بازی

جب ختم ہوئی تولے سازی

یہ اپنی لگن

ہر بات بھین آجاتی ہے

چھن چھنن چھنن (۲)

عالی کے گیتوں میں انفرادی اور اجتماعی مسائل بھی نظم ہوئے ہیں وقت اور حالات انسان کو کیا سے کیا بنا دیتے ہیں

---

(۱) جمیل الدین عالی - غزلیں دوہے گیت ص ۱۸۳

(۱) جمیل الدین عالی - غزلیں دوہے گیت ص ۱۸۳ مکتبہ نیا دور کراچی نمبر۵

کتنے گہرے تال ہوائے

جن سے ہون منسوب افسانے

بس اک بوند سے بھر جاتے ھین

آنکھین دیکھتی رہ جاتی ھین (۱)

معاشی - معاشرتی مسائل نے ہر ایک کا سکون قلب چھین لیا ھے -

گو پراج دکھی

بلراج دکھی

مہاراج دکھی

......

......

نادان دکھی

گنوان دکھی

دھنوان دکھی

کیون عالی جی کچھ تم بھی کہو

کیا اب بھی نہین بھگوان دکھی (۲)

انہون نے چند گیت ناچ کے بھی لکھے ھین -

ناچ لیے ناچ لیے

---

(۱) جمیل الدین عالی - غزلین دوھے گیت ص ۱٦۵ مکتبہ نیا دور کراچی نمبر ۵

(۲) " " - " ص ۱۸۵ "

ناچ لے

گردش مے سے لذت ہر انداز میں

مستیاں ساز میں

ناچ لے

گر رہی ہے جوانی سنبھل جائے گی

ناچ لے (۱)

ان کے گیتوں میں تخیل جذبات پر غالب ہے

آنکھیں دیکھتی رہ جاتی ہیں

کتنے اچھے پیارے

کیسے کیسے دوست ہمارے

کیا کیا باتیں کر جاتے ہیں - (۲)

عالی کی زبان صاف سادہ اور بے ساختہ ہے -ان کے گیتوں میں نہ تو ہندی الفاظ کی بھر مار ہے اور نہ ہی فارسیت کا غلبہ - پاکستان کے بہت سے گیت کاروں کی طرح وہ ہندو دیو مالا میں بھی نہیں الجھے ہیں - حروف کی تکرار سے سادگی زبان کو جھنکار عطا کرتے ہیں -

یہ باج چھنن چھنن چھن چھن کی

بیساکھ میں آشا ساون کی

---

(۱) عالی - غزلیں دوہے گیت - ص ۱۸۷ - مکتبہ نیا دور کراچی نمبر ۵

(۲) " " - ص ۱۶۵ "

سب گائے ھین

دیوانے ھین

حالی نے گو چند گیت لکھے ھین مگر یہ گیت اچھے گیت ھین - ان کی ایک خصوصیت یہ ھے کہ ان کا انداز روایتی نہین ھے بلکہ ان مین جذبات کی مصوری کے ساتھ سماج کی حقیقتون کی نقاب کشائی بھی ھے -

تاج سعید

تاج سعید اس دور کے شاعر ھین - ان کے گیتون کا ایک مجموعہ شایع ھو چکا ھے اور ادبی رسالون مین ان کے گیت برابر شائع ھوتے رھتے ھین - تاج سعید کے گیتون مین ایک نئی فضا کے درشن ھوتے ھین ان مین سماجی شعور کی بیداری حال کو روشن تو بنانے کی آرزو اور انسان کی عظمت اور طاقت پر ایمان رکھنے کی تلقین ھے -

سورج تیرے پاون چومین

دھرتی تیرے سنگ مین گھومے

پریم لگن کے گیت سنا اور جاپ ھری کا نام

پھر بھی جاپ ھری کا نام (۱)

غم و مایوسی کی فضا کو دور کرکے وہ نئی زندگی اور نئی امنگ پیدا کرنا چاھتے ھین - جیسے خزان کے بعد بہار آتی ھے اسی طرح ھر غم کے بعد خوشی لازمی ھے تو پھر غم اور مایوسی کو زندگی کیون بنایا

---

(۱) تاج سعید - اردو کے پریم گیت ص ۵۵ مرتبہ بلراج حیرت - اشوک پاکٹ بکس دھلی

جائے - اس لئے تاج سعید کے گیتوں میں ناکام و نا مراد اور بزدل انسانوں کے لئے نیا عزم و حوصلہ ہے

جاؤ ستارو نیا سویرا لاؤ

اندھیارے میں کب تک بیٹھے من بہلاؤ گے

کب تک سوکھے پتوں سے یہ محل سجاؤ گے

یہ جھڑ آخر بیتے گی ساون رت آئے گی

جیون کی شاخوں پر کوئل جھوم کے گائے گی

تم بھی اپنا سوگ مٹاؤ

جیو کے سب بندھن بسراؤ

گاؤ گیت ملن کے گاؤ

جاؤ نیا سویرا لاؤ (۱)

تاج سعید نے براہ راست فراق کے جذبات کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان جذبات کے اظہار کے لئے علامتوں کا سہارا لیا ہے - مثلاً سخت دل اور بے وفا محبوب کے لئے چاند اور چکورے کی علامتوں کا استعمال کیا ہے -

مت اڑ چاند کی اور

چکورے

مت اڑ چاند کی اور

ھر جائی کب پریت نبھائی

تو لپکے وہ ھٹ جائے

---

(۱) تاج سعید - اردو کے پریم گیت - ص ۵۶ - مرتبہ بلراج حیرت - اشوک پاکٹ بکس دھلی

جگ کے جھوٹے بھور

چکورے

مت اڑ چاند کی اور

چھب کا گورا من کا کالا

سب کو میت بنانے والا

ہر ہر دے کا چور

چکورے (۱)

معاشرت کی عکاسی دیکھئے جہاں مکاری دھوکے بازی فریب اور لالچ ہی سب کچھ ہے - جہاں ایماندار انسان ہمیشہ مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور دھوکے باز اور مکار عیش کے مزے لوٹتا ہے -

یہ جگ کیا ہے موت کا پھندا

لوبھی بندے لوبھ کا دھندا

جب تو ان سے گھبراوے گا ——— دکھ پاوے گا

یہ ہے ڈھول کا پول مورکھ

کسباؤں کی لاج کے موتی

نیلم اور پکھراج کے موتی

جب تو ان کے کام آوے گا ——— سکھ پاوے گا -

روپا ملے گا کوڑی مول (۲)

---

(۱) تاج سعید - سہ ماہی صحیفہ لاہور - تیسرا سال - پہلا شمارہ ص ۱۸۲

(۲) تاج سعید - شاہکار الہ آباد - نمبر ۱۳ - ص ۹۹

وہ ماضی کی یادوں اور مستقبل کے روشن خوابوں میں کھونا نہیں چاہتے بلکہ حال پر ان کو یقین ہے - اسی لئے وہ ہر ممکن کوشش سے حال کو سکون بخش بنانا چاہتے ہیں -

کل کی باتیں دکھ کا کارن

کل کی باتیں زہر کا پیالا

کل کی باتوں کے چکر نے

انہوں کے بھنور میں ڈالا

انہوں کے بھنور سے نکلو

گئے سمے پر مت پچھتاؤ

کل کی باتیں بھول بھی جاؤ

آج کا جشن مناؤ

کل کے جھوٹے سپنوں میں

مت کھو کر عمر گنواؤ

کل کی باتیں (۱)

تاج سعید کی زبان بھی عام فہم ہے نہ فارسی کے الفاظ کی بہتات ہے اور نہ ہی سنسکرت کی کٹھن شبد اولی -

سندر کلیو مت شرماؤ

گھونگھٹ کو مکھ سے سرکاؤ

---

(۱) تاج سعید - اردو کے پریم گیت - ص ۵٦ مرتبہ بلراج سوسک کومل

پکیا مین ہریالی چھائی

مست پون نے لی انگڑائی (۱)

تاج سعید کے گیتون کا محور نہ تو صرف حسن و عشق اور اسکی مختلف کیفیات ہین اور نہ ہی انہون نے بھگتی تحریک کے زیر اثر کرشن اور رادھا کی علامتون کا سہارا لیا ہے - بلکہ ان گیتون مین ہماری معاشرت کی عکاسی ہے - پر امید فضا ہے انسان کی عظمت اور اسکی طاقت پر ایمان ہے ماضی اور مستقبل کے خوابون سے دور حال کو روشن بنانے کا حوصلہ ہے یہ تمام موضوعات گیت کے ارتقا کی کہانی سناتے ہین- کیونکہ ایک عرصے تک گیت زیادہ تر حسن و عشق کے فسانون مین کھویا رہا مگر اب اس مین زندگی کے سبھی پہلو آگئے ہین - اس اعتبار سے تاج سعید کے گیتون کا شمار ان گیت کارون مین کیا جا سکتا ہے جو گیت کو نیا موڑ دینے مین کامیاب ہوئے ہین -

نگار صہبائی

نگار صہبائی کا شمار جدید دور کے پاکستانی گیت کارون مین ہوتا ہے - ان کے گیت مختلف رسالون مین شائع ہوتے رہتے ہین - جیون درپن ان کے گیتون کا مجموعہ ہے - انہون نے تقریباً ساٹھ گیت لکھے ہین - حسن و عشق کے فسانے ان کے گیتون مین روایتی انداز مین نظم ہوئے ہین - عام طور پر گیتون مین اظہار عشق عورت کی جانب ہوتا ہے لیکن نگار کے گیتون مین کہین کہین مرد بھی عاشق ہے - گیت کی دنیا مین یہ نیا موڑ ہے - کیونکہ گیت جبتک تصوف کے زیر اثر رہا عورت کی طرف سے اظہار عشق کی روایت پر ہی عمل ہوتا رہا - لیکن جدید دور مین جب جسمانی اور جنسی پہلو

---

(۱) تاج سعید - مشرب کراچی ۱۹۵۵ - ص ۱۲

صحت مند ذریعے سے راہ پانے لگے اور مجازی عشق پے جھجک ہونے لگا تو مرد کی طرف اظہار عشق بھی گیتون مین جگہ پانے لگا - اختر شیرانی - منیر نیازی اور نگار صہبائی کے گیت اس کی اچھی مثالین ھین -

مین کیسا لگتا ھون گوری

اب یہ کس سے پوچھون (۱)

گوری اب کس کارن مجھ سے

بیتے دنون کی بات نبھاوے (۲)

ان گیتون مین اظہار عشق مرد کی جانب سے ھے - اس کے باوجود گیت کی نزاکت اور نسوانیت مجروح نہین ہوئی - نگار کے گیتون کا انداز روایتی ھے - یہ گیت ھند و دیو مالا کے اثرات سے بھرے پڑے ھین ان مین شیام رادھا اور گوپیون کی شرارتین اور چھلین ھین -

مرلی کی سوگند ھ چھوڑو کلائی

پاؤن پڑون مین سیس نواؤن (۳)

نگار کو ھندوستانی دھرتی ھندو دیومالا ھندی تہذیب سے محبت ھے تقسیم ھند کے بعد جن سیاسی مسائل نے بھائی بھائی کو جدا کر دیا - اپنے بیری بن گئے - تمام ناتے ٹوٹ گئے اور دیس پردیس بن گیا ایسی حالت مین اس شخص کی دلی کیفیات ملاحظہ ھون جو ھندوستان چھوڑ کر پاکستان چلا گیا ھے -

---

(۱) نگار صہبائی - جیون درپن - ص ۷۷ دھنک پبلشرز کراچی

(۲) نگار صہبائی - جیون درپن ص ۱۸

(۳) نگار صہبائی - درپن ص ۲٦

کاھے سندر تن بلائین

ھم اب کیسے لوٹ کے جائین

ماتھے کی ھر چندن ریکھا

ٹوٹ رھی ھے جیسے ناتا

کیسے دھیر بندھائین

ھم اس دیش مین کیسے جائین

لوگ جسے پردیس بتائین

ھاتھون سے بندیا کو چھوکر

جانے کیا سمجھائین

ھم کس کو پرنام کرین

کیسے تلک لگائین

کیا کیا من سندیسے آئین (۱)

ان موضوعات کے ساتھ ھی سدھ نگار کے گیتون مین جنسی جذبات کو بھی موضوع بنایا گیا ھے -

روپ سگندھ انگیا مین بند

جیون بن مہکائے

یہ انگیا یہ پاپ کی گھڑی

موھن جسکو تاکین

بھگون اس مین روپ تمہارے

---

(۱) نگار صہبائی - جیون درپن - ص ۱۴

سو دروپن سے جھانکیں (۱)

نگار نے خوبصورت تشبیہات و استعارات کے ذریعے فطرت کی بڑی حسین اور دلفریب تصویریں بنائی ہیں -

پھاگن کی یہ شام سہانی کیسے سنائی جائے

ڈوب رہا ہے سورج جیسے مہندی کوئی چھڑائے

ہولے ہولے یوں گلی میں پھول بچھائی جائے

مہوے کی ڈالی پر بیٹھا پنچھی تان اڑائے

آئی دھنک کی اوڑھ چنریا

برکھا کی متوالی شام (۲)

نگار سے ایک غلطی بھی سرزد ہوئی ہے مثلاً وہ کرشن کو رکھشش کہتے ہیں کرشن کو بے وفا-چھلیا-نٹ کھٹ-چت چور اور ادھوی تو ضرور کہا گیا ہے لیکن کرشن کے لئے راکھشش کا لفظ کہیں بھی استعمال نہیں ہوا جیسا کہ نگار نے کیا ہے -

کیسے ساگر پہ اشنان کرنے گئی

بھول بیٹھی کہ من کی ہے گاگر بھری

رکھشش بندرابن میں تھا کوئی شام

بولو بولو کہاں من گئی تھی شام (۳)

---

(۱) نگار صہبائی - جیون دروپن ص ۲۳

(۲) نگار صہبائی - جیون دروپن - ص ۱۷

(۳) نگار صہبائی - جیون دروپن - ص ۱۳

واکھشش لفظ دراصل اس شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو تمام برائیوں کا مجسمہ ہو کرشن کا یہ روپ مجھے کہیں نظر نہیں آتا اس لئے کرشن کو واکھشش کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا -

نگار کے گیت سادہ رواں اور موسیقیت سے پر ہیں - بھاشا کے الفاظ نے ان میں نزاکت و لطافت پیدا کر دی ہے -

وستا کا جل بن گیا بادل مکھ بجلی سا چمکے
پریم گھاٹ سے اٹھے ہیں بادل جھم جھم امرت برسے
منہ دھوتا جائے سنسار
او ساون کی چنچل نار (۱)

ان کے گیتوں میں ٹیپ کے مصرعے کی تکرار نہیں ہے لیکن ان کے گیتوں کے مکھڑے (گیت کی پہلی لائن) ہی اس کمی کو پورا کر لیتے ہیں -

سن ری سکھی موری پائل کی چھن
میں چلوں تو ستارے لٹاوے گگن
میں رکوں تو ہو اک تال میں کتنے سم
مورے پیروں تلے گیت لیتے جنم
چال سنگیت میں میرا تن من مگن (۲)

نگار نے خاصی تعداد میں اچھے گیت لکھے ہیں - ان کے گیتوں میں تنوع نہیں ہے لیکن سادگی

---

(۱) نگار صہبائی - جیون درپن ص ٦٤
(۲) نگار صہبائی - جیون درپن ص ۲۷

شیرینی اور موسیقیت نے ان کو پر اثر بنا دیا ہے -جدید دور کے گیت کاروں میں ناصر شہزاد -تاج سعید اور نگار صہبائی نے ہی گیت کی طرف بھر پور توجہ کی ہے -اس اعتبار سے ان کی اہمیت مسلّم ہے نگار ناصر شہزاد کے بعد جدید دور کے دوسرے بڑے گیت کار کہے جا سکتے ہیں -

زہرہ رضوی

زہرہ رضوی نے گیتوں میں فراق و وصال کی مختلف کیفیات کے ساتھ ہی ساتھ حب وطن کو بھی موضوع بنایا ہے ان کے رومانی گیت "ہندی گیتوں کے آہنگ اور مزاج سے قریب ہونے کے بجائے لوک گیتوں سے زیادہ قریب ہیں "

میت موہے ناہی ملن ملیے میں
دیکھن صورتیا میں پگ پگ کھوئی
ماتھے پہ بندیا کا چاند بنالائی
نینوں میں کاجل کے ڈورے سجا لائی
ہاتھوں میں مہندی کی سرخی رچا لائی
بیلا چمبیلی کی خوشبو چرا لائی
میت موہے ناہی ملن ملیے میں (۲)

زہرہ رضوی کے قومی گیتوں میں ہندوستانی کے ذرے ذرے سے محبت کا جذبہ کارفرما ہے

---

(۱) زہرہ رضوی - گیت -الدار

(۲) زہرہ رضوی - لہر لہر ندیا گہری ص ۱۳۱ مکتبہ صبا" معظم جاہی مارکیٹ حیدرآباد

یہ ہے میرا ہندوستان میرے سپنوں کا جہان

ہنستا گاتا جیون اسکا دھوم مچائے موسم

گنگا جمنا کی لہروں میں سات سروں کے سرگم

تاج ایلورہ جیسے سندر تصویروں کے البم

یہ ہے میرا ہندوستان میرے سپنوں کا جہان (۱)

اس گیت میں کوئی نئی بات نہیں ہے مگر اسکا فنکارانہ جوش اور جذبہ اور اسکی موسیقی اپنی طرف متوجہ ضرور کرتے ہیں -

اسکے گیتوں میں موسیقیت جاری و ساری ہے یہ موسیقیت انہوں نے صوتی آہنگ اور جملوں کی تکرار سے پیدا کی ہے -

بن میں جھولوں پر لہرائے

اوڑھے سرخ سنہری آنچل

بجتی پائل ہنستا جھومر

بجتی پائل ہنستا جھومر

گوری آجا گائیں ملہار (۲)

میت موہے ناھی ملن میلے میں

سکھیوں سے چولی چنریا رنگوائی

جوڑا گلابی پہن کے میں آئی

جھنک جھنک پائل تو چھن چھن کلائی (۳)

---

(۱) زہیر رضوی - لہر لہر ندیا گہری -ص۱۲۰ مکتبہ صبا معظم جاہی مارکیٹ حیدرآباد

(۲) زہیر رضوی - لہر لہر ندیا گہری -ص۱۲۱

(۳) زہیر رضوی - لہر لہر ندیا گہری -ص ۱۳۱

غنایت روانی اور سادگی ان کے گیتوں کی امتیازی خصوصیات ہیں - اپنے گیتوں کی غنایت کے متعلق وہ خود رقمطراز ہیں " میرے سبھی گیتوں میں ترنم اور روانی اپنے صوتی آہنگ میں ضرور ملے گی - جیسے میں نے آبشاروں کے روح پرور ترنم اور چاند کے خرام ناز سے چرایا ہے " (۱)

دیواروں کو دیپوں کی ورمالائیں پہنا دو
جن رستوں سے ساجن آئیں ان پر پھول بچھادو
گویا جھلکے پایلیا باجے یوں یہ گنگنائے
کہ پیتم آرہے نین مسکار ہے

زہیر رضوی نے قومی اور رومانی گیت سیدھی سادی زبان میں لکھے ہیں جنکی موسیقیت نے انہیں پر اثر اور دلفریب بنا دیا ہے - گیت میں زہیر رضوی کا کوئی خاص کارنامہ نہیں ہے مگر ان کے کئی گیت اپنی موسیقیت جوش اور جذبے کی وجہ سے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور ان کی بعض نظموں اور غزلوں میں بھی گیت کی روح ملتی ہے -

ناصر شہزاد

ناصر شہزاد ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ میں پیدا ہوئے - "چاندنی کی پتیاں ان کی غزلوں اور گیتوں کا مجموعہ ہے - دوسرا مجموعہ "پہنا دریا بہتی منسری زیر ترتیب ہے - انہوں نے "نیا گیت" کے نام سے بھی کچھ تجربے کئے ہیں -

---

(۱) زہیر رضوی - گیت - اقدار پٹنہ - اکتوبر ۱۹۶۷ء - ص ۲

(۲) زہیر رضوی - لہر لہر ندیا گہری - ص ۱۳

ناصر کے کلام میں ایک طرف بھگتی دور کا ماحول نظر آتا ہے تو دوسری طرف جدید دور جدید ماحول اور جدید فضا کے درشن بھی ہوتے ہیں - ناصر اس دھرتی کی بو باس اور روح سے پوری طرح واقف ہیں - وہ محض اسکے مزاج داں ہی نہیں ہیں بلکہ ہندوستان کی روح کی گہرائیوں میں ہمہ تن غرق ہیں - اسی لئے ان کی غزلوں اور نظموں کا مزاج بھی خالص ہندوستانی ہے - غزلوں کا یہ انداز لائق ستائش ہے - میرے خیال میں غزل کی بقا کے لئے یہ اسلوب نیک فال ثابت ہوگا -

گوری تورے سنگ ہے مجھکو جنم جنم سے پیار
تو گوکل کی مدھوبتی ہے میرا متھرا کا شام
ناصر اک دھاگہ بنجارے سے باندھ کے من کی ڈور
اپنے نگر کے لوگوں میں وہ آپ ہوئی بدنام (۱)

مندرجہ بالا غزل پڑھکر یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ نہ تو غزل کا روایتی مزاج ہے اور نہ ہی غزل کی روایتی زبان - ناصر کی غزلوں پر بھی گیت کی فضا مسلط رہتی ہے - ان غزلوں میں تشبیہات و استعارات تمامتر دیسی ہیں صرف ردیف و قافیہ کی پابندی ہے - اگر یہ قید ہٹا دی جائے تو صرف گیت رہ جائیگا غزلوں کا یہ انداز انفرادیت کا حامل ہے -

ناصر کے گیتوں کا موضوع وصال و ہجر کی گوناں گوں کیفیات ہی ہیں - جن میں شدید جذباتیت نے رنگ بھرا ہے -

ساجن بدرمنیر تجھ بن دل گھبرائے
آندیا کے بیر بادل گھر گھر آئے (۲)

---

(۱) ناصر شہزاد - چاندنی کی پتیاں - ص ۲۳ مکتبہ ادب جدید لاہور

(۲) ناصر شہزاد - اوراق - ص ۲۲۸ - شمارہ خاص ۱۹۶۶

انکے گیتوں میں روح کی پیاس اور جسم کی پکار بھی ہے -

کٹھیے گھڑے کے گرد

موتیا کے پھولوں کے گجرے

جاگے ساری رتیا گوری

اٹھ اٹھ کے ٹھنڈے پانی سے

اپنے تن اور من کی ترشنا

چوری چھپے بجھائے

کچیے گھڑے کے گرد

موتیا کے پھولوں کے گجرے

لپٹے ہوئے دیکھے تو اس کو

ایسے لگے جیسے کہ اس کے

نرم سر یر کے گرد پیا کی

باھوں کا لچکیلا ھالا

پل چھن کستا جائے (۱)

ملن کی کیفیات بھی ناصر نے بہت خوبصورتی سے نظم کی ہیں —

انگنا میں ہوائیں جھومتی ہیں

پرچھائیاں دھیان میں گھومتی ہیں

مکھڑے کو حیائیں چومتی ہیں

موری سونی سیج سہاوت ہے

---

(۱) ناصر شہزاد - غیر مطبوعہ

پردیسی پی گھر آوت ہے (۱)

گیت میں عام طور پر اظہار عشق عورت کی جانب سے ہوتا ہے لیکن اردو گیتوں میں کہیں کہیں مرد کی جانب سے بھی اظہار عشق ملتا ہے ۔ناصر نے بھی اپنے چند گیتوں میں اس طرز کو اپنایا ہے ۔اور اس نزاکت لہجہ اور خود سپردگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا جو گیت کی روح ہے ۔

تیری باٹ تکت ہے گوری مورکھ من دن رینا
پیار کے نٹ کھٹ سپنے دیکھیں یہ متوارے نینان
کون تجھے سمجھائے
کاہے نین چرائے
مجھ سے مت مکھ پھیرو کہ میں ہوں تیرے پریم کی مایا
تیری چاہ میں کھوکر میں نے اپنا آپ گنوایا
ان مت روگ لگائے ۔
کاہے نین چرائے (۲)

چند گیت ساون اور بسنت کو موضوع بنا کر بھی لکھے ہیں ان میں ناصر نے فطرت کی بڑی حسین تصویریں پیش کی ہیں ایک مثال ملاحظہ ہو ۔

بہتی ندی کی کلن منّن پر
گھری گھٹا کی رنن جھنن پر
خوشبو کی چھا گل چھلکائی

---

(۱) ناصر شہزاد ۔ چاندنی کی پتّیاں ۔ص ۳۹
(۲) ناصر شہزاد ۔ چاندنی کی پتیاں ۔ص ۳۲

آتی نسبہ

آتی نسبہ اخلاقی گانی (۱)

ناصر نے کرشن کو چھلیا اور بے وفا کے روپ میں پیش کیا ہے کرشن کا یہ روپ رتی کال میں عام رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی کرشن کا وہ روپ بھی ہے جو اپنے فرائض کو پہچانتا ہے اور گوکل چھوڑ کر متھرا چلا جاتا ہے - جس کے سامنے رعایا کا دکھ سکھ اور اسکی حفاظت رادھا کے پیار سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے - وہ عاشق ہے لیکن اپنے فرائض کو بھی خوب پہچانتا ہے - ناصر نے کرشن کے صرف ایک ہی روپ کو موضوع بنایا ہے - اس وجہ سے ان کے پڑھنے والوں کے سامنے کرشن کا بھی ایک روپ ابھرتا ہے

رادھے جب انکھیا کو کھولے

وقت کے جنگل میں جب سادھ کے بیٹھا بھگون بولے

رادھے جب انکھیا کو کھولے

چھوڑ کے پوجا کی رکشا وہ پریت کرے ناری سے

رادھے متواری سے (۲)

ناصر نے سادہ عام فہم اور مترنم زبان میں اچھے گیت لکھے ہیں - روانی اور جھنکار ان کے گیتوں کی خصوصیت ہے جو گیت میں موسیقیت پیدا کرتی ہے -

سانجھ سکارے تجھ کو پکارے نور کی چھم چھم

نرموہی پریتم

---

(۱) ناصر شہزاد - سہ ماہی سیپ کراچی - ص ۱۸۵

(۲) ناصر شہزاد - چاندنی کی پتیاں - ص ۶۰

من مندر میں پھوٹیں تیری چاہت کی پھلجھڑیاں

تجھ سنگ انکھیاں لڑیاں

چھیڑ کسی بندراین میں اب پریم کی مست مرلیا

اورے منوہر چھلیا

مدھر ملن کے راگ الاپے سانسوں کے سرگم

ترموهن پریتم (۱)

پی کے درس کو جیارا ترسے

ساون کی رت چھم چھم برسے

پچھوا بولے مندا ڈولے

چھلکے نجریا سے پیار رے

چھائی ہے برکھا بہار رے (۲)

ان کے گیتوں میں فارسی اور ہندی الفاظ کا دلکش سنگم گیت کے حسن کو دو بالا کرتا ہے -

چاند سے نایاب چہرہ پھول سے نیارے نین

ھائے ری او روپ کی راجیشوری تیرا بدن (۳)

ساجن بدرمنیر تجھ بن دل گھبرائے - (۴)

---

(۱) ناصر شہزاد - چاندنی کی پتیاں ص ۲۴۰

(۲) ناصر شہزاد - چاندنی کی پتیاں ص۵۶

(۳) ناصر شہزاد -چاندنی کی پتیاں -ص۲۸

(۴) ناصر شہزاد - ماهنامه اوراق - لاهور -شماره خاص ۱۹۶۶

ناصر نے مترنم زبان میں دلکش گیت لکھے ہیں جن میں موضوعات کے اعتبار سے تنوع نہیں لیکن گہرائی ہے جو دل پر دیرپا اثر چھوڑتی ہے - انہوں نے نیا گیت کے نام سے بھی چند تجربے کئے ہیں ایک مثال دیکھئے -

گوندھ کر دھواں اور بھاپ
اپنی کوکھ کے رس میں
مل کے ساون کی صدا
آنگنوں میں لہرائے
آنگنوں کو کلپائے
نردھنوں کا من لرزے
صبح کی کرن لرزے
دور ادھر کہیں اس پار
پربتوں کے پچھواڑے
موتیے کی وادی میں
شام کے سمے تنہا
جھیل کے تلے بیٹھی
اک لجیلی لجونتی
شہر کے گلی بن کا
راستہ نہارتی ہے
گوندھ کر گلابوں کی
بدھیاں کلائی میں
مینہ کو پکارتی ہے (۱)

---

(۱) ناصر شہزاد - غیر مطبوعہ

اردو ادب کے لئے یہ تجربات نیک فال اور امید افزا ہیں -

بعض اوقات ناصر سے چند غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہیں مندرجہ ذیل گیت پڑھئے

مجھ سے پریت کرے تو پریت کی سندر ریت نبھائیے
سرسوتی کہلائیے

سرسوتی ھندو دیومالا میں علم کا نشان مانی گئی ہے - لیکن ناصر نے اسکو پریم کی علامت مانا ہے -
دوسرا شعر ملاحظہ ہو -

ناصر اس کوشلیا کا
یہ دل کوشن مراری ہے

کوشلیا رام کی ماں تھیں اس اعتبار سے وہ ممتا کی علامت تو ضرور ہو سکتی ہیں لیکن وہ محبوبہ نہیں ہو سکتیں - میرے خیال میں وہ کوشلیا اور رادھا میں کوئی امتیاز ہی نہیں کر سکے اور کوشلیا کو بھی گوپی ہی سمجھ لیا -

باوجود ان تمام کوتاھیوں کے ناصر نے بہت اچھے گیت لکھے ہیں - اگرچہ انہیں موضوعات کے اعتبار سے تنوع نہیں ہے لیکن کیفیت اور گہرائی ہے - وہ گیت کے مزاج دان بھی ہیں اور گیت کی راہ کے سالک بھی - اس لئے ان کا شمار جدید دور کے ممتاز گیت کاروں میں کیا جا سکتا ہے -

وہ ممتاز شعراؑ جنہون نے گیت بھی لکھے ہین

اس باب مین ہم ان شعراؑ کے گیتون کا جائزہ لین گے جنہون نے خاص طور پر گیت کی طرف توجہ نہین کی بلکہ یا تو منہ کا مزہ بدلنے کے لئے گیت لکھے ہین یا پھر اپنے جذبات و خیالات کو براہ راست عوام تک پہنچانے کے لئے گیت کا سہارا لیا ہے -کیونکہ گیت جذبے کا اظہار ہے یہ وہ صنف سخن ہے جو دل کی گہرائیون مین اتر جاتی ہے اور ایک بھر پور نقش چھوڑتی ہے اس لئے جب بھی کبھی دل کی گہرائیون مین اترنے کی کوشش کی گئی ہے یا عوام تک اپنے جذبات اور خیالات پہنچانے کی ضرورت ہوئی ہے تو گیت کو ہی آلہ کار بنایا گیا ہے -اردو کے ممتاز شعراؑ کے کلام مین گیتون کی بھی موجودگی دیکھکر یہ بات اور واضح ہو جاتی ہے -اقبال -جگر -حسرت اور جوش جیسے ممتاز شعراؑ نے جو گیت لکھے ہین وہ نظر انداز نہین کیے جا سکتے -

اقبال نظم کے شاعر ہین انہون نے گیت پر توجہ نہین کی لیکن باوجود اس کے ان کی کئی نظمین بڑی مترنم ہین - فارسی مین تو نظم نما گیت بھی ملتے ہین -ہندوستانی بچون کے قومی گیت مین روانی -ترنم اور جذبہ تینون سموئے گئے ہین - ٹیک کا مصرعہ دھرا کر گیت کی نغمگی کو برقرار رکھا ہے -

یونانیون کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہان کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جسکی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکون کا جس نے دامن ہیرون سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے (۱)

---

(۱) اقبال - کلیات اقبال -ص ۸۰ - نیو تاج آفس دھلی نمبر ٦

ان کی نظم ترانہ ہندی کا عنوان ہی اسکی غنایت کو ظاہر کرتا ہے یہ نظم آج تک ایک قومی ترانہ کی حیثیت سے گائی جاتی ہے - ضرب کلیم مین محراب گل افغان کے نام سے جو حصہ موسوم ہے اس مین بھی ایک گیت ملتا ہے -

روس بدلے شام بدلے بدلا ہندوستان

تو بھی اے فرزند کہستان اپنی خودی پہچان

اپنی خودی پہنچان اونماقل افغان (۱)

یہ گیت اقبال کے جوش جذبے اور مقصدی لہجے کو ظاہر کرتا ہے -خیال کی گہرائی اور پشتو شاعری کا لہجہ اس گیت کو ایک خاص نغمگی عطا کرتا ہے او غافل افغان ٹیپ کا مصرعہ ہے جس سے گیت کی وحدت کو قائم رکھا گیا ہے - اقبال مین گیت لکھنے کی بڑی صلاحیت تھی یہ بات دوسری ہے کہ چند وجوہات کی بنا پر وہ اسطرف متوجہ نہ ہو سکے -

مضطر خیر آبادی اپنی شوخ غزلون کے لئے ممتاز ہین -مگر وہ تمام اصناف سخن پر قادر تھے - ان کے صاحبزادے جان نثار اختر نے رسالہ سہیل علیگڑھ مین ان پر جو مضمون لکھا ہے اسکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مضطر نے ملہار -ٹھمری -دادرا اور نسبت سبھی کچھ لکھا ہے -ان تمام گیتون پر برج بھاشا کا اثر ہے -ان کے زیادہ تر گیت مقبول ہوئے ہین اور زبان زد عوام ہین -

چھا رہی اودی گھٹا جیرا مورا لہرائے ہے

---

(۱) اقبال - کلیات اقبال ص ۲۷۲ مکتبہ ادب جدید کشمیری محلہ لکھنئو

سن ری کوئل باوری تو کیون ملہارین گائے ہے -

او پپیہا آ ادھر مین بھی سراپا درد ہون　　آم پر کیون جم رہا مین بھی تو ویسی زرد ہون

فرق اتنا ہے کہ اس مین رس ہے مجھ مین ہائے ہے (۱)

سادگی سلاست اور ترنم ان کے گیتون کی خصوصیت ہے -

کہا مان لے پپیہرے نہ لے پیا کا نام

بالی عمریا کو دیکھ

سونی سجریا کو دیکھ

ہوک کی لوک کلیجوا مین لاگے

کوک سے نہ پھونک جیارا

نہ لے پیا کا نام　　(۲)

حسرت موہانی غزل کے مجدد کہے جاتے ہین - انہون نے غزل کو تہذیب رسم عاشقی سے آشنا کیا اور غزل کو ایک نیا رنگ و آہنگ بخشا - انہون نے خاص طور سے غزل پر ہی توجہ کی ہے - رباعی قصیدہ کی طرف انہون نے زیادہ توجہ نہین کی دو چار تضمنین ضرور لکھی ہین - کرشن جی سے عقیدت ہونے کی وجہ سے انہون نے گیت بھی لکھے ہین یہ گیت روایتی ہین وہی رنگ ہے جو اندر سبھا کے گیتون اور آغا حشر کے گیتون مین ملتا ہے - حسرت کے گیارہ گیت کلیات حسرت مین شامل ہین -

---

(۱) مضطر خیر آبادی - جان نثار اختر - سہیل علیگڑھ ص ۱۳۳

(۲) مضطر خیر آبادی - جان نثار اختر سہیل علیگڑھ - ص ۱۵۱

زبان و بیان اور موضوع کے اعتبار سے ان گیتون مین کوئی جدّت نہین ھے -

موسے چھیڑ کرت نند لال　　　　لئے ٹھاڑ ے عبیر گلال

ڈ ھیٹھ بھئی جنکی برجوری

اورن پر رنگ ڈال ڈال

ھم ھون دئیہے لپٹائے کے حسرت

ساری چھلبل نکال (۱)

رادھا کرشن کی ان سنجوگ بیوگ کی داستانون مین بِرہ کا رنگ ھی غالب ھے -ان گیتون مین حسرت نے خود کو فراق زدہ رادھا تصور کیا ھے جو کرشن کے متھرا جانے کے بعد گوکل اور بندرابن کی خاک چھانتی ھے لیکن کرشن کے درشن نہین ھوتے -آخرکار متھرا جاکر دھونی رمانے کا ارادہ کر لیتی ھے -

من تو سے پریت لگائی کنہائی

کا ھو اور کی سرت اب کا ھیکا آئی

گوکل ڈھونڈ ھو بندرابن ڈھونڈو

برسانے لگ گھوم کے آئی

تن من دھن سب وارد کے حسرت

متھرا نگر چل دھونی رمائی (۲)

---

(۱) حسرت موھانی -کلیات حسرت -دیوان ھشتم ص ۳۳۸ مرتبہ بیگم حسرت موھانی - مکتبہ اشاعت اردو

(۲) حسرت موھانی - کلیات حسرت - دیوان ھشتم - ص ۳۴۳　"　"　"

حسرت کے یہ گیت ایک طرف تصوف اور دوسری طرف بھگتی تحریک کی روایت کے مطابق ہیں کرشن کے علاوہ بزرگان دین سے عقیدت کا جذبہ بھی ان کے گیتوں میں جھلکتا ہے -

بغدادی دیا لو کھویا   ہم ہوں گریب ہیں پار جوّیا

برھا کی ماری نپٹ دکھیاری

تاگن کب لگ دور سے نیّا

پار اتار پیا سے ملاؤ   رزّاق پیا بانسے نگریا کے بسیّا

بانسے نگر کے فرنگی محل کے

ایکی نام کے دو دو کھوّیا

رزّاق وھاب پیابن حسرت   ہمری بتھا کا ہے کون سنیّا (۱)

حسرت کی زندگی میں سیاست کو خاصا دخل تھا لہذا ان کے گیتوں میں بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے گو وہ سودیشی تحریک کے مبلغ تھے لیکن سوراج پر پریم راج کو نچھاور کرنے میں بھی انہیں کوئی پس پیش نہیں تھا -

کوراج - سوراج سب بھول کے حسرت

اب مانگت   پریم   راج (۲)

برج بھاشا کے کومل شیریں اور لوچ دار الفاظ نے ان گیتوں میں نغمگی پیدا کر دی ہے -

---

(۱) حسرت موہانی - کلیات حسرت - دیوان ہشتم - ص ۳۲۷

(۲) حسرت موہانی - کلیات حسرت - دیوان ہشتم ص ۳۲۷

مو پہ رنگ نہ ڈارو مراری   بنتی کرت ہون تمہاری

پنہان/ کا جائے نہ دیہین

شیام بھرے پچکاری (۱)

زبان اور موضوع کے اعتبار سے ان مین کوئی نیا رنگ نہین ہے - اس دور مین جبکہ گیت ابھر رہا تھا - گیت لکھنے کا رواج عام ہو رہا تھا - غزل گو شعراء بھی اس سے دامن نہین بچا سکے - حسرت کے گیت اسکا بیّن ثبوت ہین -

جوش نے دو طرح کے گیت لکھے ہین ان کے گیتون کی ایک قسم تو وہ ہے جنکی تخلیق دھنون کے پیش نظر ہوئی ہے - یہ وہ زمانہ ہے جب وہ شالی مار فلمس سے متعلق ہو کر پونا مین مقیم تھے - ان مین متانت اور سنجیدگی کی جگہ فلمی فارمولے کے مطابق سستے جنسی میلانات نمایان ہین - جیسے "من کی جیت" فلم کا مندرجہ ذیل گیت ـــ

پاپی جنبا کا دیکھو ابھار

جیسے بنو انار (۲)

ان کے گیتون کی دوسری قسم وہ ہے جن مین فلمی مقاصد کو پیش نظر نہین رکھا گیا بلکہ جنکی تخلیق ادبی اہمیت رکھتی ہے - ان گیتون پر جوش کے مزاج کا اثر واضح ہے ان کی نظمون کی طرح ان کے گیتون مین بھی ہنگامہ طمطراق اور گھن گرج کے درشن ہوتے ہین - یہ گیت کی دنیا مین ایک نئی آواز ہے کیونکہ گیت کا مزاج اس کے برخلاف نرمی گداز تڑپ اور خود سپردگی سے عبارت ہے -

(۱) حسرت موہانی - کلیات حسرت دیوان ہشتم ص ۳۲۸

(۲) جوش ملیح آبادی - فلم من کی جیت

مین دھیرے دھیرے کیون بولون
مین تھر تھر تھر کیون کانپون
کیون اپنا منہ ڈھانپون
کیون نہ گھونگھٹ کے پٹ کھولون
مین دھیرے دھیرے کیون بولون (۱)

جوش کے چند گیتون مین کومل اور لطیف کیفیات بھی نظم ہوئی ہین جو گیت کے مزاج سے مطابقت رکھتی ہین -

من مندر مین آتا ہے ناجانے کون
جب ہوتی ہے بھور
گاتے ہین جب مور
تو من مین جون چور
چھپکے چھپکے آتا ہے ناجانے کون
من مندر مین آتا ہے نا جانے کون (۲)

جوش نے اچھے گیت لکھے ہین جو اپنی بلند آہنگی کے اعتبار سے انفرادیت کے حامل ہین -

---

(۱) جوش ملیح آبادی - اردو کاویہ کی ایک نئی دھارا - ص ۱۰۴ - اپندر ناتھ اشک

(۲) جوش - افکار جوش نمبر - ص ۴۲۶ مکتبہ افکار کراچی

جمیل مظہری نے ہندی اور اردو تغزل کو ایک سانچے مین ڈھالنے کا تجربہ کیا ہے یہ نظم مین جوش سے اور گیتون مین آرزو سے متاثر ہین - ہندی فضا - ہندی الفاظ اور ہندو دیو مالا سے بھی استفادہ کیا ہے ان کے گیتوں مین درد و کرب اور خود سپردگی عیان ہے -

اندر کی یہ چوٹ بری ہے رہ جاتی ہے پھانس
ٹھنڈے دلکی پونجی کیا ہے بس اک ٹھنڈی سانس
توڑ گئے وہ من کی بنیا کیا نکلین اب گیت
پہت بھی ہے پہت (۱)

اپنے دوست انوار کی لڑکی کے لئے ایک لوری بھی لکھی ہے -

جھونکے رک رک کر چلتے ہین ندی رتھم تھم کر بہتی ہے
جھوم رہی ہے ڈالی ڈالی شام سے فطرت اونگھ رہی ہے
میری پیاری سوجا سوجا
راج دلاری سوجا سوجا

آنچل مین پھولین جو کلیان ان سے مہکین دیس کی گلیان
سر پر ہو عصمت کی چادر گودی مین ہو تاب اور اکبر
میری پیاری سوجا سوجا
راج دلاری سوجا سوجا

گھر کی لچھمی بن کر رہنا ساس کی بیٹی بنکر رہنا -

---

(۱) جمیل مظہری - فکر جمیل - ص ۱۵۵ مکتبہ ادب پٹنہ

نورجہان کی ثانی ہونا بھارت کی مہارانی ہونا

میری پیاری پیاری سوجا

راج دلاری سوجا سوجا (۱)

سادہ اور مترنم الفاظ نے اس لوری کو نغمگی عطا کی ہے -بچی کو دعائین دی گئین ہین جو مان باپ کی محبت اور مامتا کی جذبات کی آئینہ دار ہین

مخدوم نے سیاسی گیت لکھے ہین ان مین ملک کی آزادی کی جدو جہد کے علاوہ سیاسی حالات کی تصویرین بھی ہین اور ملک کی معاشی زبون حالی پر اظہار افسوس بھی ہے -

ہم جس نگری مین رہتے ہین وہ نگری کیا دیکھو گے

ہم جس بستی مین بستے ہین وہ بستی کیا دیکھو گے

جاو جاو چھپ جاو ستارو

جاو جاو چھپ جاو (۲)

دوسری کی جنگ مین لڑنے والے سپاہیون سے گھر کے معاملات پر توجہ دینے کے لئے اس طرح اپیل کرتے ہین -

گر رہا ہے سپاہی کا ڈیرا

---

(۱) جمیل مظہری - نقش جمیل -ص ۲۴۸ مرتبہ رضا نقوی - مکتبہ ادب پٹنہ - ۴

(۲) مخدوم محی الدین -اردو شاعرون کا انتخابی سلسلہ ص۷ انجمن ترقی اردو علیگڑھ

ہورہا ہے مری جان سویرا

او وطن چھوڑ کے جانے والے !

کھل گیا انقلابی پھریرا

جانے والے سپاہی سے پوچھو وہ کہان جارہا ہے (۱)

مخدوم نے خاص طور پر گیت کی طرف توجہ نہین کی -چند گیت لکھے ہین اور کچھ مترنم نظمین بھی جنکی موسیقیت ان کو گیت سے قریب کر دیتی ہے - تاثیر غزل اور نظم دونون اصناف کی طرف متوجہ ہوئے ہین -انہون نے گیت کی طرف بھی توجہ کی ہے اور چھ گیت لکھے ہین -ان گیتون کا موضوع ہجر و وصال کی مختلف کیفیات ہی ہین مثلاً انتظار کرتے کرتے آنکھین تھک چکی ہین - ساون کی گھٹائین دل کو تڑپا رہی ہین یا ملاقات کی کیفیت سے دل سرشار ہے -

کب آوگے پیتم پیارے

کب آوگے پریم دوارے

رہ گئے پاؤن چلتے چلتے

تھک گئین آنکھین رستہ تکتے

کب آوگے پیتم پیارے (۲)

ساون مین برہن کی دلی کیفیات کا بیان دیکھئے —

بجلی چمکے بادل گرجے

رم جھم رم جھم مینھا برسے

---

(۱) مخدوم محی الدین - اردو شاعرون کا انتخابی سلسلہ ص۹ -انجمن ترقی اردو علیگڑھ

(۲) تاثیر - نیرنگ خیال - سالنامہ دسمبر ۱۹۳۴ع - ص ۴۲

اس بن اپنا جیرا ترسے

ہر آشا مرجھائی

کلی کھلی مسکائی

پھولون کی رت آئی (۱)

تاثیر کے گیت موضوعات کے اعتبار سے یا انداز بیان کے لحاظ سے قابل ذکر نہین ہین لیکن ان کی اہمیت صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ گیت کی روایت کو برقرار رکھتے ہین -

غزلگو شاعر جگر مراد آبادی نے اپنے ملک مین نوداردِ مسافر کو مخاطب کرکے ایک گیت لکھا ہے جس مین ۱۹۴۷ مین ملک کی تقسیم فسادات کی غارت گری اور حکمرانون کی دورنگی پر سخت تنقید کی ہے یہ بات قابل غور ہے کہ انہون نے اس موضوع کے لئے گیت کا فارم کیون اپنایا -

بھاگ مسافر میرے وطن سے میرے چمن سے بھاگ

اوپر اوپر پھول کھلے ہین بھیتر بھیتر آگ

بھاگ مسافر بھاگ (۲)

عبد الحمید عدم نے بہت سے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے -زندگی کے مختلف پہلوؤن پر بھی ان کے گیتون مین تبصرہ مل جاتا ہے مثلاً زندگی ایک کانٹا ہے ایک سایہ ہے ایک بوجھ ہے -

جیون اک کانٹا ہے ساجن

پھولون کی دیوار نہین

---

(۱) تاثیر - ادیب دہلی - جون جولائی - ۱۹۴۶ ص ۴۲

(۲) جگر مراد آبادی - آتش گل - ص ۱۴۶ -مکتبہ جامعہ دہلی

گیتون کی جھنکار نہین

جیون اکہ سایہ ھے ساجن

. . . .

جیون بوجھ ھے دو میتون کا (١)

ایکہ گیت ساون سے متعلق ھے -

ساون کی گھٹائین آئین

سرشار ھوائین آئین

سکھیون نے مرادین پائین

ھم کس سے نین ملائین مرجائین (٢)

انہون نے جنسی پہلوؤن پر بھی قلم اٹھایا ھے - میراجی کی طرح وہ جنسی جذبات کو نظم کرنے کے لئے استعارون اور کنایون کا سہارا نہین لیتے بلکہ انہون نے براہ راست اسکا اظہار کیا ھے -

ابروؤن مین گیت ھین

انکھڑیون مین جان ھے

کاش کوئی چھیڑ دے

اکہ گرہ ادھیڑ دے

گیسوؤن کے جال کو

چار سو بکھیر دے

---

(١) عبدالحمید عدم - گردش جام - ص ٨٥ - شہناز پبلشنگہ ھاؤ

(٢) عبدالحمید عدم - گردش جام - ص ٩٢ " " "

دیکھتی ہون رستہ

نین پھیر پھیر کر

کاش لائے چاندنی

کوئی صبد گھیر کر

دیکھ رے سجن

اب نہ اتنی دیر کر آکے مجھکو بھینچ لے

مرے سے ہونٹ سینچ لے (١)

گھونگھٹ مین چاند سا مکھڑا

مکھڑے مین نین رسیلے

او ساجن چھیل چھبیلے

انگیا کے بند ہین ڈھیلے

جوبن کی مدرا پی لے (٢)

عدم کے گیتون کی تعداد زیادہ نہین ہے لیکن موضوعات کے اعتبار سے ان مین تنوع ہے - اس لحاظ سے ان کے گیت اہمیت کے حامل ہین -

جیسا لکھنوی مجاز کے گیتون کے سلسلے مین رقمطراز ہین کہ "مجاز نے ایک گیت کار کی حیثیت سے شہرت کی انتہائی بلند یان حاصل کی ہین" (٣)

---

(١) عبدالحمید عدم - گردش جام ص ٩٧

(٢) عبدالحمید عدم - گردش جام - ص ٨٢

(٣) صہبا لکھنوی - مجاز ایک آہنگ - ص ٢٤٢ مکتبہ افکار کراچی

صہبا لکھنئوی نے اس معاملے مین مبالغے سے کام لیا ھے -مجاز نے صرف تفّنن طبع کے لئے چند گیت تو ضرور لکھے ھین جو اچھے گیت کہے جا سکتے ھین - لیکن اردو ادب مین مجاز کی حیثیت نظم نگار کی ھے گیت کار کی نہین -مجاز نے چند گیت عام فہم اور صاف ستھری زبان مین لکھے ھین اور ھندی کے مدھو الفاظ سے ان مین کیفیت بھی پیدا کی ھے لیکن وہ بڑے گیت کار نہین ھین - صہبا لکھنوی نے دراصل ان کی نظمون کا شمار بھی گیتون مین ھی کیا ھے -ان کے گیتون کا موضوع حسن و عشق ھی ھے لیکن ایک گیت بول اری او دھرتی بول مین سیاسی اور معاشی خیالات نظم ہوئے ھین -یہ مجاز کا ایک اچھا گیت ھے -

بول اری او دھرتی بول
راج سنگھاسن ڈالوا ڈول
بادل بجلی رین اندھیاری
دکھ کی ماری پرجا ساری
بوڑھے بچے سب دکھیا ھین
دکھیا نر ھین دکھیا ناری
سب بنئے ھین سب بیوپاری
بول اری او دھرتی بول
راج سنگھاسن ڈانواڈول (۱)

فیض نے باقاعدہ گیت کی طرف توجہ نہین کی لیکن حرف حرف مین ان کے پانچ گیت شامل ھین -

---

(۱) اسرارالحق مجاز - مجاز ایک آھنگ -ص ۴۷٦ مکتبہ افکار کراچی

جو موضوع انداز بیان اور نغمگی کے اعتبار سے اچھے گیت کہے جا سکتے ھین -

منوا کوئی دیپ جلاؤ

کالی رات سے جیوتی لاؤ

اپنے دکھ کا دیپ بناؤ

ھٹ نہ کرو من جاؤ

منوا کوئی دیپ جلاؤ (۱)

فیض نظم کے شاعر ھین انہون نے گیت محض تفنن طبع کے لئے لکھے ھین - لیکن یہ گیت صرف روایتی حسن و عشق کے مقیّد نہین ھین بلکہ موضوعات اور انداز بیان کے اعتبار سے اچھے گیت ھین -

حفیظ ھوشیار پوری نے زیادہ گیت نہین لکھے کیونکہ ان کا میدان غزل ھے چند گیت ھین جن کا ذکر یہان ضروری ھے -

کیسے کاٹون ان بن کالی رات

یاد آئے وہ پل پل چھن چھن　　　نیند اچاٹ ھوئی ھے اس بن

تھک گئین آنکھین تارے گن گن　　　ھوت نہین پربھات

کیسے کاٹون ان بن کالی رات (۲)

حفیظ ھوشیار پوری کے گیتون کا خاص موضوع برہ اور ملن ھی ھے یہ گیت کوئی نیا تجربہ پیش نہین کرتے -

---

(۱) فیض احمد فیض - حرف حرف - ص ۴۰ - کتاب کار پبلیکیشنز رامپور

(۲) हफ़ीज़ होशियारपुरी, उर्दू काव्य की एक नई धारा, पृ० 208, सम्पादक उपेन्द्रनाथ अश्क इलाहाबाद

یوسف ظفر نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے ان کے گیتون مین دنیا کی بے ثباتی کا بیان ہے اور برسات کی منظر کشی کی گئی ہے چند بھجن بھی ہین -

ڈھلتی رین کا سپنا جیون
مدھ ماتا اندھیارا آئے
چارون اور کا پلّو تھامے
گھڑی باند ہے اٹھا (۱)

مندرجہ ذیل گیت مین شانتی کا پیغام ہے

شام نام بھجو شام نام بھجو
جمنا تٹ پر آئے کنھائی
جس نے پریم کی بنسی بجائی
شانت شانت رہین ہم جگ مین
ہمین یہ بات سمجھائی
شام نام بھجو شام نام بھجو (۲)

یوسف ظفر کے گیت موضوع کے اعتبار سے اہمیت رکھتے ہین ان مین ملک کے حالات اور آپسی پھوٹ پر اظہار افسوس بھی کے ساتھ ساتھ شانتی کا پیغام سنایا گیا ہے اور باھمی اتحاد کا درس بھی دیا گیا ہے -

---

(۱) یوسف ظفر - ہمایون مارچ ۱۹۴۷ ص ۲۴۲

(۲) یوسف ظفر - ہمایون مارچ ۱۹۴۷ ص ۲۴۳

احسان دانش نے اپنی نظمون مین مزدورون کے مسائل معاشرت کے بیمار پہلوؤن کی عکاسی - فاقه کشی کے الم پرور مناظر محنت اور سرمایه دار کے خونچکان مرقع پامال انسانیت کے درد انگیز خاکے اور دولتمندی کے مظالم اس خلوص و دیانت سے پیش کئے هین که هر نظم دل پر ایک کیفیت چھوڑتی هے - احسان کے گیتون مین اس کے برعکس آپ کو برہ اور ملن کی مختلف کیفیات هی ملین گی - چند گیتون مین دنیا کے مکر و فریب کو موضوع بنایا گیا هے بعض اوقات گیت مین ایک موضوع کی تکرار ناگوار گزرتی هے - مندرجه ذیل گیتون کے ٹیکه کے مصرعے ملاحظه هون تینون مین ایک هی موضوع ایک هی انداز مین پیش کیا گیا هے -

ریت جگت کی پریت سے خالی سپنا هے سنسار (۱)

جگ کی جھوٹی پریت هے لوگو جگ کی جھوٹی پریت (۲)

جھوٹے جگ کی جھوٹی ریت (۳)

احسان کے برہ گیت ملاحظه هون

پپیہا بولت کیے اس پار

پریت کرن کی ریت نه جانی

---

(۱) احسان دانش - نوائے کارگر ص ۳۰۷ مکتبه دانش مرنگ لاهور

(۲) احسان دانش - نوائے کارگر - ص ۳۰۹ "

(۳) احسان دانش - نوائے کارگر - ص ۳۱۹ "

هائے پیا نے کی من مانی

نین ترسین برسے پانی

سووت ہے سنسار پپیہا بولت ہے اس پار (١)

برج بھاشا کے کومل اور مدھر الفاظ نے ان کے گیتوں میں نرمی اور شیرینی پیدا کر دی ہے -

چھپ دکھلا جا کرشن مراری

درس کے پیاسے ہیں نر ناری

کھائی ہے ایسی پریم کٹاری

ویاکل ہیں سب لوگ

سکھی ری

پریت ہے من کا روگ (٢)

احسان کا میدان گیت نہیں پھر بھی انہوں نے اچھے گیت لکھے ہیں اور گیت کی روایت کو آگے بڑھایا ہے ان کے گیتوں کی کل تعداد آٹھ ہے -

مجید امجد نے اپنے گیتوں میں صوتی آہنگ سے جھنکار پیدا کی ہے -

او طنبور بجانے راہی گانے راہی

جانے راہی

ساجن دیس کو جانا

---

(١) احسان دانش - نوائے کارگر - ص ٣١١ مکتبہ دانش مزنگ لاہور

(٢) احسان دانش - نوائے کارگر - ص ٣١٢

سوج بھرے من زھر بھرے من

ان کی آس بجھانا

چھنن چھنن چھنن   چھنن چھنن چھنن

ان کے چند گیتون مین لوک گیتون کا اثر بھی ھے -

کون دیس گئیو

نینان کون دیس گئیو

رت آئے رت جائے مہارے عمر کٹے رو رو

کجرارے متوارے نینان کون دیس گئیو - (۱)

وامق نے سیاسی اور انقلابی نظمین لکھی ھین جن کی روانی - ترنم اور انداز بیان انکو گیت کے بہت قریب لے آتا ھے - وامق نے چند گیت لکھے ھین جن مین لوک گیتون کا اثر نمایان ھے - دراصل یہ اس دور کا تقاضہ تھا جب عوامی بولی عوامی جذبات اور عوامی مسائل کو گلے لگایا جا رھا تھا اور عوام کے دل کی دھڑکنون پر ھاتھ رکھنے کی کوشش کی جارھی تھی -

کیسے کھیلن جئیے ھون ساون وا کجریا

بدریا گھر آئی گوری آ

جب تو چلیہو ناچت گاوت لچ لچ اپنی کمر لچکاوت

تو رسے پچھوان چلیہیے ساری بجریا

بدریا گھر آئی ۰۰۰ (۲)

---

(۱) مجید امجد - شب رفتہ - ص ۱۰۴ نیا ادارہ لاھور

(۲) وامق جونپوری - ھمارے گیت - ص ۱۳ - دوست پریس علیگڑھ

جھنک جھنک گوئیان باجے رے پایلیا

باجے رے پایلیا باجے رے

ساون مان بجائین کیسن گھونگھرو جھنگروا

گھنا ننا گھنا ننا گرجے بدروا

چمک چمک گوئیان جائے رے بجریا

جھنک جھنک (١)

وامق کے ان گیتون مین صوتی آھنگ سے نغمگی پیدا ھوگئی ھے -جو گیت کی امتیازی خصوصیت ھے- انھون نے قحط کے مسائل بھی اپنے گیتون مین سموئے ھین -

کھیتوا کٹت کے جگ بھولے گجئ کوڈ کے گھرنا ھین آوے

بھک مرنی سے ھمکو بچائے دیو ھو راما

اپنی صورتیا دکھائے دیو ھو راما (٢)

مختار صدیقی نظم کے شاعر ھین انھین موسیقی سے بھی خاصا شغف ھے -انھون نے اپنی ایک طویل نظم "موھن جودارو مین ایک اچھا گیت لکھا ھے -دوسرا گیت "[illegible]ایمن کلیان" مین ھے -

چھٹ گئی تارون کی افشان تو پیا گھر آئے

مورے پیا گھر آئے -

---

(١) وامق جونپوری - ھمارے گیت -ص ١٦ -دوست پریس علیگڑھ

(٢) وامق جونپوری - افکار کراچی ١٩٥٨ ص ٢٥

اب کسی وعدے کی الجھن نہ ہمین تڑپائے

مورے پیا گھر آئے (١)

وہ گیت کے مزاج سے واقف ہین اور ہندوستانی کلاسیکی موسیقی کے ماہر ہین ان کے گیتون مین اس کی چھاپ نمایان ہے-

ہم اور تم مین جگ کا اور جنم جنم کا دیوگ رہا ہے

کس نے کس کو یاد کیا ہے کس کو کس کا روگ رہا ہے

پل کا ساتھ ہے اب بھی تم سے پل بیتا سنگ چھوٹا

جھن جھنن جھنن پھر باجے پائلیا

چپ کا بندھن ٹوٹا (٢)

امر چند قیس نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے لیکن بیشتر گیتون مین برہ ہی کو موضوع بنایا گیا ہے -چند گیتون مین فلسفہ عشق اور دولت کے غلط نتائج پر بھی توجہ کی گئی ہے -

پیت مین سکھ کا نام نہین ہے

پیت کو سکھ سے کام نہین ہے

پیت ہے تو آرام نہین ہے

پیت منوہر روگ سجنیا

پیت منوہر روگ (٣)

---

(١) مختار صدیقی - منزل شب ص ٤٢ -نیا ادارہ لاہور

(٢) مختار صدیقی -موہن جودارو - منزل شب -ص ١١٥ -نیا ادارہ لاہور

(٣) امر چند قیس - ادبی دنیا -اکتوبر ١٩٣٢ -ص ٣٢٣

امر چند قیس اپنے گیتون مین اخلاقی درس بھی دیتے ھین -وہ دولت کے نشے کو زھری ناگ کہتے ھین.
جس مین سرشار ھو کر انسان سب کچھ بھول جاتا ھے -اس لئے ان کے گیتون مین اس زھر سے محفوظ
رھنے کی ھدایت دی گئی ھے-

لو بھی بندے مایا کس کی
کل اسکی تھی اور آج اسکی
کل کو اس سے بھی یہ کھسکی
مایا ھے یہ ناگ رے پیارے (۱)

برہ گیتون کی درد و کسک ملاحظہ ھو -

سجا سونی رین اداسی
بالم کب آوے گا پاس
ساون کی یہ شام گھٹائین
یہ ٹھنڈی سر مست ھوائین
میرے من مین آگ لگائین (۲)

ان کے گیتون کی زبان صاف ستھری ھے ھندی کی آمیزش سے گیت مین لوچ اور کیفیت پیدا ھو گئی
ھے -ھندی تشبیہات نے ان کو دلکشی عطا کی ھے اور صوتی آھنگ نے ترنم پیدا کیا ھے -

جیسے جل بن مین ھو بیاکل

---

(۱) امر چند قیس - ادبی دنیا فروری - ۱۹۳۲ ص ۳۹

(۲) امرچند قیس - ادبی دنیا - اگست ۱۹۳۲ ص ۲۸۵

تیسے پی بن ناری

آئی بدری کاری کاری (۱)

بجلی پل پل چھن چھن تڑپے

بادل کڑ کڑ کڑ کڑ کڑ تڑپے

پانی رم جھم رم جھم برسے

آئی جو بن پر برسات (۲)

بھیم سین ظفر ادیب کے گیتوں میں برہ کے جذبات ہی نمایاں ہیں —

ساون برس ہوا ہے

تمرا اب بھی نہ درس ہوا ہے

من ہے بے کل

جی ہے چنچل

جگ کا جگ بے ترس ہوا ہے (۳)

بتیت ناہیں موری رتیان

من ہے اب بے چین

پی من بھاوت ناہیں بتیان

رو رو سوکھے نین (۴)

---

(۱) امر چند قیس - ادبی دنیا جولائی ۱۹۳۴ء ص ۲۳۵

(۲) امر چند قیس - ادبی دنیا جولائی - ۱۹۳۴ ص ۲۳۸

(۳) بھیم سین ظفر ادیب -جوئبار -ص ۱۸ قصر اردو ملتان

(۴) بھیم سین ظفر ادیب -جوئبار - ص ۴۷

اس کے علاوہ دنیا کی بے وفائی مکاری دھوکے بازی کو بھی ان گیتون مین موضوع بنایا گیا ھے -

جھوٹی دنیا جھوٹے لوگ

کوئی نہ پوچھے میرا روگ

تڑپے من

روئے تن (۱)

بھیم سین ظفر ادیب نے کچھ گیت کھڑی بولی مین لکھے ھین اور کچھ مین برج اور اودھی کو استعمال کیا ھے - ان کے گیتون کی تعداد بھی خاصی ھے - موضوعات مین بھی تنوع ھے - اس اعتبار سے اچھے گیت ھین -

ضیا جالندھری کے گیتون مین ایک دبا دبا دکھ ھے جو دل پر ایک گہرا اثر چھوڑتا ھے - ھجو کی مختلف کیفیات ھی ان کے گیتون کا موضوع ھین -

آنسو جھلکے آنکھ مین چھلکے رک رک ڈھلکے نین کرے

جلتی شام کو رین کرے

سوئے رھین پھر بھاگ

اور من سپنے بنے (۲)

ان کے گیتون مین صوتی آھنگ اھمیت رکھتا ھے -

وہ نہ آئے نعھ سکھ ساتھ لائے یہان

---

(۱) بھیم سین ظفر ادیب - جوئبار - ص ۶۸

(۲) ضیا جالندھری - سرشام - ص ۱۱ - سویرا آرٹ پریس لاھور

وہ نہ آئے

چاند کی جوت جلتی تھی جلتی رہی

رات شاخون کی آھون مین چپ چاپ ڈھلتی رہی

ڈراتے رھے کالے سائے یہان

وہ نہ آئے (۱)

ضیا جالندھری نے پر اثر اور موسیقیت سے بھرپور گیت لکھے ھین -

منیر نیازی کے گیتون کی خصوصیت یہ ھے کہ اس مین ھندی گیت کے روایتی انداز کے بر خلاف اظہار عشق مرد کی جانب سے ھوا ھے لیکن گیت کی نزاکت اور لطافت مجروح نہین ھوئی -

جس نے میرے دل کو درد دیا

اس شکل کو مین نے بھلایا نہین

کجرے سے سجی پیاسی آنکھین

ھر دوار سے درشن کو جھانکین

پر جس کو ڈھونڈتے مین ھارا

اس روپ نے درس دکھایا نہین

جس نے مرے دل کو درد دیا

اس شکل کو مین نے بھلایا نہین (۲)

---

(۱) ضیا جالندھری - کتاب لاھور مارچ ۱۹۴۶ - ص ۱۵

(۲) منیر نیازی - جنگل مین دھنک - ص ۵۵ سویرا آرٹ پریس لاھور

منیر نے هندی کے الفاظ کے استعمال سے بھی گیت کو موسیقیت بخشی هے -

بات تو دیکھو پاگل من کی

چاہ کرے اس کے جوبن کی

جسکا بسیرا سیج گگن کی

باتین دیکھو پاگل من کی (۱)

هوا کو ایک برهن تصور کیا هے جو اپنے پریتم کی تلاش مین سرگردان هے -

کس کو ڈھونڈنے گھر سے نکلی اسے راتون کی هوا

کہان هین تیرے من کے موهن کچھ تو بھید بتا

اے راتون کی هوا -(۲)

منیر نیازی نے اچھے گیت لکھے هین ان کے گیتون کی تعداد ۹ نو هے - کرشن موهن نے غزل اور نظم کے ساتھ گیت پر بھی طبع آزمائی کی هے -

کھوئی کھوئی جانے مین کیا سوچتی رهتی هون دن رین

کیسے آئے پی بن چین

من کرتا هے بین

پی درشن کی پیاس لگی هے

پی درشن کو ترسین نین (۳)

---

(۱) منیر نیازی - نقوش فروری مارچ - ۱۹۵۳ -ص ۲۱۲

(۲) منیر نیازی جنگل مین دھنک -ص ۴۸

(۳) کرشن موهن غیر مطبوعہ

نشاط شاہدوی نے اپنے گیتون مین حسن و عشق کی مختلف کیفیات اور حب وطن کے جذبات ابھی پیش کئے ہین -

کب تک نینان راہ تکین گے

پردیسی سانوریا

جھلمل تارے جگمگ چندا

آشاؤن کا گورکھدھندا — میٹھے سپنے ٹوٹ رہین گے

پردیسی سانوریا (۱)

اپنا دیش نرالا اس مین سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہین ہے

لگن جھروکون سے ہن برسے پھر بھی جگ کی دھول نہین ہے

. . . .

بھی غلامی گھور پاپ ہے مکتی کی ابھیلا شامت کر

ٹوٹ رہا ہے آکاش کے ڈانڈے کسی جنم کی آشا مت رکھ

. . . .

مزدورون کے خون کے دم سے "راج محل" مسکائین

جنتا جاگی - راج اپنی جان کی خیر منائین

پھوٹ گئے سب ڈھول وے ساتھی

دھرتی ڈانوا ڈول (۲)

---

(۱) نشاط شاہدوی - امر بیل ص ۱۷۹ نشاط بک ڈپو بھیمڑی تھانہ

(۲) نشاط شاہدوی - امر بیل ص ۱۷۳- "

نشاط نے چھ گیت لکھے ہین جنکا شمار اچھے گیتون مین کیا جا سکتا ہے -

اختر انصاری اکبر آبادی کے گیتون پر نظم کا اثر ہے -ان کے گیت طویل ہین مصرعون کی تکرار سے انہون نے نغمگی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ تکرار بجائے حسن پیدا کرنے کے ناگوار گزرتی ہے -

شاید وہ پھر آنے والے ہین

ہر منظر روشن روشن ہے

نکھرا ہوا گلشن گلشن ہے

نکھرا ہوا گلشن گلشن ہے (۱)

داؤد چغتائی کے گیتون پر الطاف مشہدی کے گیتون کا اثر ہے ایک مثال ملاحظہ ہو -

دل کی بنسی پریم کے گانے

کون سنے گاتیرے دوانے

بند کر اپنا راگ

مسافر

اس نگری سے بھاگ (۲)

اب الطاف کا گیت پڑھئے -

پردیسی یہ روگ برا ہے جسکو لگا جل راکھ ہوا ہے

آگ ہے اس سے بھاگ

پریم ہے زہری ناگ

مسافر (۳)

---

(۱) اختر انصاری اکبر آبادی -نالے پابندنے -ص ۱۴۳ - فیروز اینڈ سنز کراچی

(۲) داؤد چغتائی -چاند کی بستی -ص ۱۳٦ -ایجو کیشنل پریس کراچی

(۳) الطاف مشہدی -پریت کے گیت -ص ۴۰ -لاجپت رائے اینڈ سنز دھلی

داؤد چغتائی کے گیتون مین نہ تو ان کی قوت فکر کو دخل ہے اور نہ جذبے کی شدت اور گرمی کو بلکہ محض تجربے کے لئے اپنے پسندیدہ شعراء کے گیتون کے موضوعات اور انداز بیان کو اپنایا گیا ہے -

ضمیر اظہر کے گیتون مین پر امید فضا ملتی ہے ان مین گیت کے مخصوص موضوع ہجر و وصال کی مختلف کیفیات کو نظم نہین کیا بلکہ فطرت کے مختلف مناظر پیش کئے ہین -

جانے شام مین کیا جادو ہے شام مین کیا سنگیت بھرا ہے

شام سے پہنچے من کو ٹھنڈک مکھڑا اسکا پریت بھرا ہے

چپکے چپکے دھیرے دھیرے سمٹی اور سمٹائی

پھر شام سلونی آئی -(۱)

ضیاء فتح آبادی نے چند گیت لکھے ہین جو ان کے مجموعہ کلام گرد راہ مین شامل ہین اگرچہ ان کے گیتون مین موضوعات کی تکرار ہے لیکن انداز بیان ایسا ہے کہ یہ تکرار ناگوار نہین گزرتی -

تارے تو دین مجھکو طنز چندا مجھے تڑپائے

رین برہ کی ساعین ساعین کرکے روز ڈرائے

بالم ہین پردیس سکھی ری

نیند نہ مجھکو آئے -(۲)

اکرام افگار نے چند گیت لکھے ہین جو موضوع اور زبان دونون کے اعتبار سے اچھے گیت کہے جا سکتے ہین -

---

(۱)ضمیر اظہر - ماہ نو - استقلال نمبر - ۱۹۵۵ع ص ۴۸

(۲) ضیاء فتح آبادی - گرد راہ ص ۱۲۵ مکتبہ جامعہ دہلی

سانس کٹاری بن بن اٹھے انکھیاں بھر بھر آئین
کندن کی تپتی بھٹی مین جھلس گئین آشائین
آشاؤن کی چتا پہ ناچے دکھڑا نیا نویلا
بیت گئی سکھ کی بیلا (۱)

وقار انبالوی نے برہ کو موضوع بنا کر بہت پر اثر گیت لکھے ھین

ساون آیا پڑ گئے جھولے   ٹہکا نیم کربلے پھولے
آوہن یاد جو مجھکو بھولے   لگے کلیجے تیر
چھم چھم چھم چھم بادل برسے   انکھیان روئین اور جی ترسے
سکھی اب کون بندھائے دھیر (۲)

اخترالایمان نے سیدھی سادی ھندی آمیز زبان مین گیت لکھے ھین - اخترالایمان نے متفرق موضوعات پر قلم اٹھایا ھے - ان مین مستقبل سے وابستہ امیدین کو موضوع بنایا گیا ھے اور فطرت کے مناظر کی تصویر کشی کی گئی ھے -

بہنے دے یہ جیون نوکا   یون ھی دھیان سہارے
کبھی کنارا مل جائے گا
ابھی نہ لنگر توڑ
بہتا چل لہرون کے بل پر

---

(۱) اکرم افگار - پاکستان کی اردو شاعری ص ۱۱۹ - مرتبہ پرکاش پنڈت

(۲) وقار انبالوی - اردو کاویہ کی ایک نئی دھارا - ص ۱۷۵ - مرتبہ اپیندر ناتھ اشک

نادان اسے نہ چھوڑ (۱)

اب فطرت کی ایک تصویر دیکھئے -

سورج نکلا رین بھنور سے

کرنین اٹھین لجاتی

چھم چھم کرتی

کلی کلی سے ان بن کرتی

اس ساگر مین نہاتی آتی

صبح ناچتی گاتی

سورج نکلا رین بھنور سے (۲)

ان شعرا کے علاوہ باسط بسوانی - تاجور سامری - دوارکا داس شعلہ کرشن پرشاد کرن - ظہور نظر - کنول پرشاد کنول - سلیمان اریب - حامد الہ آبادی مظفر علی سید - رام پرکاش اشک - عمیق حنفی - شہا جعفری - تنویر نقوی - مسعود اشعر - سلیم سید - اسد محمد خان - سلطانہ قمر اور جاوید وشِشٹ نے بھی گیت پر طبع آزمائی کی ہے -

نمونے کے طور پر ان شعرا کے گیت ذیل مین دئے جا رہے ہین -

متوالے تیرے نین

سکھی متوالے تیرے نین

سندر چھب دکھلانے والی

---

(۱) اخترالایمان - اردو کاویہ کی ایک نئی دھارا - ص ۱۸۱ - مرتبہ اپہندر ناتھ اشک

(۲) اخترالایمان - اردو کاویہ کی ایک نئی دھارا ص ۱۸۷

دل پر آفت ڈھانے والی

آنکھ چرا کر جانے والی

نیٹون کی یہ سین

سکھی متوالے تیرے نین (۱)

آنکھ اٹھا دکھیا ناری سانتی پگ کی قیدی

کب کی بھور ہوئی جگ مین ساری دنیا جاگ اٹھی

تو بھی اپنے سپنے تیاگ

- - - - - - - - - - - - - -

جگ کا انت اور ہے تو جیون پھول ہے تو خوشبو

سکھ کی بجلی کوندا لپکا توڑ دے یہ دکھ کا جادو

گونجے ہر سو پریت کا راگ (۲)

بابا اب تو رحم کرو

ہم بوڑھے ہین ہم نربل ہین

مرجھائے سے ایک کنول ہین

دکھ کے مارے ہین -بیکل ہین -اب تو رحم کرو (۳)

---

(۱) باسط بسوانی -نیرنگ خیال اکتوبر ۱۹۳۵ - ص ۳۵

(۲) تاجور سامری - دھرتی کے تیور -ص ۱۱۲ پبلشرز رسالہ بیسوین صدی دھلی

(۳) دوارکا درس شعلہ - شعلہ زار -ص ۲۵۵ -اردو رائٹرس کو آپریٹو سوسائٹی دھلی

پھلواری سونی ھے ساجن تم کون دیس مین رھتے ھو
پھولون کی لتاؤ کیون مجھکو تم ناگن بنکر ڈستے ھو
گائے پپیھا پیا پیا ساجن کی یاد دلاتا ھے
کلیون کو چٹکتے دیکھ دیکھ دل تڑپ تڑپ رہ جاتا ھے (۱)

کیسے چھیڑون راگ سجن رے
کیسے چھیڑون راگ خوشی کے
کیسے چھیڑون راگ
تن من دھن کا دکھ جیون کو ایکے برس بھی کھائے
اب کے برس بھی ڈگر ڈگر پر کانٹے لیکھ بچھائے
اب کے برس بھی دکھیارون کے جاگے ناھین بھاگ
سجن رے (۲)

اب نہ ابیر گلدل اڑا سکھی
اب نہ ابیر گلدل
رنگ ھے لھو سے مہنگا اور دیش ترا کنگال
پیٹ کی ھولی مین جلتا ھے مانوتا کا اپندھن
دھلا کے دیتی ھے جگ کو مان کے دل کی دھڑکن

---

(۱) راجہ کرن پرشاد کرن - کرن ص ۴۳ انتخاب پریس نظام شاھی حیدرآباد دکن

(۲) ظہور نظر - افکار کراچی ص ۳۲

پٹا پڑا ہے خاک مین لتھڑے ڈھانچون سے بنگال
اب نہ ابیر گلدل (١)

بادل کا آنچل لہراتی   بجلی کے کنگن چمکاتی
دامن کی غناکہ ہوا سے   دل کو آتش زار بناتی
آئی لو برسات پھر آئی
آئی لو برسات (٢)

ایک تو جیرا لاگے ناہین دوجے چلت پروائی رے
ساجن بن اب کچھو نہ بھائے بھول چلی چترائی رے
برکھارت کی ریت یہی ہے سب پر گرجے سب پر برسے
کاری بدریا یہ کیا جانے من پر کیا بن آئی رے (٣)

باور تیری اونچی اڑانین
پل پل جی کو بھاوین
چال تمہاری گس کا مان
کایا نیاری پریت کا کنجگہ
کھولے سو انجان

---

(١) کنول پرشاد کنول - اردو ادب کے آٹھ سال - ص ٨٢٧ کتاب منزل لاہور

(٢) سلیمان اریب - پاس گریبان ص ١٧ - انجمن ترقی اردو حیدرآباد

(٣) حامد الہ آبادی - شعلہ نے - ص ٨١ - گوشہ ادب علیگڑھ

بات کی تہہ پہ تہین کوتیا کی

من کلیا وین

تیری اونچی اڑانین باور

پل پل جی کو بھاوین (۱)

دئیے جلے نہ مہدی لاگی اور چوڑا کھنکا

بندیا لگی نہ ماتھے پر نہ کاجل نین لہرایا

مانگ بھری سیندور سے نہ اجلا ٹیکا مسکایا

باجے باجے نہ سکھیون نے گیت بیوگ کا گایا

ڈولی اٹھی نہ کوئی سنوریا سہرا باندھ کے آیا

کاگ اڑے نہ سکے کھنکے اور رین سہاگ کی آئی

سہمی سہمی چلے رے گوری شرمائی گھبرائی

دئیے جلے نہ مہدی لاگی اور چوڑا چھنکا (۲)

وہ ساون آگیا رس دھار برسی

اٹھی دھرتی سے سوندھی سوندھی خوشبو

بسی پروائیون مین

---

(۱) مظفر علی سید - ہمایون سالگرہ نمبر ۱۹۵۳ -ص ۲۹

(۲) رام پرکاش اشک - منتخب نظمین -ص ۱۰۵ مکتبہ اردو لاہور

پپیہے پی کہاں رٹنے لگے پھر
یہ کوئل کی سریلی کوک میٹھی
کہاں شہنائیوں میں (۱)

کہیں ملی نہ چھاؤں
جیون کا جو پل سود و پہری
کہیں ملی نہ چھاؤں
نیلا امبر کتنا زہری
جیون کی ہر چھاؤں اکہری
دھوپ بھری ہر چھاؤں سے پوچھو
کہاں ہے میرا گاؤں
کہیں ملی نہ چھاؤں (۲)

ان راہوں سے پھوٹ رہے ہیں گرم ہوا کے دھارے
ان راہوں میں بچھے ہوئے ہیں کانٹے اور انگارے
ان کانٹوں سے انگاروں سے ہنستے گزرتے جانا
اے دل — گائیں نیا ترانہ (۳)

---

(۱) عمیق حنفی - سنگ پیرہن ص ۱۱ جاوید پبلیکشرز بھوپال

(۲) شہاب جعفری - سورج کا شہر - ص ۱۲۰ - مکتبہ جامعہ نئی دہلی

(۳) تنویر نقوی - سالنامہ ادب لطیف - ۱۹۴۹ - ص ۹۲

ساتھی آگ بھری ہے دل میں

گاون کیسے گیت سہانے

اوشا کے آنچل کی لالی

چوم رہی ہے ڈالی ڈالی

اور وہین اک بدلی کالی

کھڑی ہوئی ہو سینہ تانے

گاون کیسے گیت سہانے (۱)

توڑ دو میرا جام

کہ مین اب پی نہ سکون گا

پیاس بجھی تو جی نہ سکون گا

توڑ دو میرا جام -

پیاس مدھر سپنون کا ساگر

پیاس چھلکے - نین کی گاگر

سپنون کا انجام - (۲)

مین وندھیا چل کی آتما

مرے ماتھے چندن روپ

مری مانگ سانجھ کی دھوپ

---

(۱) مسعود اشعر - شاہراہ کانفرنس نمبر ص ۲۸

(۲) جاوید وشمشٹ - اردو کے پریم گیت - ص ۴۹ - مرتبہ بلراج حیرت

مین چتر کار کا انتم چتر

کلا کا انتم روپ (۱)

لسذن دیپ جلائے پگلی پائے گھوراند ھیرا

کون کہے اب اسے ھٹیلی انت بھی ہے تیرا

رین کی گودی خالی کرکے چاند ستارے بھاگے

اند ھیا مین پیچھے پیچھے جیوتی آگے آگے

ہوتے ہوتے نینوا سے اوجھل ہوا سویرا

چھایا گھوراند ھیرا

انت بھی ہے تیرا (۲)

ان شعراؑ کے علاوہ ناصر شہزاد -ندا فاضلی -عادل منصوری اور احمد ھمیش نے ھندی کے "نو گیت سے متاثر ہو کر اردو مین "نیا گیت" کو رواج دیا ہے -جدیدیت کے زیر اثر ان گیتون کے موضوعات نئے ہین -ان مین رومانیت کو بھی زیادہ دخل نہین ہے -

بیت گئی رات

بیت گئی رات ڈھلی ندیا کے پانی مین

پہلی کون

املی سے طوطے نے پھنکے کتارے

آنگن سے دوڑ پڑے سانجھ سکارے

---

(۱) اسد محمد خان -نیادور کراچی ص۲۷۲ - شمارہ ۳۵ ۲ -۳۴

(۲) سلطانہ تمر - اردو ادب کے آٹھ سال -ص، ۸۲۹ - مرتبہ عشرت رحمانی

پیتل کی ٹونٹی سے گرتے ستارے

بیت گئی رات (۱)

سورج مین اگ آئی گھاس

پتھر کے شہر مین

ذروں کے قہر مین

یخ بستہ عکسون کی چیزون کے سامنے

دلدل

یادون کی دلدل مین پھانس

سورج مین اگ آئی گھاس (۲)

---

(۱) ندا فاضلی - شب خون الہ آباد - فروری ۱۹۶۸ - شمارہ نمبر ۲۱ - ص ۱۳

(۲) عادل منصوری - سالنامہ نیرنگ خیال ۱۹۶۷ ص ۱۰۹

" فلمی گیت "

فلمی گیت موجودہ دور کی سب سے زیادہ مشہور اور ہر دل عزیز صنف ہے جس پر نہ تو ہندی ادب کی اجارہ داری ہے اور نہ ہی اردو کا تسلط - یہ وہ صنف ہے جس پر سب کا حق برابر ہے فلمی گیت کسی ایک قوم اور ایک زبان کی میراث نہیں ہین بلکہ وہ ہندوستانی عوام کے دل کی دھڑکنین ہین -

یہ گیت ڈرامائی گیتون کی ترقی یافتہ شکل ہین - فلم سے پہلے ڈرامون مین گیتون کے تجربے ملتے ہین جو کسی خاص موقع کو واضح طور پر پیش کرنے اور اثر انگیز بنانے مین مدد دیتے تھے - واجد علی شاہ امانت اور آغا حشر کے ڈرامون من یہ تجربات کامیاب ہوئے ہین - وہ جذبات جنکا اظہار ڈرامے کے کردار مکالمون کے ذریعے موثر ڈھنگ سے نہین کر سکتے ان کے اظہار مین گیت کامیاب ذریعہ ہین - دراصل فلمی گیت فلمی کہانی کے منظوم ٹکڑے ہین جن کی وجہ سے کہانی کا تاثر اور گہرا ہو جاتا ہے -

فلمی گیت کی تیکنیک ادبی گیتون سے یکلخت مختلف ہوتی ہے - ایک عام گیت کار کے مقابلے مین فلم گیت کار پر بہت سی بندشین عائد ہوتی ہین - مثلاً وہ اپنے جذبات اور اپنی دلی کیفیات کا اظہار آزادانہ طور پر نہین کر سکتا - وہ اپنے موڈ کے مطابق لکھنے سے معذور ہے - فلمی گیت لکھتے وقت اسے بہت سی ضرورتون کو مد نظر رکھنا ہوگا جنمین ماحول کردار اور دھن قابل ذکر ہین -

گیت لکھنے سے قبل گیت کار کے سامنے ایک ماحول پیش کیا جاتا ہے اسی کے مطابق گیت کار کو گیت لکھنا ہوتا ہے - اسی ماحول سے اسے اپنے جذبات وابستہ کرنے پڑتے ہین -

فلمی گیت کار پر دوسری پابندی کردار کی ہے - وہ کردار کی مناسبت سے گیت لکھنے کے لئے

مجبور ہے-اسے غور کرنا ہوگا کہ یہ کردار کیسا ہے سنجیدہ یا مزاحیہ رقیب ہے یا محبوب -قدیم روایات کا پرستار ہے یا باغی ہے -غم دوران کا شکار ہے یا اپنے حالات سے مطمئن ہے -گیت کار کو کردار کے جذبات سے اپنے جذبات ہم آہنگ کرنے ہون گے -اسی طرح سوچنا اور محسوس کرنا ہوگا جس طرح وہ کردار اپنے ماحول کے زیر اثر محسوس کرتا ہے -اس کردار سے اور اسکے ماحول سے رابطہ قائم کئے بغیر کامیاب فلمی گیت نہین لکھا جا سکتا -گیت کار کو کردار کے دل کی گہرائیون مین اترتا ہوگا -اسکے مزاج کو سمجھنا ہوگا -اسے اپنے گیتون مین اعلی -ادنی -رکیک فلسفیانہ اور مزاحیہ ہر قسم کے جذبات کی ترجمانی کرنی ہوگی -اور خود کو اس کردار کے مزاج مین سمونا ہوگا -اسی وقت وہ کامیاب فلمی گیتکار ہو سکتا ہے -

فلمی گیت کار کی تیسری پابندی زبان کی ہے -کردار کی مناسبت سے زبان کا استعمال ہوتا ہے -بھجن مین ہندی الفاظ کی زیادتی ہوتی ہے -برہ اور ملن کے گیت ہلکی پھلکی زبان مین لکھے جاتے ہین -جنگ کے گیتون مین پر جوش اور بلند آہنگ الفاظ کا استعمال ہوتا ہے -ہر جذبہ کی اپنی زبان ہوتی ہے اسی لحاظ سے ہر گیت کی زبان بھی علیحدہ ہوتی ہے -فلم مین دیہاتی کردار کے لئے نہایت صاف اور شستہ زبان مین گیت لکھنا اور ایک مہذب تعلیم یافتہ شہری کے لئے دیہاتی زبان مین گیت لکھنا غیر فطری ہے گو اس کے اثر مین کوئی کمی نہین ہوگی لیکن فن/ڈرام نگاری کی کمزوری کا احساس ضرور ہوگا کیونکہ ڈرامہ کا فن اس بات پر بھی اصرار کرتا ہے کہ زبان کو کردارون کی مطابقت سے استعمال کیا جائے -علاقائی فلمون مین تو یہ بات اور بھی زیادہ ملحوظ رکھنی پڑتی ہے -

عام طور پر ایک طرز یا دھن گیت کار کے سامنے پیش کر دی جاتی ہے یہ طرزین اور دھنین صرف ہندوستانی ہی نہین ہوتین بلکہ غیر ملکی دھنون پر بھی گیت لکھے جاتے ہین -دھن کے لحاظ

سے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے - اس وقت یہ کوشش نہین ہوتی کہ بہترین الفاظ کا استعمال ہو یا شاعرانہ حسن کو برقرار رکھا جائے یا جذبے کو بہتر طور پر پیش کیا جائے بلکہ ماحول کردار اور کا دھنین ہی پیش نظر ہوتی ہین - گیت کار ایسے الفاظ تلاش کرتا ہے جو اس مقررہ دھن پر پوری طرح فٹ ہو جائین - ایسے الفاظ لائے جاتے ہین جو دھن مین کوئی رخنہ نہ ڈالین اگر اس کوشش مین مہمل الفاظ کا استعمال ہوتا ہے - بعض مہمل الفاظ قافیے کی رعایت سے لائے جاتے ہین ان الفاظ کے استعمال مین کہین دھنون کی نشاندہی مقصود ہوتی ہے اور کہین صرف آوازون کے زیر و بم سے کام لینا مقصود ہوتا ہے -

فلمی گیت مین ایسی تشبیہات کا استعمال ہوتا ہے جو کیمرے کے ذریعے خوبصورتی سے ابھاری جا سکین کیونکہ اگر تشبیہات کا استعمال بہت زیادہ ہوا تو ان کا مقصد ہی فوت ہو جائےگا- کیونکہ وہ کیمرے کا ساتھ نہین دے سکین گی - لہذا اس مختصر وقفے مین جو دو یا تین منٹ کا ہوتا ہے چند تشبیہات ہی پیش کرنی چاہئے تاکہ ذہن ان کو آسانی سے قبول کر سکے -

فلمی گیت کے لئے ضروری ہے کہ وہ براہ راست اس جذبے کا ابلاغ کرنے مین کامیاب ہو جسکی خاطر وہ لکھا گیا ہے - ماحول کے عین مطابق ہو - کچھ گیت فلم کو دیکھے بغیر اثر نہین کرتے کیونکہ ان گیتون کے ماحول کو فلمانے کا ڈھنگ ہی انہین اثر انگیز بناتا ہے - لیکن بعض گیتون مین یہ ماحول الفاظ کے ذریعے بڑی خوبصورتی سے پیش کر دیا جاتا ہے اور گیت کو نہ صرف اسکرین پر کردار کے ذریعے سنکر بلکہ صرف ریکارڈ سنکر ہی آنکھون کے سامنے بھر پور تصویر ابھر آتی ہے - فلمی گیت آسان - پر اثر اور دلکش ہونے چاہئین - مطلب پوری طرح واضح ہونا ضروری ہے - کیونکہ یہ گیت عوام کے لئے لکھے جاتے ہین ان کا مقصد عوام کو محظوظ کرنا ہے جو گیت عوام کو جسقدر محظوظ کرے گا اسی قدر مقبول ہوگا -

خاموش فلمون مین تو گیت کا کوئی سوال ھی نہین تھا - متکلم فلمون کے آغاز سے گیتون پر بھی توجہ ہوئی ان فلمی گانون کے وھی تقاضے تھے جو فلم کے پیش رو تھیٹر کے تھے - ان مین موسیقی کی روایتی قدرین ھی پیش نظر ہوتی تھین ان گانون کو ماحول اور کردار سے کوئی مناسبت نہین ہوتی تھی ۔ فلم کے دوران مین ھر پندرہ بیس منٹ کے وقفے کے بعد صرف تفنّن طبع کے لئے گیت گائے جاتے تھے تاکہ سامعین کی تفریح ہو سکے - عام بول چال مین شاعرانہ زبان کو دخل تھا - اور روپیہ کمانا فلم سازون کا مقصد تھا اس کے علاوہ ان کے سامنے کوئی فنّی نقطہ نظر نہین ہوتا تھا -

مغربی فلم کمپنیون کی ترقی کو دیکھکر ھمارے فلم سازون نے بھی اپنی کوتاھیون کو محسوس کرنا شروع کیا - عوام کے مطالبات کو پیش نظر رکھا - آرٹ کے جدید ترین پہلوؤن اور فنی نزاکتون پر توجہ دی - ٹیگور اسکول اور پربھات فلم کمپنی پونا کی تقلید چند فلمون مین کی گئی - لیکن ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا - آخر نتیجہ یہ ہوا کہ پرانے انداز کو پھر گلے لگانے پر مجبور ہو گئے اور گیت پھر دل بہلاوے کا سامان بنکر رہ گیا -

ھندوستان مین آزادی حاصل کرنے کی امنگ اور لگن نے قومی اور سیاسی گیتون اور فلمون کو فروغ دیا - پنجاب اسکول اور بمبئی اسکول نے ایک انفرادیت قائم کی - ان کی انفرادیت نئی نئی اور اچھوتی دھنون مین پوشیدہ تھی -

غم دوران کے ستائے ہوئے بہت سے نوجوان شاعر اور ادیب فلم کی طرف متوجہ ہوئے - انہون نے فن کو زندگی سے قریب لانے کی کوششین کین اور اب سیاسی - قومی - معاشی اور معاشرتی موضوعات پر فلمین بنائی گئین سماج کے تاریک پہلوؤن کو ابھارا گیا اسطرح فلمون نے سماجی اصلاح کا خاصہ کام انجام دیا -

فلمی گیت اپنے ارتقاؑ کے اولین دور مین ڈرامے کے علحیدہ ٹکڑے معلوم ہوتے تھے لیکن اب وہ فلمی کہانی کے اہم اجزاؑ بن گئے ہین -جو مقام -وقت اور کردار سے کٹ کر صرف دل بہلاوے کا ذریعہ نہین ہین بلکہ ایک گانا نکال دینے سے کہانی کا تاثر کم ہو جاتا ہے -گو بعض اوقات ایسا نہین ہوتا لیکن گیت کار گیت لکھتے وقت کوشش بھی کرتا ہے کہ اسکے گیت کہانی مین اس طرح رچ بس جائین کہ اسی کا ایک حصہ معلوم ہون -

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ ان گیتون مین تین چار عام موضوع ہوتے ہین اور چند الفاظ جن سے فلمی گیت کار اپنا کام چلاتا ہے لیکن یہ محض غلط فہمی ہے یہ درست ہے کہ ابتداؑ مین فلمی گیت صرف محبت کی مختلف وارداتون تک ہی محدود تھا لیکن عوام کی ذہنی بیداری کے ساتھ ساتھ ان گیتون کے موضوعات مین رنگا رنگی آگئی ہے -آج کے گیتون مین ملاقات کی آرزو محبت کی سرشاری برہ کی تڑپ بے وفائی کے شکوہ کے ساتھ ہی ساتھ معاشی زبون حالی معاشرتی مسائل حبّ وطن قومی یکجہتی باہمی دوستی اور صنعتی ترقی کو بھی گیت کا موضوع بنایا گیا ہے -

فلمی گیتون کا خاص موضوع آج بھی حسن و عشق ہے کیونکہ گیت کا اہم موضوع حسن و عشق ہی رہا ہے -محبت کی مختلف کیفیات ان گیتون مین سموئی گئی ہین -ان مین حسن کی تعریف بھی ہے ملاقات کی آرزو بھی اور محبوب کے تصور سے سرشاری بھی -

دھیرے دھیرے مچل اے دل بے قرار — کوئی آتا ہے
یون تڑپ کے نا تڑپا مجھے بار بار — کوئی آتا ہے
اس کے دامن کی خوشبو ہواؤن مین ہے
اسکے قدمون کی آہٹ فضاؤن مین ہے

مجھکو کرنے دے کرنے دے سولہ سنگھار

کوئی آتا ھے (۱)

محبوب سے ملاقات ہوجانے پر عاشق کو دنیا کی ہر شے حسین معلوم ہوتی ھے -دنیا کی ہر چیز مین رنگینی اور شگفتگی نظر آتی ھے -

اک تو جو ملا ساری دنیا ملی

کھلا جو میرا دل ساری بگیا کھلی (۲)

لیکن محبوب کے چلے جانے پر وہ تمام چیزین غم مین ڈوبی ہوئی معلوم ہوتی ھین برہ مین آنکھون سے آنسوؤن کی جھڑی لگی ھے -دل ڈوبا جاتا ھے آنکھین راہ دیکھتے دیکھتے تھک چکی ھین رات دن محبوب کی یاد تڑپاتی ھے -

ساون بن گئے نین پیا بن

ساون بن گئے نین

برست ھین دن رین

نین ھمارے گنگا جمنا

مشکل ھے آنسو کا تھمنا

کٹتی نہین موسے برھا کی رین

ساون بن گئے (۳)

---

(۱) کیفی اعظمی - انوپما

(۲) قمر جلال آبادی - ھمالہ کی گود

(۳) حسرت جے پوری - کروڑ پتی

آجارے مین تو کب سے کھڑی اس پار
یہ انکھیان تھک گئین پنتھ نہار
آجا رے ۰۰۰۰

مین ندیا پھر بھی مین پیاسی
بھید یہ گہرا بات ذرا سی
بن تیرے ہر سانس اداسی
آجا رے (۱)

عاشق اپنے محبوب کی تلاش مین رات دن سرگردان ہے لیکن وہ اسے کہین نہین ملتا —

چاند کو ڈھونڈے پاگل سورج شام کو ڈھونڈے سویرا
مین بھی ڈھونڈون اس پریتم کو ہو نہ سکا جو میرا
بھگوان بھلا ہو تیرا
مندر گرتا پھر بن جاتا
دل کو کون سبنھالے (۲)

اس مایوسی اور نامرادی کے عالم مین اسے دنیا کی ہر شے دھوکا اور تمام رشتے جھوٹے معلوم ہوتے ہین

قسمین وعدے پیار وفا سب باتین ہین باتون کا کیا
کوئی کسی کا میت نہین یہ جھوٹے ناطے ہین ناطون کیا کیا
سکھ مین تیرے ساتھ چلین گے دکھ مین سب منہ موڑین گے
دنیا والے تیرے بنکر تیرا ہی دل توڑین گے (۳)

---

(۱) شیلندر — مدھومتی
(۲) شکیل بدایونی — بیجوباورا
(۳) اندیور — اپکار

غم جانان کے ساتھ ساتھ غم دوران کی داستانین بھی ان گیتون کا موضوع بنی ھین اس مین غریبون کی بدحالی کا نقشہ بھی ھے - مزدور کا عزم و استقلال بھی اور محنت کش طبقے کی مستقبل سے وابستہ امیدین بھی اور غریبون کی مایوسی بھی -

یہ دنیا یہ دنیا بدل رھی ھے روز بدلتی جائے گی

دنیا کروٹ لیگی چکر کھائے گی

لیکن ھم مظلوم غریبون کی قسمت

کبھی نہ ھسنے دے گی سدا رلائے گی (۱)

لیکن پھر بھی امید دامن نہین چھوڑتی -

مالک ھے تیر ساتھ نہ ڈر غم سے تو اے دل

محنت کرے انسان تو کیا کام ھے مشکل (۲)

یہ طبقہ اب اپنی طاقت کو پہچان رھا ھے اور اپنی صلاحیتون کو بروئے کار لانا چاھتا ھے اسی طبقے کے بل بوتے پر دنیا کو تمام مادی آسائشین حاصل ھین - وہ ابتک احساس کمتری کا شکار تھا لیکن اب اس مین ایک نیا حوصلہ نیا ولولہ اور عزم پیدا ھو رھا ھے اب اسے اپنی محنت اور اپنی طاقت پر اعتماد ھے -

او محنت کش انسان جاگ اٹھا لو دھرتی کے بھاگ جگے

وہ مٹی سونا ھو جائے جس مین ھمارا ھاتھ لگے

---

(۱) شیلندر - یہودی

(۲) شکیل بدایونی - مدر انڈیا

هم محنت والون نے جب بھی مل کے قدم اٹھایا
ساگر نے رستہ چھوڑا پربت نے سیس جھکایا
فولادی ھین سینے اپنے فولادی ھین باھین
هم چاھین تو پیدا کردین چٹانون مین راھین
محنت ھے اپنے لیکھ کی ریکھا محنت سے کیا ڈرنا
کل غیرون کی خاطر کی اب اپنی خاطر کرنا
اپنا دیکھ بھی ایک ھے ساتھی اپنا سکھ بھی ایک
اپنی منزل سچ کی منزل اپنا رستہ نیک (۱)

وہ تفریق جو سرمایہ دارانہ نظام کی پیداوار ھے جس مین ھر فرد کو پنپنے اور پروان چڑھنے کے لئے برابر کے مواقع حاصل نہین ھین اس سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف بغاوت ملاحظہ ھو -

اک ٹٹیا کچھ ٹوٹے برتن یہ جاگیر ھماری
اونچے محلون والون اس پر بھی نظر تمہاری
یہ جاگیر نہ تم کو دین گے دے دین گے هم جان
کبھی نہ سوچا کبھی نہ سمجھا هم بھی ھین انسان (۲)

ان گیتون مین ھندوستان کی عظمت اور بلندی اسکی انسان دوستی پر فخر ھے - اور ان ھندوستانیون کا ذکر بھی سچائی جنکا زیور ھے اور خوش خلقی جنکا ایمان جنکا باطن آئینہ کے طرح صاف ھے جن کو اپنے ملک کے ذرّے ذرّے سے محبت ھے -

---

(۱) ساحر لدھیانوی - نیا دور

(۲) ساحر لدھیانوی - نیا دور

هونٹون په سچائی رهتی هے جهان د ل مین صفائی رهتی هے

هم اس د یش کے باسی هین

جس د یش مین گنگا بهتی هے

جو جس سے ملا سیکھا هم نے

غیرون کو بهی اپنا یا هم نے

اب هم هی کیا ساری د نیا ساری د نیا سے کهتی هے

هم اس د یش کے باسی هین (۱)

حب وطن حب قوم کے ساتھ ساتھ عشق حقیقی کے جذ بات بهی ان گیتون مین نظم هوئے هین اس ذ یل مین بهجن اور نعتین قابل ذ کر هین -گاند هی جی کی محبوب رام د هن کا اثر ملا حظه هو -

الله تیر و نام ایشور تیر و نام

سب کو سمتی د ے بهگوان

اس د هرتی کا روپ نه اجڑے

پیار کی ٹهنڈ ی د هوپ نه اجڑے

سب کو ملے سکھ کا ورد ان

الله تیرو نام (۲)

نعت کی مثال د یکھئے —

---

(۱) شیلندر - جس د یش مین گنگا بهتی هے

(۲) ساحر لد هیانوی - هم دونون

بے کس پہ کرم کیجئے سرکار مدینہ

بے کس پہ

گردش مین ہے تقدیر بھنور مین سفینہ

چھائی ہے مصیبت کی گھٹا گیسوؤن والے

اللہ میری ڈوبتی کشتی کو بچالے

طوفان کے آثار ہین دشوار ہے جینا ۔ (۱)

نعتون کے علاوہ منقبت کی مثالین بھی ان گیتون مین جاتی ہین لیکن ان مین بھجنون کی ہی تعداد قابل ذکر ہے ۔

مناظر فطرت کی تصاویر بھی بڑی دلکش ہین ۔

پربتون کے پیڑون پر شام کا بسیرا ہے

سرمئی اجالا ہے چمپئی اندھیرا ہے

بھیگے بھیگے جھکورون مین خوشبوؤن کا ڈیرا ہے (۲)

جیوتی کلش چھلکے

ہوئے گلابی گال سنہرے رنگ بادل بادل کے

گھر آنگن بن اپون اپون

کرتی جیوت امرت سے سنچن

منگل گھٹ ڈھلکے

---

(۱) شکیل بدایونی - مغل اعظم

(۲) ساحر لدھیانوی - شگون

امبر کم کم کنٹو برسائے
پھول پنکھڑیون پر مسکائے
بندو تھن جل کے
پات پات پروا هریالی
دھرتی کا مکھ هوا اجالا
سجے سپنے کل کے
اوشا نے آنچل پھیلا
پھیلی سکھ کی شیتل چھایا
نیچے آنچل کے
جیوتی کلش چھلکے (۱)

آمد صبح کا بڑا دلفریب منظر هے سورج نکل رها هے جسکے رنگ سے تمام بادلون کا انگ انگ سرخ هو گیا هے - اوس کے قطرے پھول کی پنکھڑیون پر مسکرا رهے هین - اوشا کے آنچل سے دھرتی کا چهره چمک رها هے یه تمام تصاویر بڑی دلفریب هین -

تیوهارون کے گیتون مین هولی اور دیوالی کو هی خاص طور پر موضوع بنایا گیا هے -

آج نگری مین رنگ هے بهار هے گلی گلی دیکھو رس کی پھوار هے
پچکاریون مین رنگ بھرا پیار هے اس رنگ مین جیون رنگ لو (۲)

---

(۱) نریندر شرما — بھابھی کی چوڑیان
(۲) شکیل بدایونی - آن

میلے ہیں چراغوں کے رنگین دوالی ہے

مہکا ہوا گلشن ہے ہنستا ہوا مالی ہے

اس رات کوئی دیکھے دھرتی کے نظاروں کو

بھر ماتے ہیں یہ دیپک آکاش کے تاروں کو

اس رات کا کیا کہنا یہ رات نرالی ہے (۱)

بابل کے پر درد سر بھی ان گیتوں میں ابھرے ہیں -

پی کے گھر آج پیاری دلہنیا چلی

روئیں ماتا پتا ان کی دنیا چلی

میّا بابا نے سکھ موہے سارے دئیے

میرے گونہے میں چاند اور ستارے دئیے -

ساتھ میکے میں سارا گگنوا چلی (۲)

فلمی گیتوں میں لوریوں کا اہم مقام ہے - ممتا دراصل ایسا جذبہ ہے جو انسانیت اور آفاقیت دونوں لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے -

پون میرے انگنا میں دھیرے دھیرے آنا -

ابھی ابھی سویا میرا لال نہ جگانا

پون میرے انگنا .....

---

(۱) مجروح سلطانپوری - نذرانہ

(۲) شکیل بدایونی - مدر انڈیا -

آنکھوں مین لال کے ھین رنگ بھرے سپنے

دیکھ رھی مان بھی امنگ بھرے سپنے

سپنون کی نگری مین شور نہ مچانا -

یون میرے انگنا مین دھیرے دھیرے آنا (۱)

ان گیتون کو پڑھنے سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان مین زندگی کے ہر پہلو کو موضوع بنایا گیا ہے - موضوعات کے اعتبار سے جدید فلمی گیتون کا وسیع ہے - اولین فلمی گیتون کی طرح یہ صرف حدیث حسن و عشق ھی نہین تک محدود نہین ھین بلکہ صحیفۂ کائنات بن گئے ھین -

زبان کے معاملے مین ان گیتون نے بہت نمایان کام انجام دئے ھین - فلمی گیتون مین اردو ھندی کا سنگم بڑا دلکش ہے - فلمی گیت کار اردو اور ھندی کے پھیر مین نہین پڑتا بلکہ جو لفظ کردار کے احساسات کی ترجمانی - صاف اور سادہ طور پر کرنے مین کامیاب ھوتا ہے انہین الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے -

جن راھون پر ھنس کے چلو تم پھول وھین کھل جاتے ھین

دم لینے کو رکو جہان تم مدھو شالے کھل جاتے ھین

تم کو چھو کر یون جھکولے خوشبو لیکر جاتے ھین

لیکن ھم تو دیکھ کے صورت دل تھامے رہ جاتے ھین

دل کے دل سے تار ملا لو اے میرے ھمراھی -

جب تم مجھ سے دور ھوتے ھو جیا مرا گھبراتا ہے

---

(۱) مجروح سلطان پوری - سجاتا

نیند آنکھون سے اڑ جاتی ہے چاند اگن برساتا ہے
جیسے تڑپے جل بن مچھلی پیار مجھے تڑپاتا ہے
اس الجھن سے مجھکو بچا لو اے میرے ہمراہی -(١)

کیا حسین موڑ پہ آگئی زندگانی کہ حقیقت نہ بن جائے میری کہانی
جب آہین بھرے یہ ٹھنڈی پون -سپنے مین سلگ اٹھتی ہے اگن
تجھے دیکھ کے کہتا ہے مرا من کہین آج کسی سے محبت نہ ہوجائے
کیا عجب رنگ مین سج رہی ہے خدائی کہ چیز مالک نے سندر بنائی
ندیا کا چمکتا ہے درپن مکھڑا دیکھے سپنون کی دولہن
تجھے دیکھ کے .... (٢)

نہ صرف ہندی، اردو بلکہ فارسی -انگریزی -پنجابی -جاپانی -اور جرمن تک کے الفاظ بھی ان گیتون مین مل جاتے ہین -

زبان یار من ترکی
من ترکی نمی داغ -
نمی داغ نمی داغ (٣)

---

(١) حسرت جے پوری = ہمراہی
(٢) حسرت جے پوری - پروفیسر
(٣) ایس ایچ بہاری - ایک مسافر ایک حسینہ

لارلپہ لارلپہ لائی رکدا

آدی ٹھپّہ آدی ٹھپّہ لائی رکدا

آج کل کے جنٹیلمین رہتے ہین ہر دم بے چین

خالی جیب مٹکتے نین -پھر بھی اکڑ دکھا

سمجھ نہ آوے وے - (۱)

ریش لیبے ڈش آئی لو لو

یار دلربا آئی لو یو (۲)

کل پھر آون گی سیونارا

وعدہ نبھاؤن کی سیونارا (۳)

اسطرح ان تمام زبانون کے الفاظ ان گیتون مین مل جاتے ہین -

ایک غلط فہمی یہ بھی ہے کہ فلمی گیت نہ تو سماجی حقیقتون کو سامنے لاتے ہین اور نہ انکا تعلق ادبی اور جمالیاتی تجربہ سے ہے -حالانکہ ان گیتون مین سماجی حقیقتون کی نقاب کشائی بھی ہے -

او جانے والے بابو ایک پیسہ دے دے

تیری جیب رہے ناخالی تیری روز منے دیوالی

تو ہر دم موج اڑائے

---

(۱) ڈی -این -مدھوک ایک لڑکی

(۲) راجکپور سنگم

(۳) حسرت جے پوری لو ان ٹوکیو

کبھی نہ دکھ پائے　　او بابو ایک پیسہ دیدے
آنکھ سے اندھا بابو میرا　　پگ پگ ٹھوکر کھائے
چلا نہین جائے -او بابو ۰۰۰۰۰ (۱)

اے عشق یہ سب دنیا والے بیکار کی باتین کرتے ہین
پائل کے غمون کا علم نہین جھنکار کی باتین کرتے ہین
ہر دل مین چھپا ہے تیر کوئی　ہر پاؤن مین ہے زنجیر کوئی
پوچھے کوئی ان سے غم کے مزے جو پیار کی باتین کرتے ہین (۲)

ایسے فلمی گیت بھی مل جائین گے جنکو بغیر کسی پس و پیش کے ادب کے خانے مین جگہ مل سکتی ہے -

تم رہتے ہو میرے من مین　　جیسے اجالا چاند کے تن مین
جیسے خوشبو پھول چمن مین　　جیسے یہ گھنڈک ہے مست پون مین (۳)

جیوتی کلش چھلکے
ہوئے گلابی گال سنہرے
رنگ بادل بادل کے -
گھر آنگن بن اپون اپون
کرتی جیوت امرت سے سنچن
منگل گھٹ ڈھلکے - (۴)

---

(۱) ساحر لدھیانوی - وچن
(۲) شکیل بدایونی - - مغل اعظم
(۳) حسرت جے پوری - ہریالی اور راستہ
(۴) نریندر شرما - بھابی کی چوڑیان

تشبیہات و استعارات کے ذریعے ان گیتوں مین دل فریب تصویرین پیش کی گئی ہین -

تو ہے ایسی کلی جو گلشن مین

ساتھ اپنے بہار لائی ہے -

تو ہے ایسی کرن جو رات ڈھلے

چاندنی مین نہا کے آئی

یہ تیرا نور یہ تیرے جلوے

جسطرح چاند ہو ستارون مین

تیری آنکھون مین ایسی مستی ہے

جیسے چھلکے ہوئے ہون پیمانے

تیرے ہونٹون پہ وہ خموشی ہے

جیسے بکھرے ہوئے ہون افسانے

تیری زلفون کی ایسی رنگت ہے

جیسے کالی گھٹا بہارون مین (۱)

فلمی گیتون پر غزل اور لوک گیت کا اثر واضح ہے -

ملی خاک مین محبت جلا دل کا آشیانہ

جو تھی آج تک حقیقت وہ ہی بن گئی فسانہ

یہ بہار کیسی آئی جو خزان بھی ساتھ لائی

مین کہان رہون چمن مین میرا لٹ گیا ٹھکانہ (۲)

---

(۱) شکیل بدایونی - گھرانہ

(۲) شکیل بدایونی - چودھوین کا چاند

مت جئیو نوکریا چھوڑ کے
تورے پیاں پڑون بلمان
تورے پیاں پڑون تو سے بنتی کرون

مت جئیو ۰۰۰۰۰۰

دیپک لے کے ڈھونڈ لو جگ مین

ایسی دلہنیا ناھین ملے گی

پیسہ روپیہ مل جائے گا پیار کی مایا ناھین ملی گی -

پیت نہین تو کچھ بھی نہین ھے سانچی کہون بلما (۱)

ان تمام گیتون کو دیکھنے سے اندازہ ہو جاتا ھے کہ ھمارے فلمی گیت اس قدر ناقابل توجہ نہین ھین جسقدر ھمارے ادب کے پرستار خیال کرتے ھین - یہ درست ھے کہ بہت سے فلمی گیتون مین عامیانہ پن اور سستا پن ھے لیکن اس سستے پن کی وجہ بھی ھمارے سماج کا سستا پن ھے جہان تعلیم یافتہ لوگون کی تعداد پچیس فیصدی سے زیادہ نہین ھے - جہان تہذیب فن اور ادب کے خزانون تک عوام کی رسائی نہین ھے وھان اگر اس قسم کے گیت لکھے جا رھے ھین تو تعجب کی بات نہین ھے - ادب اپنے ماحول سے دامن نہین بچا سکتا وہ عوام کی ضروریات اوراسکی پسند یا نا پسند کو پس پشت نہین ڈال سکتا - جاگیردارانہ نظام مین شاعری بیشتر دل بہلاوے اور وقت گزارنے کا ذریعہ تھی - اس دور مین تفریح کے لئے کیا کیا نہین لکھا گیا لیکن اس کے خاصے حصے کو ادب ماننے مین کسی کو پس و پیش نہین ھے لیکن فلمی گیت کا نام آتے ھی سب کی تیوریان چڑھ جاتی ھین - آغا حشر - امانت اور واجد علی شاہ کے گیتون کا موازنہ اگر ان فلمی گیتون سے کیا جائے (جن مین ادبی رنگ ھے) تو اندازہ ھوگا کہ یہ گیت ان سے بہتر ھین -

---

(۱) شکیل بدایونی - دو بدن

فلمی گیت کا نام لیتے ہی ادبی نقادون کی نظر اسکی پستی اور سستی جذباتیت پر پہنچتی ہے اور وہ ان کو الفاظ کا گورکھ دھندا اور پست مذاقی کا نمونہ کہہ کر ٹال دیتے ہین اور کسی ادبی رسالے شعری مجموعے مین جگہ دیتے ہوئے ہچکچاتے ہین - لیکن میرے خیال مین فلمی گیتون کے حق مین یہ تعصب جائز نہین ہے ہمین یہ نہین بھولنا چاہئیے کہ فلمی گیت جدید دور کی مقبول ترین صنف ہے جس مین موجودہ زندگی کے بہت سے معنی خیز پہلوون کی عکاسی ہو سکتی ہے لیکن عوام کے مطالبات اور فلمسازون کے ذاتی مفاد نے فلمی کہانیون اور فلمی گانون کا معیار پست کر دیا ہے - پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ تمام گیتون مین یہ پستی نہین ملتی - ان مین بہت سے گیت ادب کا جزو کہے جا سکتے ہین جن کی زبان بھی ادبی ہے اور موضوعات بھی معیاری ہین -

گیت کے موضوعات

ادب مین مختلف اصناف سخن کے لئیے مختلف موضوعات وقف ہوتے ہین جیسے مرثیے کا خاص موضوع کسی کی موت پر دردو غم کا اظہار کرتا ہے - اردو مین مرثیون سے ایک طویل عرصے تک صرف شہدائیے کربلا کے مرثیے ہی مراد لئیے گئیے ہین -قصیدے کا موضوع مدح و مدح ہے گو زیادہ تر یہ مدح کے لئیے ہی استعمال ہوا ہے -غزل عشقیہ مضامین کے لئیے وقف ہے مگر رفتہ رفتہ اس مین دوسرے موضوعات بھی آگئیے -اسی طرح گیت کے لئیے برہ اور ملن کے موضوعات ہی خاص ہین گو اب گیت کے موضوع مین بڑی وسعت آگئی ہے اور قومی -سیاسی -معاشرتی اور معاشی ہر قسم کے مسائل گیت مین سموئیے جانیے لگے ہین -

گیت کا خاص موضوع عشق ہے اور عشق کے دونون پہلوؤن برہ اور ملن پر خاصی تعداد مین گیت لکھے گئیے ہین -فسانہ محبت اتنا ہی قدیم ہے جتنی انسانی زندگی -عشق زندگی کی ایک نامیہ قوت ہے یہ حیات بھی ہے اور حیات کا نغمہ بھی -حیات و کائنات کی ہم آہنگی اور رنگا رنگی - سوزو ساز درد و داغ جستجو اور تڑپ -حرکت و تغیر سب اس کے کرشمے ہین -عشق کو زندگی سے علیحدہ کرکے نہین دیکھا جا سکتا -یہ زندگی کی حرکت ہے اور زندگی کو جلال و جمال بخشتا ہے- یہ حقیقت و مجاز دونون پر حاوی ہے اور اسکی منزلین اتنی ہی وسیع ہین جتنی کہ کائنات -عشق اور حسن اپنی اپنی جگہ کائنات کے اہم مظاہر ہین اردو گیتون کا میلان زیادہ تر عشق مجازی کی ہی طرف رہا ہے -دراصل عشق مجازی ہی مین انسانی قلب پر وہ واردات گزرتی ہین جن مین وہ کائنات کی وسعت اور سمندر کے تلاطم کو سمو لیتا ہے -عشق و محبت کا موضون گویا بال اور فرسودہ ہے

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسکی تازگی مین کبھی کمی نہین آئی -بقول فراق

ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے　　نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہگزر پھر بھی

گیتون مین اظہار عشق براہ راست عورت کی جانب سے ہوا ہے جو ہندوستانی فضا کے عین مطابق ہے "اردو شاعری کا آغاز ہندی اور فارسی شاعری کے اتباع مین ہوا -فارسی مین تذکیر و تانیث کا کوئی جھگڑا ہی نہین ہے -اس لئیے عورت کی زبان مین جذبات محبت کی کوئی روایت ہی نہین پڑی البتہ ہندی شاعری مین عورت کی طرف سے اظہار محبت کی روایت تھی اردو کے ابتدائی دور مین جہان ہندی شاعری سے مختلف اصناف سخن لئیے گئیے وہان ہندی شاعری کی محاکات -روایات اور علامات کو بھی اپنایا گیا (۱) گیت کی صنف کیونکہ خالص ہندوستانی مزاج کی حامل ہے اس لئیے اس مین یہ اثر واضح اور بھرپور طور پر دیکھا جا سکتا ہے -ہندی شاعری مین عورت کی طرف سے اظہار محبت کی روایت ایک خاص طرز فکر کی وجہ سے پیدا ہوئی (اسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین (۲)) بھگتی تحریک سے گیت کی یہ روایت واضح طور پر ابھرتی ہے -بھگتی تحریک کا اہم عنصر عشق یا پوجا ہے -یہ محبت کسی خیال یا نظریے کے لئیے نہین ہے بلکہ ایک خاص پیکر کے لئیے ہے -ایک عورت کی محبت مرد کے لئیے ہے -یہ مرد خدا بھی ہے اور انسان بھی - کبیر اور میرا نے خدا کو محبوب (مرد) کے روپ مین پیش کیا ہے -اس لئیے جب شعراؑ نے گیت کو جذبات کی ترسیل کے لئیے استعمال کیا تو اس مین محبوب یا مخاطب مرد کے روپ مین ہی نمودار ہوا اسطرح یہی گیت کی روایت بن گئی -

---

(۱) ڈاکٹر حفیظ قتیل -دکنی مین ریختی کا ارتقاؑ مجلہؑ عثمانیہ -دکنی نمبر ص ۱۲۰

(۲) اردو گیت - ۱۸۵۷ تک

گیت ایک لطیف و نازک صنف سخن ہے -عورت کے جذبات و محسوسات مین جو نزاکت ہے وہ مرد کے یہان نہین ملتی -اس لئے گیتون مین جہان بھی کہین مرد کی آواز ابھری ہے اسپر نسوانیت ہی غالب ہے -

غزلون کی طرح گیتون مین رمز و کنایہ کا سہارا نہین لیا جاتا بلکہ جو کچھ دل پر گزرتی ہے وہ سیدھے سادے انداز مین اشعار مین سمو دی جاتی ہے -عشق کے آغاز سے انجام تک کی کہانیان ان گیتون مین نظم ہوتی ہین -

محبت مین سدھ بدھ بسر گئی　　　بے نام سی خلش دل کو گدگداتی ہے

وہ خود اپنی آواز پر چونک چونک پڑتی ہے - ہر آہٹ پر دل دھڑکنے لگتا ہے - کہ کہین اسکا پریتم ہی نہ آگیا ہو - آغاز عشق کی یہ جملہ کیفیات آپ کو گیت مین ملین گی -

میرا دل جھومتا ہے گیت اپنے آپ سن سنکر
جوانی مسکراتی ہے کسی کی چاپ سن سنکر
مین اکثر چونک پڑتی ہون جو پتّا بھی کھڑکتا ہے
میرا دل کیون دھڑکتا ہے (۱)

سہیلیان اسے ہوش برقرار رکھنے کی تاکید کرتی ہین -اسے سمجھاتی ہین کہ کہین کوئی اسکا راز نہ جان لے -

---

(۱) قتیل شفائی - جھومر - ص ۲۰ - نیا ادارہ دھلی

ذرا من کی امنگون کو روک روک چل

ذرا گاتے ترنگون کو ٹوک ٹوک چل

کوئی سن لیگا کوئی کہدے گا

سکھی پائل کا شور کوئی سن لیگا (۱)

سکھیان اسے چھیڑتی ھین : ——

پگ پگ اسکی سکھیان اسکو چھیڑین اور مسکائین

پی کی یاد دلائین

بات چلت گھبرائے سانوری سمٹے اور سجائے

شرم سے پگھلی جائے (۲)

محبت مین وہ دنیا کو تج دیتی ھے - کسی کام مین اسکا دل نہین لگتا اسے اپنے تن بدن کا ھوش نہین رھتا -

آپ ھی آپ یہ جی گھبرائے کہین نہ آنا جانا

اپنے کو بھی بھول گئے ھم جب سے انہین پہنچانا (۳)

وہ محبت کے نشے سے سرشار ھے - اسے اپنے دل پر اختیار نہین ھے کیونکہ اس کا دل اس کے پریتم نے جیت لیا ھے -

---

(۱) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ۱۵ - ساقی بک ڈپو

(۲) ناصر شہزاد - چاندنی کی پتیان ص ۳۰

(۳) مقبول احمد پوری - ھمایون - جولائی ۱۹۲۲ ص ۵۵۲

جیا بندھ گیا پریم کی ڈور سے

لاگے نینا یہ کیسے کٹھور سے

جیا بندھ گیا -

....

رات بھر چمکے ماتھے کی بندیا

زھر گھولے نجریا مین نندیا

آئین سپنے سجن کی اور سے (۱)

وصل مین ھجر کا خوف بھی طاری رھتا ھے - یہ اندیشہ ھے کہ کہین پریتم پردیس جاکر بھول نہ جائین - یہ سوچ کر وہ پریشان ہو جاتی ھے -

ان کی پیاری پیاری آنکھین

پریم نشے سے بھاری آنکھین

کرکے پاگل بھول نہ جائین

اور تڑپائین (۲)

ان گیتون مین عاشق و معشوق کی چھیڑ چھاڑ بھی ھے -

بلما روپ بہار ہا جا مین تجھ پرواری

بلما روپ بہاری

---

(۱) ناصر شہزاد - چاندنی کی پتّیان - ص ۲۰

(۲) الطاف مہشدی - پریت کے گیت ص ۶۱ لوجیت رائے اینڈ سنز دہلی

پنہاں بھون ورے چھیڑ نہ مجھکو

لاج لگے کہوں کیسے تجھ کو

مین ناری الھڑ البیلی

جانو نہ یہ چنچل اٹھ سکھین

مجھکو سنا مت پریم کی بتیاں

مین نہ بتاؤں تجھ سنگ رتیاں

جھجکے نجر کنواری

ہلما روپ روپ بہاری (۱)

وہ اپنی محبت کو رسوا نہین کرنا چاہتی -وہ نہین چاہتی کہ لوگ اسپر ھنسین اور جھوٹے افسانے گھڑین -

مجھ پہ ھنسین گے لوگ انجانے

گھڑ لین گے جھوٹے افسانے

دے نہ مجھے پل پل تو قسمین

پیار نہین ھے مورے بس مین (۲)

پھر بھی وہ اپنی محبت کے لئے ھر قربانی دینے کے لئے تیار ھے - رسم و رواج کے بندھن اس کی راھین روکتے ھین -لیکن اس کا پیار سچّا ھے وہ دنیا کی ھر تکلیف برداشت کرکے محبت مین ثابت قدم رھنا چاھتی ھے -

---

(۱) ناصر شہزاد - سیپ کراچی - شمارہ نمبر ۸ ص ۱۸۵

(۲) ناصر شہزاد - سیپ کراچی شمارہ نمبر۸ ص ۱۸۵

پریم کے ہاتھوں میں بک جاؤں

دیکھتی ہوں یہ راہ

لوگ جو دوش لگاتے مجھ پر

وہ کیا جانیں چاہ

رسموں کے پھندے لیے لیکر

پھانسنے آئیں مجھکو ڈرائیں

یہ مورکھ پر کیسے پائیں

مورے من کی تھاہ

پریم کے ہاتھوں میں بک جاؤں (۱)

ان کیفیات کے علاوہ گیتوں میں جنسی جذبہ بھی ابھرا ہے -

رنگ محل کے ستون رسیلے چکنے گورے گورے

پریم کا پنچھی پار نہ پہنچے کھائے یوں ہچکورے

آج تو لاکھ جتن سے اسکو موہن روپ دکھاؤں

ایک ہی انگ مرے من بھائے ایک ہی رنگ لبھائے

ایک ہی رنگ کی جگ مگ جیوتی من میں آگ لگائے

امرت کے سوتے پر پہنچوں آج تو آگ بجھاؤں

میں انگ انگ سہلاؤں (۲)

---

(۱) مسعود حسین خان - دو نیم -ص ۱۳۴ - آزاد کتاب گھر کلاں محل دھلی

(۲) میراجی - میراجی کے گیت ص ۸۵ ساقی بک ڈپو دہلی

گھونگھٹ مین چاند سا مکھڑا

مکھڑے مین نین رسیلے

او ساجن چھیل چھبیلے

انگیا کے بند ھین ڈھیلے

جوبن کی مدرا پینے لیے (۱)

یہ خود سپردگی گیتون کے لئے ھی مخصوص ھے -

من کی کوڑیان کھولو کہ اس کی بوندین پڑ ین

کھولو کوڑیان بالم ! رس کی بوندین پڑین (۲)

عشق کے فلسفے کو بھی چند گیتون مین سمویا گیا ھے مثلاً پریت آگ ھے - ایک روگ ھے -لیکن اس دکھ مین بھی عاشق ایک سکون پاتا ھے -کیونکہ

پریت کے دکھ مین آتما سکھ کی

تھاہ نہین ھے پریت کے دکھ کی

پریت کا دکھ ھے اپا

سکھی ری

پریت کا دکھ ھے اپا (۳)

---

(۱) عبدالحمید عدم - گردش جام - ص ۸ شہسوار پبلشنگ ہاؤس دہلی

(۲) میرا جی - میراجی کے گیت ص ۸۴

(۳) امر چند قیش - ادبی دنیا فروری ۱۹۳۴ -ص ۳۹

پریت منوھر روگ سجنیا

پریت منوھر روگ

سنکٹ کے ساگر مین بہنا

نینا کے سنسار مین رھنا

ھنس ھنس کر وہ طیغ سہنا

جو دیتے ھین لوگ (۱)

بس مین نہ آوے دنیا کے جو پریم کے بس مین ھوئے

ایسا نہ تتر اور ھے دو جا ایسا نہ جادو کوئے

پریم ھے سکھ کا ساگر پریتی سکھ کی نندرا سوئے

پریم کو تج کر کیون رے مورکھ اپنا جیون کھوئے (۲)

کچھ اس غم مین سکون پاتے ھین اور کچھ ان تکلیفون سے دور بھاگتے ھین -

پریم ھے زھری ناگ

مسافر

شام سویرے تڑپائے گا

خون کے آنسو رلوائے گا

بنکر برھا آگ

پریم ھے زھری ناگ (۳)

---

(۱) مقبول احمد پوری - ادب لطیف نومبر ۱۹۳۸ ص ۴۵

(۲) اندر جیت شرما - ادبی دنیا جنوری ۱۹۳۷ ص ۲۸۳

(۳) الطاف مشہدی - پریت کے گیت ص ۳٦

عشق مجازی کے ان انسانون کے ساتھ ھی ساتھ عشق حقیقی کی مختلف کیفیات بھی ان گیتون مین مل جاتی ھین - صوفی شعرا ؑ نے خود کو عاشق اور خدا کو معشوق مانا ھے جس کی درشن پیاس مین وہ زندگی گزار دیتے ھین - ان صوفی شعرا ؑ مین اکثر نے اپنے جذبات کے اظہار کے لئے گیت کا ھی سہارا لیا ھے اور خدا کی تلاش مین سرگردان رھے ھین صوفی شعرا ؑ کا یہ اثر ھر دور کے گیتون مین نظر آتا ھے -

مجھ پہ چلا ھے منتر کس کا
دھرتی کس کی امبر کس کا
سورج کسکا ساگر کس کا
کون بسے اس پار
سجنی
کون بسے اس پار (١)

خدا ھر شے مین ھر ذرّے مین موجود ھے - انسان اسے ڈھونڈتا ھوا ادھر ادھر بھٹکتا ھے لیکن اسے نہین پاتا -

پھولون کے رنگ مین
جل کی ترنگ مین
کرنون کی جنگ مین پریتم کو ڈھونڈنے
مین تو سکھی آج گئی پریتم کو ڈھونڈنے (٢)

---

(١) आनन्द [illegible], उर्दू [illegible], पृष्ठ ४१, [illegible] उपेन्द्र [illegible] प्रकाशन, इलाहाबाद

(٢) اندرجیت شرما - سالنامہ ادبی دنیا - ١٩٣٧ - ص ١٦٣

ساگر ڈھونڈون پربت ڈھونڈون

ڈھونڈ نہ ملے مجھے رحمان (١)

لیکن خدا کے درشن نہیں ہوتے -تلاش و جستجو سب بیکار ثابت ہوتی ہے -

آنکھین پھوٹین پاؤن بھی ٹوٹے ہوگئی مین مجبور

چپ کے بیٹھا پاس میرے وہ کرکے مجھکو دور (٢)

بھجنون کے علاوہ لغت و منقبت کو بھی گیت کا موضوع بنایا گیا ہے -

ڈگر بتا دیجورے مین بھولے میان رے

مجنون ہو کر پھر رہا جنگل بیچ خراب   آگ لگی ہے عشق کی جل بل ہوا کباب

ڈگر بتا دیجورے مین بھولے میان رے (٣)

انگ مین آگ سلگتی دکھ کی روم روم بے چین

گھل گئیو جیون نیر بھئیو من ڈوب گئے دو نین

سانس کی بے کل ایری پھیری رٹے حسین حسین (۴)

---

(١) سوامی مارہروی - سوامی درشن - ص ٨٧ - نظامی بک ایجنسی بدایون

(٢) اندر جیت شرما - ادبی دنیا مئی - ١٩٣٨ - ص ٥٥٣

(٣) ضامن - دیوان ضامن -ص ٦٣ -منشی نول کشور پریس لکھنؤ

(۴) مقبول احمد پوری - ادبی دنیا فروری ١٩۴١ ص ١٢

ایک لغت ملاحظہ ہو —

رنگ راچو نسبت نئی رت حضرت نبی رسول کی

ہر ہر رنگ حسن کی ہرلی لال لال کلیان حسین کی لالی

عاشق بھونرا درس کے ماتی رنگ نہ مادت پھول کی

علی بتول بھٹی والی مالی اب کے حضور بنائی ڈالی

دینو انعام امت کے شفاعت لینی نیاز قبول کی (۱)

برہ کے گیت

ہر زبان کے ادب میں المیہ ہی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے -کیونکہ شاعری کے لئے درد داغ کا عنصر بہت ضروری ہے -کیونکہ یہی عنصر جگ بیتی کو آپ بیتی بنا کر پیش کرنے مین مدد دیتا ہے - رجائیت پسند شاعر جنہون نے زندگی کے روشن پہلو پر ہی زیادہ لکھا ہے وہ بھی اس اثر سے دامن نہ بچا سکے -غم کا اثر صرف حسن و عشق کے معاملات تک ہی محدود نہین ہے بلکہ اسکے اثرات زندگی کے تمام پہلوؤن پر ہوتے ہین -مثلاً زندگی کے سماجی - معاشرتی -معاشی اور سیاسی پہلوؤن پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے لیکن یہ تمام روپ گیت کے لئے کچھ زیادہ موزون نہین ہین اور نہ ہی گیت مین یہ موضوعات کثرت سے آ سکتے ہین -درأصل گیت کا خاص موضوع عشق ہے اور گیت مین مختلف عشقیہ کیفیات کی ترجمانی بڑی خوبی سے کی جاتی ہے -گو عشق کے دونون پہلو فراق و وصال گیت مین نظم ہوتے ہین لیکن غم گیت کی روح ہے اور اثر انگیزی پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ -اس لئے زیادہ

---

(۱) نیاز بڑ نیاز - دیوان نیاز بی نیاز - ص ۱۲۱ مطبع نول کشور - لکھنئو -

تعداد ایسے ہی گیتون کی ہے جن مین درد و غم کو موضوع بنایا گیا ہے -سنسکرت کے مشہور ڈرامہ نگار بھوبھوتی نے شاعری مین جذبہ غم کو ہی اہمیت دی ہے (۱) ہندی کے مشہور شاعر سمترا نندن پنت "آہ "کو "گان" کا نبع بتاتے ہین -

ویوگی ہو گا پہلا کوی   آہ سے اپجا ہوگا گان

اُمڑ کر آنکھون سے چپ چاپ   بہی ہوگی کو تیا انجان (۲)

دراصل یہ جذبہ اتنا گہرا اور شدید ہے کہ انسانی احساس پر گہری چوٹ کر سکتا ہے کہ اچھے ادب کی تخلیق ہو سکے -کیونکہ غم کی کراہ اور درد کی ٹیس مین ایسی تڑپ اور ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ برسون کانون مین گونجتا ہے -دنیا کے ادب پر نگاہ ڈالئے تو ایسی چیزین زیادہ ملین گی جن کی عظمت اور فنی بلندی جذبۂ غم کی مرہون منّت ہے -

اردو گیت مین شروع ہی سے غم کی فراوانی رہی ہے -امیر خسرو -قلی قطب شاہ - شاہ عالم ثانی ظفر اور امانت کے گیتون مین درد و کسک کا پہلو بہت نمایان ہے -

پریتم سے دور تنہا برہن کو ہر ہر چیز تڑپاتی ہے -اس لئے وہ پریتم سے پردیس نہ جانے کی التجا -جلد واپس آنے کی خواہش اور جدا ہوتے وقت اپنی دلی کیفیات کا اظہار کرتی ہے -گیتون مین یہ موضوع بہت پر اثر انداز مین نظم ہوا ہے -وہ نہین چاہتی کہ اس کا پریتم اس سے دور کہین جائے اور اس کی یاد مین اس کو تڑپنا پڑے -

---

(۱) भवभूति, उत्तररामचरित 3/86, वाराणसी

(۲) सुमित्रा नन्दन पन्त, आधुनिक कवि, पृष्ठ 10, प्रयाग

مت جاؤ پردیس پیا تم

مت جاؤ پردیس

مرجھائینگی من کی کلیان　　　کاٹنے کو آئینگی کلیان

سونا ہو جائیگا دیس

مت جاؤ پردیس
پیا تم

مت جاؤ پردیس (۱)

دراصل عورت کی زندگی مین خوشیان اور مسکراھٹین اسی وقت تک ھین جبتک اس کا پریتم اس کے پاس ھے -پریتم سے جدا ہونے پر نہ صرف اس کے دل کی کلی مرجھا جاتی ھے بلکہ سماج کے رسم و رواج بھی اسے جینے نہین دیتے -اور اسے قدم قدم پر پریشانیون سے دو چار ہونا پڑتا ھے -عرصہ گزر گیا لیکن پریتم نہین آیا -اس لئے اس کو یہ گمان ہوتا ھے کہ شاید اسکا پریتم اسے بھول گیا ھے -

بھول گئے دن بیر پریم کی بات ھماری

پل پل دل کا دکھ دونا ھے

دن سونا ھے

سونی ھے اب رات ھماری

کون بندھائے دھیر

پریم کی بات ھماری　　　بھول گئے دن بیر (۲)

---

(۱) الطاف مشہدی - پریت کے گیت -ص ۸۷ -لاجپت رائے اینڈ سنز تاجران کتب دھلی

(۲) میراجی　　- گیت ھی گیت - ص ۳۴

برہ مین اس کا انگ انگ دئیے کی طرح جل رہا ہے - لیکن وہ صرف شکایت زبان پر نہین لاتی -

دیا جلے ساری رات

جل جل جائیے نیر بہائیے مجھ برھن کے ساتھ

دیا جلے ساری رات

ٹوٹ گئے کیون پیار پرانے مین جانون یا دیپک جانے

جلتے جلتے جل جائیے پھر کہے نہ دلکی بات

دیا جلے ساری رات (۱)

کالی راتین اسے ناگن بنکر ڈستی ہین - پی کے بغیر ساری دنیا تاریک معلوم ہوتی ہے -

سنگی ساتھی چھوڑ گئے سب اپنے بھی منہ موڑ گئے سب

دکھ مین کون سہارا

پی بن جگ اندھیارا

سارا

پی بن جگ اندھیارا (۲)

وہ روتی ہے بلکتی ہے لیکن کوئی نہین جو اس کا سندیسہ اسکے پریتم تک پہنچا دے کسی سہیلی پر اسے اعتماد نہین ہے اس لئے وہ بادل کے ذریعہ اپنا پیغام بھیجتی ہے - بادلون کو مخاطب کرکے اپنی دلی کیفیات کو بیان کرنا ان کے ذریعے اپنا سندیسہ بھیجنے کی روایت سنسکرت کے کے میگھ دوت کی روایت ہے میگھ دوت مین "یکش" اپنی محبوبہ کے پاس بادلون کے ذریعہ اپنا

---

(۱) قتیل شفائی - جھومر - ص ۶۸ - نیا ادارہ دھلی

(۲) الطاف مشہدی - پریت کے گیت - ص ۴۲

پیغام بھیجتا ہے اس مین ایک کہانی بھی ہے جس کی وجہ سے اس کا خارجی حسن دو بالا ہو گیا ہے لیکن یہ تمام کاویہ یکش کے دل کا ترجمان ہے اس مین داخلیت بھی ہے اردو شاعرون نے میگھ دوت کی اس روایت کو اپنے گیتون مین جگہ دی ہے اور پر اثر گیت لکھے ہین -

بدرا رے مورے پی کی نگریا جا
اک ٹوٹے ہوئے من کی غمگین کہانی ہے
خاموش سندیسہ یہ آنسو کی زبانی ہے
اس پار ذرا لے جا
بدرا رے مورے پی کی نگریا جا (۱)

طوطے اور کوّے کے ذریعے بھی برھن اپنا پیغام پہنچاتی ہے -

اڑ جا دیس بدیس طوطے
اڑ جا دیس بدیس
مین جاؤن تجھ پر بلہاری
برہ کا روگ لگا ہے بھاری
روٹھ گئے مجھ سے گردھاری
چلے گئے پردیس (۲)

کوئل اور پپیہے کی آواز اس کے دل کو تڑپا دیتی ہے - بھونرے کو پھولون پر منڈلاتا دیکھ کر وہ بے تاب ہو جاتی ہے -

---

(۱) عشرت رحمانی -تیرے گیت - ص ۳۸ -ساقی بک ڈپو دھلی

(۲) [illegible]
[illegible]

برہ کی آگ لگی رے بھونرے

برہ کی آگ لگی

مد متوالے جھوم جھوم کر

ٹہنی ٹہنی گھوم گھوم کر

کلیوں کا منہ چوم چوم کر

کیوں للچائے جی رے بھونرے

برہ کی آگ لگی (۱)

پربھی کی یاد مین دل چراغ کی مانند جل رہا ہے لیکن دل کی بات زبان پر نہین آتی - مختلف موسم آتے ھین اور اسکے دل کو تڑپا دیتے ھین - ساون آیا سکھیاں جھولا جھول رہی ھین لیکن وہ کس سے اپنے دل کا غم بیان کرے -

ساجن بدرمنیر تجھ بن دل گھبرائے

پیاس بڑے تیرے درشن کی

جون جون برسے رت ساون کی

لاگین برہ کے تیر

ساجن بدرمنیر (۲)

---

(۱) اندر جیت شرما - ادبی دنیا اکتوبر ۱۹۳۵ - ص ۶۴

(۲) ناصر شہزاد - اوراق - شمارہ خاص نمبر ۳ ۱۹۶۶ - ص۲۲۸

ساون کی گھٹائیں آئیں

سرشار ہوائیں آئیں

ہم کس سے نین ملائیں

مرجائیں (۱)

نسبت آیا لیکن پیا نہیں آئے

سجنی لکھ بھیجو کوئی پاتی

لاتی نسبت پیا نہیں آئے -

کس بدھ چین دکھی من پائے

آگ بره کی جیا جلائے -

بات کہی نہیں جاتی -

سجنی لکھ بھیجو کوئی پاتی (۲)

کئی بہاریں آئیں اور گزر گئیں لیکن پردیسی پریتم نہیں آیا

وہ نہ آئے نہ سکھ ساتھ لائے یہاں

وہ نہ آئے

چاند کی جوت جلتی تھی جلتی رہی

رات شاخوں کی آہوں میں چپ چاپ ڈھلتی رہی

جی ڈراتے رہے کالے سائے یہاں

وہ نہ آئے (۳)

---

(۱) عدم - گردش جام - ص ۹۲ - شہناز پبلشنگ ہاؤس ۱۹۶۱

(۲) امر چند قیس - اردو کاویہ کی ایک نئی دھارا - ص ۶۷ اپیندرناتھ اشک

(۳) ضیا جالندھری - سرشام - ص ۳۳ - سویرا آرٹ پریس لاہور

انتظار کرتے کرتے برھن کی آس ٹوٹ گئی لیکن پریمی نہین آیا -آخر کار جب کوئی چارہ نہین رھتا تو اپنے دل کو سمجھاتی ھے کہ پریت من کا روگ ھے جس مین جان و تن جل کر خاک ھو جاتے ھین ۔جس سے نجات پانا ناممکن ھے -

پریت ھے من کا روگ سکھی ری

پریت ھے من کا روگ

انگ ھے اگنی نین پانی

بولت ھین سب وش کی بانی

ویوگ مین بیتی جات جوانی

اتی کٹھن سنجوگ

سکھی ری (۱)

انتظار کرتے کرتے تھک جاتی ھے تو پریتم کو بے وفا کہ کر اپنے دل کو سمجھاتی ھے -

پردیسی کی پریت ھے جھوٹی

جھوٹی پردیسی کی پریت

ھارے ھوئے کی جیت ھے جھوٹی

دنیا کی یہ ریت ھے جھوٹی

پردیسی کی پریت ھے جھوٹی

جھوٹی پردیسی کی پریت (۲)

---

(۱) احسان دانش - نوائے کارگر ص ۳۱۳ مکتبہ دانش لاھور

(۲) اختر شیرانی -طیور آوارہ -کلیات اختر شیرانی -ص۱۲۳ نیو تاج آفس دھلی

عشق حقیقی کی داستانوں میں بھی ہجر کا پہلو ہی نمایاں ہے - ناکامی - مایوسی حسرت و یاس اور تلاش و جستجو سے یہ گیت لبریز ہیں - جن میں ایک تڑپتے ہوئے دل کی داستان غم سنی جا سکتی ہے - درد و غم کی یہ داستان مرثیہ - غزل اور نظم میں بھی خوبی کے ساتھ سنائی جا سکتی ہے لیکن جو کیفیت ان گیتوں کو پڑھنے کے بعد طاری ہوتی ہے وہ صرف گیت کا ہی خاصہ ہے - حالانکہ غزل اس قسم کے موضوعات کو بیان کرنے کا ایک کامیاب آلہ تصور کیا جاتا رہا ہے لیکن باوجود اس کے گیت میں ان جذبات کو اور زیادہ خوبی سے بیان کیا جاتا ہے - کیونکہ اول تو غزل کے ہر شعر میں ایک علحیدہ مضمون ہونے کی وجہ سے مجموعی تاثر قائم نہیں ہو پاتا اور ایک نقش دوسرے نقش کو پامال کر دیتا ہے اور - بالاخر صرف ایک مبہم سی فضا رہ جاتی ہے دوسرے اس میں جو تشبیہات واستعارات کی کثرت ہوتی ہے وہ بھی تاثر کی شدت میں خلل ڈالتی ہے - لیکن گیت بھر پور اور براہ راست تاثر میں دوسری اصناف سخن سے زیادہ کامیاب ہے - کیونکہ گیت کا براہ راست ہمارے دل سے تعلق ہے اس میں جذبے کو سہل الفاظ کا جامہ پہنا کر منظر عام پر لایا جاتا ہے - جذبے کی شدت الفاظ کے پیکر میں ڈھل کر دل پر فوراً اثر کرتی ہے - غزل ایک جھیل کی مانند ہے جس میں برف کے متعدد سے اس کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں - نظر ان کی رنگا رنگی میں الجھ کر رہ جاتی ہے - برخلاف اس کے گیت ایک سیل رواں کی طرح ہے جس کی یک رنگی پر نظر جم کر رہ جاتی ہے جو ہر حسن و خاشاک کو بہا لیجاتا ہے - جس میں الفاظ اللہ اللہ نہیں صرف موجیں ہیں جو ملکر دریا بن گئی ہیں -

مناظر فطرت کے گیت

فطرت کے موضوعات کی پیش کش اردو شاعری میں ایک جدید تصور ہے - اردو ادب میں مناظر فطرت کی شاعری کا یہ نیا دور اس مختلف النوع اصلاحی تحریک کا ایک حصہ ہے جو ہندوستان

پر مغربی تمدن و معاشرت کے نقوش کے زیر اثر وجود مین آئی -گو اس سے پہلے بھی قصیدون کی تشبیب - مرثیون - مثنویون اور نظیر کی نظمون مین یہ موضوع نظم ہوا ہے لیکن شعوری طور پر ادبی تحریک کی حیثیت سے سرسید کے زمانے مین پہلے پہل اس موضوع پر توجہ ہوئی - حالی اور آزاد کی مثنویان اسکی مثالین ہین -اس کے بعد اسمعیل اور متعدد دوسرے شاعرون نے فطری مناظر اور موضوعات پر مسلسل نظمین لکھین -ابتداً مین مناظر فطرت کی عکاسی یا تو قصیدے کا رنگ اختیار کر لیتی تھی یا وہ محض مختلف مناظر کی فہرست بن جاتی تھی -اسطرح ان مناظر سے گہری جذباتی دلچسپی کی کمی انہین نسبتاً بے کیف خشک اور ایک غیر جمالیاتی اسلوب عطاکرتی فطرت سے وابستگی کے لئے بنیادی شرط جمال فطرت کا احساس ہے اور جہان جمال کا احساس موجود ہو وہان جذباتی تحریک لازمی ہو جاتی ہے -

گیتون مین نسبت اور برسات کو موضوع بنایا گیا ہے - ہندوستانی شعرأ نے ساون کا بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا ہے -

گھٹا گھنگھور چھائی ہے

یہ چھکارین - یہ جھنکارین دھائی ہے دھائی ہے

گھٹا گھنگھور چھائی ہے

ہوا کے مد مد بھرے جھونکے یہان جھومین وہان جھومین

کبھی پتّون مین چھپ جائین کبھی پھولون کا منہ چومین

کبھی پیڑون کو دے مارین

دھائی ہے دھائی ہے (۱)

---

(۱) قیوم نظر - ماہ نو کراچی -ص ۲۱ استقلال نمبر ۱۹۵۵

ساون مین جھولے پڑتے ھین ملہار گائے جاتے ھین -پکوان پکائے جاتے ھین ـــ

اودی اودی یہ گھٹائین

مدرا پیکر جھومتی آئین

موسم البیلا مستانہ

موسم البیلا مستانہ

گوری آجا گائین ملہار

بن مین جھولون پر لہرائے

اودے سرخ سنہری آنچل

بجتی پائل ھنستا جھومر

بجتی پائل ھنستا جھومر -

گوری آجا گائین ملہار (۱)

عورتین ساون مین اپنے اپنے میکے آتی ھین گاون مین اب بھی بھائی بہن کو لینے جاتا ھے -

پھر ساون من بھاون آیا   آیا مورا بیر

آیا بیرن مورا ورے

پھر ساون من بھاون آیا

پل مین من بستی کو سجایا

---

(۱) زہور رضوی -لہر لہر ندیا گہری -ص ۱۲۴ مکتبہ صبا حیدر آباد دکن

ساون آیا جھوٹا دکھ کا بندھن مورا رے

آیا بیرن مورا رے

ھنسی بہن بھائی سے ملکے

اب دکھ دور ہوئے ھین دل کے

اب تو کوئی سوچ نہین

اب ساون مورا رے

آیا بیرن مورا رے (۱)

ایک طرف عورتین اپنے بھائیو ن سے مل کر خوش ھوتی ھین دوسری طرف اپنے پریتم کو یاد کرتی ھین جو ان سے دور بدیس مین ھے -

چھا رھی اودی گھٹا جیرا مورا گھبرائے ھے

سن ری کوئل باوری تو کیون ملھارین گائے ھے

او پپیہا آ ادھر مین بھی سراپا درد ھون

آم پر کیون جم رھا مین بھی تو ویسی زرد ھون

فرق اتنا ھے کہ اس مین رس ھے مجھ مین ھائے ھے (۲)

پت جھڑ کے بعد آمد بہار نئے نئے شگوفے کھلا رھی ھے-

---

(۱) میراجی - سوغات - جدید نظم نمبر ص ۱٦ - منگھو پیر روڈ کراچی

(۲) مضطر خیر آبادی - سہیل علی گڑھ ۱۹۲۱ جانثار اختر ص ۱۴۸

پھر دن آئے

آئے بہار کے پھر دن آئے

اٹک مٹک کر چلیں بگولے

چھپی چھپی کہیں شاما بولے

کلی کلی بھونرا ڈولے

اور گائے

آئے بہار کے پھر دن آئے - (١)

بسنت کا موسم شدت سرما کے بعد آتا ہے اس وجہ سے نہایت خوشگوار معلوم ہوتا ہے اسی زمانے میں سبزہ اگتا ہے - پودوں اور درختوں میں نئی کونپلیں پھوٹتی ہیں غرض چاروں طرف ہریالی ہی ہریالی پھول ہی پھول نظر آتے ہیں - اس موسم میں یہ مناظر شمالی ہندوستان کے طول و عرض میں عام ہوتے ہیں -

پھولوں گرے ہیں سندر گہنے

ہری ہری سرسوں نے پہنے

پیلے پیلے تاج

آئے ہیں رتو راج (٢)

---

(١) قیوم نظر - پون جھکولے - ص ١٥ کتاب خانہ پنجاب لاہور

(٢) عرش ملسیانی - چنگ و آہنگ - ص ٢٢٦

پریتم کے واپس آجانے سے نسبت کی خوشی میں چار چاند لگ گئے ھین -

آج نسبت سہائے سکھی ری

موھے آج نسبت سہائے

آج پیا گھر لوٹ کے آئے

سکھ کا سندیسہ لائے

جنم جنم کے قول نبھائے

من سنگیت سنائے

سکھی ری مو ھے

آج نسبت سہائے (۱)

چاندنی رات مین کائنات کی ھر شے جلوہ گا و حسن نظر آتی ھے فطرت کے حسین مظاھر کو خوبصورت تشبیھون اور استعارون کے ذریعے اور بھی پر کیف بنا کر پیش کیا گیا ھے -

ھان یہ دریا اور یہ دھارا

ھان یہ موجین اور کنارا

کیسا ھے سندر کیسا ھے پیارا

جیسے ھو چاندی کا پات

نور سا ھے اک ھر سو پھیلا آئی ھے چاندنی رات

---

(۱) میراجی - میراجی کے گیت - ص ۱۳

پریتم کے واپس آجانے سے نسبت کی خوشی مین چار چاند لگ گئے ھین -

آج نسبت سہائے سکھی ری

موھے آج نسبت سہائے

آج پیا گھر لوٹ کے آئے

سکھ کا سندیسہ لائے

جنم جنم کے قول نبھائے

من سنگیت سنائے

سکھی ری مو ھے

آج نسبت سہائے (۱)

چاندنی رات مین کائنات کی ھر شے جلوہ گا و حسن نظر آتی ھے فطرت کے حسین مظاھر کو خوبصورت تشبیہون اور استعارون کے ذریعے اور بھی پر کیف بنا کر پیش کیا گیا ھے -

ھان یہ دریا اور یہ دھارا

ھان یہ موجین اور کنارا

کیسا ھے سندر کیسا ھے پیارا

جیسے ھو چاندی کا پات

نور سا ھے اک ھر سو پھیلا آئی ھے چاندنی رات

---

(۱) میراجی - میراجی کے گیت - ص ۱۳

سوتے ھین باغون مین غنچے

نور کی چادر رخ پر ڈالے

سرد ہواؤن کے ھین جھونکے

نور کی ھے برسات

نور سا ھے اک ہر سو پھیلا آئی ھے چاندنی رات (۱)

صبح کے وقت کا منظر دیکھئے کیسی جیتی جاگتی تصویر ھے

آئی اوشا

لائی اوشا

نور کے موتی - جیون جیوتی

پھولون اور کلیون کو بھگوتی

سوتی دھرتی کا منہ دھوتی

ھنستے ھنساتے

پھول کھلاتے

سب کو جگاتے

سورج کا رتھ لائی

آئی اوشا

لائی اوشا

---

(۱) بہزاد لکھنوی - موج طہور - ص ۸۹۰

نور کے موتی -جیون جیوتی (۱)

چھایا وادی شاعروں نے فطرت کو مجسم کرکے پیش کیا ہے -پرساد کا مندرجہ ذیل گیت ملاحظہ ہو -بڑا دلکش اور خوبصورت گیت ہے -

بیتی و بھا وری جاگ ری

امبر پنگھٹ مین ڈبو رہی

تارا گھٹ -او شا نا گری -

کھگ کل کل سا بول رہا

کسلے کا انچل ڈول رہا

لوپہ لیتکا بھی بھر لائی

مدھو مکل نول رس گا گری

ادھرون مین راگ آنند پئے

اسکو مین ملیح بند کئے

تو ابتک سوئی ہے آلی

آنکھو مین بھرے وھاگ رہی (۲)

ایک اور گیت ملاحظہ ہوجسمین گنگا کو ایک نازک اندام حسینہ تصور کیا گیا ہیںجو ریت کے بستر پر لیٹی ہے جسکے گداز مرمرین جسم پر نیلا آنچل لہرا رہا ہے -

---

(۱) میراجی - گیت ہی گیت ص ۴۹

(۲)

گورے انگوں پر سہر سہر

لہراتا تار ترل سندر

انچل چنچل سا نیلا انمبر (۱)

اردو کے گیت کاروں نے بھی فطرت کو اسی طرح مجسم کرکے پیش کیا ہے - مسعود حسین خان کا یہ گیت ملاحظہ ہو -

کیوں ہنستی یوں صبح کو دلہن

ڈال کے منہ پر کالی جالی

اور افق کے ان ہونٹوں پر

کیوں ہوتی پتلی سی لالی (۲)

غرض گیتوں میں فطرت کا حسن نکھر کر سامنے آتا ہے - ہمارے گیت کار فطرت کی ہر ادا کے مجرم ہیں اسکے حسن کے پجاری ہیں اور اپنے گیتوں میں انہوں نے اس حسن کو بڑی خوبی سے جذب کر لیا ہے - ان گیتوں سے پہلے فطرت کا بیان اپنی نازک خیالی اور قادرالکلامی دکھانے کے لئے ہوتا تھا مگر گیت کار فطرت کے متوالے ہیں - ان کے پھول کاغذی پھولوں کی طرح نہیں بلکہ رنگ و نکہت رکھتے ہیں - گیتوں کی وجہ سے اردو شاعری میں فطرت نگاری کی لے بہت بڑھی اور ایک قابل قدر معیار پہنچ گئی -

<u>معاشرتی گیت</u>

پچھلے کچھ دنوں سے ہمارے گیتوں میں ایک خاص قسم کی حقیقت نگاری نے جگہ پائی ہے -

---

(۱)

(۲) مسعود حسین خان - دو نیم ص ۱۳۱

اس مین شک نہین کہ عشق بتان کے ساتھ ساتھ فکر معاش کا مسئلہ زندگی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ھے -غم عشق اور غم روزگار دونون اپنی اپنی جگہ اھم ھین -گیت زندگی کی آئینہ داری اس وقت کر سکتا ھے جبکہ اس مین تمدنی زندگی کے ھر پہلو کو اپنےمین سمونے کی صلاحیت ھو -انسانی زندگی کے پیچیدہ نظام مین معاشی عمل کی اھمیت واضح ھے -معاشی نوعیت کے مضمون گیت مین خوبی سے ادا کئے جا سکتے ھین لیکن صرف ایک خیال کو پیش نظر رکھتا ھوتا ھے کہ گیت کا سنگیت مجروح نہ ھو -

زندگی مین معاشی حالات کی ناھمواری انسان کی انفرادیت کو ختم کر دیتی ھے -روٹی کی تلاش مین انسان کو در در کی خاک چھاننی پڑتی ھے ذھنی زوال اور انحطاط کی حد یہانتک ھے کہ لوگون کے نزدیک صرف پیسہ اور روٹی ھی زندگی کا مقصد رہ گیا ھے -

سب پھرتے ھین گلی گلی اس ظالم پیٹ کی خاطر

تلک لگا کر پھرے نجومی پیٹ کی آگ بجھائے

سب کے دل کا حال بتائے اپنا حال نہ جانے

بن گئے جھوٹے لوگ ولی اس ظالم پیٹ کی خاطر (۱)

چند لوگ عیش اڑاتے ھین اور باقی مانگے سے بھیک بھی نہین پاتے -

کوئی تو ناؤ پڑے سکھ پاوین کوئی رات ونا دکھیا وین

---

(۱) قتیل شفائی - جھومر - ص ۹۹ - نیا ادارہ دھلی

کوئی من مانی اپنی کھاوین　　　کوئی بھیک مانگ کر دل بہلاوین

کوئی لٹّا پھاڑ پھاڑ مر جاوین　　　کوئی مرے بھی کفن نہ پاوین (۱)

دنیا مین مفلسی ایک بڑی لعنت ہے - امیری تمام عیوب پر پردہ ڈال دیتی ہے غریب گن والون کی کوئی پرواہ نہین کرتا برخلاف اس کے امیرون کو تمام اچھائیون کا حامل سمجھ لیا جاتا ہے -

گن وانون کو کوئی نہ پوچھے پش مورکھ کا میت

ہم سے سہا نہ جائے رے منوا

اندھا جگ کا نیائے (۲)

بعض اوقات ان تلخ حقیقتون نے گیت کارون کا لہجہ بڑا تلخ اور تند دیا ہے - اور وہ خدا پر بھی طنز کرنے سے نہین چوکتے -

تونے کالے پیلے بچھو نگر نگر مین پالے

امرت نرویّون نے بانٹے مجھکو زہر کے پیالے

کیا اس کارن ہی مین نے تجھکو بھگوان بنایا

داتا — کیا مانگا کیا پایا (۳)

---

(۱) مطلبی فرید آبادی　ہمایون نومبر ۱۹۳۹ ص ۸۲۹

(۲) عرش ملسیانی - ہفت رنگ - ص ۱۸۲

(۳) قتیل شفائی - جھومر ص ۷۹

سماج کے ٹھیکیدار مولوی پنڈت اور نیتا ھین جو دراصل دورنگی چال چلتے ھین - جن کے بڑے بڑے اصول ھین لمبی لمبی تقریرین ھین لیکن عملی طور پر جو کچھ نہین کر سکتے جو غریبون کی حالت پر آنسو بہا سکتے ھین ان کی حالت درست کرنے کے لئے ان کی مدد کے وعدے کر سکتے ھین لیکن جب خود کوئی قربانی دینے کا موقع آتا ھے تو خاموش ھو جاتے ھین

جسکو دیکھ داتا ھے اور سب داتا ھین چوڑ
راوٗ ناوٗ ملّا نیتا سب راجا ھین چور (۱)

ایک طرف راج محلون مین شراب و کباب کی محفلین آراستہ ھین اور دوسری طرف پیٹ کی خاطر جسم بیچے جارھے ھین -

چھن چھن چھن
چھن چھن چھن
یہ رات کا بوجھ اور دن کی تھکن
یہ من کی پیاس آنکھون کی جلن
سنگیت سا اک بن جاتی ھے
یہ اپنی لگن
چھن چھن چھن
. . . .
. . . .
یہ روٹی کی ان تھرکہ بازی
جب ختم ھوئی تولے سازی

---

(۱) ساغر نظامی - رنگ محل - ص ۱۸

یہ اپنی لگن

ہر بات یہین آجاتی ہے

چھن چھن چھن (۱)

طوائفون کی زبون حالی دیکھئے

چھن چھن کرتی جیبون والے سن لے میرا گیت

پیسے والے روز خریدین مجبوری کی پریت

کیون رہے ادھوری آس

بجھالے دو نینون کی پیاس

کسی کو میت بنا لے

....

ہوتا ہے بھرپور بدن کا روز یہان نیلام

روپ اسی کا رنگ اسی کا جسکی جیب مین دام

اب تیرا میرا کیا مل

یہان پیسے کا سب کھیل

پیا دل کو سمجھالے (۲)

ملک مین مختلف طبقات پیدا ہوگئے ہین -اونچ نیچ کا یہ مسئلہ ہمارے معاشرت مین اسقدر زور پکڑ گیا ہے کہ نیچے طبقے کے لوگ احساس کمتری کا شکار ہو گئے ہین اور اونچے طبقے کے لوگ جھوٹے غرور کے نشے مین سب کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہین -ان کی نظرون مین نیچے طبقے کے لوگ انسان کہلانے کے بھی مستحق نہین ہین -

---

(۱) جمیل الدین عالی - غزلین -دوہے گیت -ص ۱۶۷ -مکتبہ نیا دور کراچی

(۲) قتیل شفائی - جھومر ص ۷۹

تو ہی بتا یہ شودر کریں کیا اونچوں کا جب شاسن ہو

ہمارے سماج کا ایک بڑا حصہ اپنی قسمت پر شاکر ہے- جدو جہد کرنے کی یا پرانی روایتوں کو توڑنے کی نہ تو ان میں ہمت ہے اور نہ طاقت لیکن کچھ لوگ یہ بے انصافی برداشت نہیں کر سکتے -

راج کماری جھولا جھولے
درسی اسے جھلائے
مورکھ جانے پھل کرموں کا
میں جانوں انیائے
مجھ سے نہ دیکھا جائے (۱)

ہمارے معاشرت کی جڑیں کھوکھلی ہوتی جارہی ہیں -اب نہ اخلاقی قدریں ہیں اور نہ کوئی اصول بلکہ جو جتنا دھوکے باز اور دغا باز ہے اتنا ہی وہ بڑا آدمی ہے -محبت -ہمدردی -خلوص و وفا اپنے معنی کھو چکے اور اگر ہیں تو ان سب کا روپ بدل گیا ہے -

تن کے اجلے من کے میلے
دھن کی دھن ہے سوار
اوپر اوپر راہ بتائیں
اندر سے ہٹ مار
پہار سے
جھوٹا ہے سنسار (۲)

---

(۱) جمیل الدین عالی - غزلیں دوھے گیت - ص ۱۶۹

(۲) حفیظ جالندھری - تلخابۂ شیریں - افکار حفیظ نمبر - ص ۳۸۸

رشتے ناتے جھوٹ کے بندھن ھین جی کا جنجال
جھوٹ کا چارون اور جگت مین پھیلا ھے اک جال
پیارے جھوٹا ھے سنسار (۱)

ھمارے معاشرے مین ساس نند کے ظلم و ستم کی داستانین محتاج بیان نہین ھین لوک گیتون مین یہ موضوع عام ھے - سوامی مارھروی نے بھی اسپر قلم اٹھایا ھے -

بھگاوے لیو للنا کو اپنے
گجب بھری سا سلیا موری
ھنستی بجری بولتا جادو
گھٹ گھٹ مین چترائی
گورے چام چمکتی ناگن
پورب گرجے پچھم برسے چال چلے ہوائی
رت کے میٹھے بول مین ساس پاچھے سے گڑوائی (۲)

ان گیتون مین معاشرہ کے ھر پہلو پر بہت واضح طور پر روشنی ڈالی گئی ھے - اس طرح یہ گیت ھمارے پورے معاشرے کا احاطہ کر لیتے ھین -

---

(۱) اندر جیت شرما - ادبی دنیا اپریل - ۱۹۳۷ ص ۱۷

(۲) سوامی مارھروی - سوامی درشن - ص ۸۱ نظامی پریس بدایون

تیوھاروں کے گیت

ھندوستان ایک زراعتی ملک ھے یہاں کے لوگوں کی خوشی کا دارومدار اچھی فصل پر ھے - فصل تیار ھونے کے موقع پر اور فصل کاٹتے وقت کسان خوشیاں مناتے ھیں - ھولی دراصل گاؤں کے لوگوں کا تیوھار ھے اور یہ گیت لوک گیتوں میں ھی شمار کئے جاتے ھیں اس لئے ان میں بھاشا کے الفاظ زیادہ ملتے ھیں -

پانی بھرن کو جاؤں کیسے　　　چھیڑ کرے گردھاری

کیسر رنگ بھرے گاگر میں　　　ٹھاڑ لئے پچکاری

پانی بھرن کو جاؤں کیسے (۱)

ھولیاں اردو ادب میں ظفر کے زمانے سے لکھی جا رھی ھیں - ان کا ایک ھی موضوع ھوتا ھے اسی کے الٹ پھیر سے نئی ھولی کی تخلیق ھوتی ھے - ظفر نے ھولیوں میں سیاسی حالات کا نقشہ کھینچا ھے موجودہ دور میں بھی ھولیوں سے یہ کام لیا گیا ھے -

اب نہ ابیر گلال　　　اڑا سکھی

اب نہ ابیر گلال

رنگ ھے لہو سے مہنگا اور دیش ترا کنگال

- - - - - ---------

انگارے ھیں رنگ کے چھینٹے تن پہ نہ میرے اچھال

اب نہ ابیر گلال ــــ اڑا سکھی

اب نہ ابیر گلال (۲)

---

(۱) مقبول احمد پوری - ص ۲۰ ساقی مارچ ۱۹۲۴

(۲) کنول پرشاد کنول اردو ادب کے آٹھ سال - عشرت رحمانی - کتاب منزل - لاھور

ہندوستان کے غریب عوام کی زبون حالی کا نقشہ ان گیتون مین مل جاتا ہے - جنکا لہو رنگ سے زیادہ سستا ہے جنکے روپیہ سے ہولی کھیلی جاتی ہے لیکن وہ خاموشی سے للچائی نظرون سے سب کچھ دیکھتے رہتے ہین -

ننگا رہ کر سردی کاٹی
بھوکا رہ کر خاک بھی پھانکی
نیچے مائی اوپر مائی میری ہولی خاک (۱)

~~نیچے مائی اوپر مائی~~
~~میری ہولی خاک (۲)~~

نیچے طبقے کے لوگون کی کیفیات ملاحظہ ہون -

ہندو کچھ بے رنگ ہین مجھ سے
آمادہ جنگ ہین مجھ سے
میرا بھی دل تنگ ہے مجھ سے
ہولی آئی کیسے کھیلون (۳)

دیوالی کا نقشہ دیکھئے -

گھر گھر دیپ جلے دیوالی آئی -

---

(۱) वफ़ा अम्बालवी, उर्दू काव्य की एक धारा, पृष्ठ ६४
सम्पादक उपेन्द्र नाथ अश्क, इलाहाबाद

(۲) " " " पृष्ठ ६४
" "

~~(۳) عرش ملسیانی - چنگ و آہنگ - ص ۲۳۹~~

رجنی روپ دوس سم سوھے

پورنیما کو اماوس موھے

دن کو رین چھلے دوالی آئی -

گھر گھر دیپ جلے دیوالی آئی

ہندوستان مین زیادہ تر تیوھار موسمون کے لحاظ سے منائے جاتے ھین جیسے ھولی گرمی کی آمد کی خبر دیتی ھے - دوالی جاڑے کے آغاز کا پیغام سناتی ھے اور بسنت بہار کی آمد کا پتہ دیتی ھے - اردو مین ھولی دوالی پر جسقدر گیت ھین بسنت پر اتنے نہین چند شعراء نے ھی اسکو قابل توجہ سمجھا ھے -

رت آئی بسنت عجب بہار

کھلے صبرد پھول برون کی ڈار

چٹکو کم پھولے لاگی سرسون

پھیکت حلت گھشیون کی بار

.. ..

ٹیسو اپھولے انبوا مورھائے

چھپا کے روکھ کلین کی بہار (۱)

---

(۱) عرش ملسیانی - رنگ و آہنگ - ص ۲۳۹

(۲) امانت لکھنئوی - اندر سبھا - ص ۱۹۰۳ مرتبہ مسعود حسن رضوی - سلیمی پریس الہ آباد

کھیتون کھیتون پھولی سرسون رنگ بسنتی چھائے
پھول کسم کے کھیت کنارے کیسر گوٹ لگائے -
اسی سمے اس پریمی من کو پریم کی بات سہائے
پھولی سرسون آئی ہولی رنگ بسنتی چھائے (۱)

حفیظ کا ایک گیت ملاحظہ ہو ---

عمر گھٹ گئی تو کیا   دور کٹ گئی تو کیا
یہ ہوائے تند و تیز   رخ پلٹ گئی تو کیا
آگئی بسنت رت
اور اک پتنگ دے
رنگ دے قدیم رنگ (۲)

یہ تمام تیوہار بلا کسی مذہبی تفریق کے گیتوں مین سموئے جاتے ہین- ان پر قلم اٹھانے والے ہندو بھی ہین اور مسلمان بھی -

حبّ وطن کے گیت

اردو ادب خصوصاً اردو شاعری کو صرف مضامین عاشقانہ کی رنگین داستان سمجھا جاتا رہا ہے اس مین شک نہین کہ یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے -اردو ادب اور اردو شاعری مین گل و بلبل

---

(۱) مقبول احمد پوری - انتخاب جدید -ص ۲۸۳ -مرتبہ -عزیز احمد -آل احمد سرور -انجمن ترقی اردو ہند علیگڑھ

(۲) حفیظ جالندھری - سوزو ساز - ص ۹۱

اور شمع و پروانہ کی داستانین ہر دور مین نمایان نظر آتی ہین -لیکن یہ بھی درست ہے کہ اس مین زندگی کے اہم اور بنیادی حقائق کی بھی کمی نہین ہے —

جس زمانے مین اردو ادب کا آغاز ہوا اور اس نے اپنے سفر ارتقاؑ کی ابتدائی منزلین طے کین اس وقت سارے ہندوستان مین قومیت اور وطنیت کا کوئی واضح تصور موجود نہین تھا -شخصی حکومت نے صدیون سے '' اسطرح سوچنے اور غور کرنے کی اجازت ہی نہین دی تھی یہی سبب ہے کہ اس مین ایک عرصے تک حبّ وطن کے اجتماعی اور قومی تصورات کی روایت قائم نہ ہو سکی -

عام طور پر وطن پرستی کے دو مطلب لئے جاتے ہین -وطن پرستی کا ایک مطلب تو وہ ہے جسکا تعلق ہمارے قلب و جذبات سے ہے یعنی ہم جہان پیدا ہوتے ہین اور پرورش پاتے ہین قدرتی طور پر اس جگہ سے لگاؤ - انس یا محبت ہو جاتی ہے -وہ شہر یا بستی ہمارے خمیر مین رچ جاتی ہے- اس بستی یا مقام کا ایک ایک کوچہ ہماری زندگی کا ایک جز و بن جاتا ہے -دوسرا مفہوم وطن پرستی کا وہ ہے جو مغرب کی ٹکسال مین ڈھل کر رائج ہوا ہے -وہ ایک سیاسی حیثیت اور سیاسی معنی رکھتا ہے یعنی کسی ملک مین اس ملک والون کی حکومت کا نہ ہونا اور کسی غیر ملکی حکومت کا برداشت نہ کرنا اس مفہوم کو سیاسی اصطلاح مین وطنیت یا قومیت بھی کہتے ہین -یہ شعور اس وقت بیدار ہوا جب ہندوستانیون نے انگریزی زبان و ادب اور ان کے علوم سیکھے -انیسوین صدی کے آخر مین حب الوطنی کے جذبے کے ساتھ ساتھ وطنیت کا سیاسی شعور بھی بیدار ہوا -اور آزادی کی خواہش تیز اور شدید ہوگئی -

حبّ وطن کے گیتون کی روایت نئی ہے -کیونکہ ہمارے پرانے شعراؑ نے باقاعدہ اس موضوع پر

توجہ نہین کی - ہان نظمون اور غزلون مین ایک آدھ شعر اس قسم کا ضرور مل جاتا ہے جس مین اپنی سر زمین سے لگاؤ کا احساس ہوتا ہے -قلی قطب شاہ -ولی دکنی اور نظیر اکبر آبادی کے نام اس ضمن مین لئے جا سکتے ہین - شوق قدوائی -اسمعیل میرٹھی کے یہان بھی اپنے ملک سے پیار کا جذبہ امڈتا نظر آتا ہے -اقبال کے کلام کا ابتدائی دور بھی در حقیقت وطن پرستی کا دور ہے- چکبست بھی وطن کو عزیز رکھتے ہین اسکی روایت کو عزیز رکھتے ہین وطن کے ہر ذرّہ سے انہین عشق ہے -

گیتون مین حبّ وطن کے یہ جذبات مل جاتے ہین -

دیس کا راگ سہانا ساتھی
باغ بغیچے پیارے مہکے
پیاری، اک اک کیاری
جنگل جنگل سبزہ مہکے
پھول رہی پھلواری (۱)

مندرجہ بالا گیت مین وطن سے محبت کا اظہار ہے اس مین نہ کوئی مسئلہ ہے اور نہ ہی ملک کی حالت پر نظر ہے -

حب وطن کا دوسرا مفہوم بڑی حد تک موجودہ سیاسی حالات کا پیدا کردہ ہے -جبکہ سیاست زندگی کی رگ و پے مین سرایت کر گئی تھی سیاسی نظام سے بیزاری پیدا ہوگئی تھی

---

(۱) عشرت رحمانی - تیرے گیت ص ۶۰ ساقی بک ڈپو دہلی

اور آزادی کا جذبہ دل میں انگڑائی لینے لگا تھا -

دھواں دھار پچھم کی بستی دھڑ دھڑ پورب دیس جلے
سورج دیو تا گھات لگائے رات کی دیوی ہات ملے
کرنوں کی گوپی کھورے میں کانپ کانپ کر چلائی -
بھور بھئی - (۱)

بھارت ماتا ہے دکھیاری دکھیا ہیں سب نر ناری
تو ہی اٹھالے سندر فرلی تو ہی بن جا شیام مراری
تو جاگے تو دنیا جاگے جاگ اٹھے سب پریم پجاری
گائیں تیرے گیت
بسالے اپنے من میں پریت (۲)

آزادی مل گئی لیکن دیپک راگ گیتک الاپنے جائیں پیٹ کی آگ تن کو جلا کر راکھ کئے دے رہی ہے -

جیسا ہے خجال
دیش بنا کنگال
ہر بھومی بنگال
ہر بستی ویران پھر اٹھا طوفان (۳)

---

(۱) احمد ندیم قاسمی - اردو شاعروں کا انتخابی سلسلہ ص۸ ناشر انجمن ترقی اردو ہند (علیگڑھ)

(۲) حفیظ جالندھری - سوزو ساز ص ۹۱

(۳) وامق جونپوری جرس - ص ۱۳۹ - دانش محل امین الدولہ پارک لکھنئو

آپس کی دشمنی کے نتائج بڑے جان لیوا ثابت ہوئے -

پریم ہے سکھ کا ساگر پربھی سکھ کی نندرا سوئے

پریم کی شکتی کھو کر بھارت بیٹھا بیٹھا روئے (۱)

اس لئے مقبول باھمی دوستی کا سبق دیتے ھین -

آشا ہے یہ اپنے من کی کرشن کنھیّا آئین

مانس مانس کو اپنا کرلین ھر دے مین رم جائین

ویدا کہے ھماری

ھم تو پریم پجاری (۲)

بنگال ھندوستان کا حصہ ہے بنگال کے تحط پر بھی ھندوستانی شعراً اور ادیبون نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے - یہ بھی ان کی انسان دوستی اور حبّ وطن کا ثبوت ہے - کھیتون مین بھی اس جذبے کو موضوع بنایا گیا ہے بنگال کے قحط پر ایک گھیت کار کے جذبات ملاحظہ ھون -

اتّی پتّی چبا چبا کر جوجھ رھا ہے دیس

۱۰۰۱۰۰
موت نے کتنے گھونگھٹ مارے بدلے سو سو بھیس

کالی بکٹ پھیلائے رھا ہے بیماری کا جال

بھوکا ہے بنگال رے ساتھی بھوکا ہے بنگال (۳)

وہ صرف بنگال کی اس حالت کا بیان نہین کرتا بلکہ وہ ھندوستانیون کو للکارتا ہے اور ھندوستان کو

---

(۱) اندر جیت شرما - ادبی دنیا جنوری ۱۹۳۷ - ص ۲۸۳

(۲) مقبول احمد پوری - ساقی اپریل ۱۹۲۴ ص ۲۱

(۳) وامق جونپوری . جرس - ص ۱۶ دانش محل لکھنؤ

خوش حال مستقبل کا پیغام دیتا ہے

پیاری ماتا چنتا مت کر ہم ہین آنے والے
کندن اس کھیتون سے تیری گود بھانے والے
خون پسینہ ہل ہنسیا سے دور کرین گے کال رے ساتھی
دور کرین گے کال
بھوکا ہے بنگال رے ساتھی بھوکا ہے بنگال (۱)

ان تمام گیتون کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اردو گیت اب حسن و عشق کے دائرے تک محدود نہین ہے بلکہ حب وطن معاشرتی اور معاشی مسائل -کے موضوعات بھی ان گیتون مین آتے ہین - حب وطن کے یہ گیت اردو شعراً کی وطن دوستی اور ہندوستان کی سر زمین سے لگاؤ کی اچھی مثالین ہین -

کام کرنے والون کے گیت

کام کرتے وقت تکان مٹانے کے لئے بہت سے گیت گائے جاتے ہین -چکّی کی گھمر گھمر دھنکی کی فند کہ فند کہ ھی ان گیتون کے لئے ساز کا کام دیتی ہے -عورتین چکّی پیستے وقت گاتی ہین تاکہ انہین تھکن کا احساس نہ ہو -یہ گیت نہ صرف وقتی تھکن کو بھلا دیتے ہین بلکہ معاشرتی اور معاشی حالات کی جھلک بھی ان گیتون مین ملتی ہے - محنت کا پھل میٹھا ہوتا ہے اسی امید

---

(۱) وامق جونپوری - جرس - ص ۱۲۴

پر وہ ہر مشکل سے مشکل کام کرنے کو تیار ہین -

روزی دینے والے رکھنا اس محنت کا مول

تیرے ہی محتاج ہین داتا تیرے ہی محتاج

روٹی بیاج ہے محنت مول

محنت سے کھلتے ہین پھول (۱)

روئی دھننے کے لئے دھنکی کا استعمال ہوتا ہے گو اب اس کی جگہ مشین نے لے لی ہے اس گیت مین دھنکی کی آواز کے مطابق الفاظ لائے ہین -

فند کہ فند کہ فند کہ فکہ

دھنکہ دھنکہ دھن دھنکہ دھنکہ

تانت بجی اور نکلا راگ

روئی بنی صابن کا جھاگ

کیسی چھنتی جاتی ہے

بادل بنتی جاتی ہے (۲)

ہندوستان زراعتی ملک ہے - ملک کی ترقی کا دارومدار یہان کی ذراعت پر ہی ہے کسان اس دھرتی کا راجہ ہے - وہ اپنا خون پسینہ ایک کرکے فصل اگاتا ہے - خود بھوکا رہتا ہے اور دوسرون کے لئے ہزارون من غلہ پیدا کرتا ہے - لیکن خود کوڑی کوڑی کے لئے محتاج رہتا ہے -

---

(۱) حفیظ جالندھری - گیت اور نظمین ص ۴۵ افکار حفیظ نمبر

(۲) حفیظ جالندھری - گیت اور نظمین - افکار نمبر ص ۴۴۴

دنیا کی ہر دولت ہم سے

کھانے کی ہر نعمت ہم سے

دیتے ہین جسمون کو طاقت

تیری شکتی میرا بل

چل میرے گورے چل چل چل (۱)

کشتی چلاتے وقت مانجھی اس قسم کے گیت گاتے ہیں ۔

مانجھی نیّا دھیمی کردے آتا ہے طوفان (۲)

چرواہون - مزدورون - اور مچھوؤن کے گیت بھی خاصی تعداد مین لکھے گئے ہین -

ہم مچھوا ہے ہم مچھوا ہے

ڈالے ندیا مین جال

جیون کی آشا نراشا سے کھیلے

یہی ہمارو حال (۳)

صبح سے شام تک سڑک بنانا بوجھ اٹھانا ہی مزدورون کی زندگی ہے - کبھی کبھی اس یکسانیت سے اکتا کر وہ گا بھی اٹھتے ہین - یہی گیت ان کے جذبات کے صحیح عکاس ہین -

پیٹ پلے گا مہارا تہارا محل بنے گا راجہ جی کا

پھول کھلین گے ہان ہان بھائی جشن اڑین گے ہان ہان بھائی (۴)

---

(۱) عرش ملسیانی - ہمایون ستمبر ۱۹۴۰ ص ٦٦٨

(۲) سلام مچھلی شہری ۔ پائل ص ۵۴ ۔

(۳) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ۵۴ ساقی بک ڈپو دہلی

(۴) مطلبی فرید آبادی - ہیّا ہیاّ - ص ۵ سنگم پبلشرز لاہور

ان گیتون مین نه صرف ان مزدورون مچھوؤن ملاحون اور چرواھون کی زندگی کی عکاسی ھے بلکه ان مین ایک ھلکا ھلکا درد اور کسک بھی ھے کیونکه انھین یقین ھے که خوشیان ان کے لئے نھین بنائی گئین ھین -ان کی زندگی صرف تڑپنے کے لئے ھے -جس مین نه کوئی راحت ھے اور نه کوئی عیش - اس زندگی مین جدو جھد کرنے پر بھی انھین کچھ حاصل نھین ھوگا -اسی لئے مصیبتون اور تکلیفون کو وہ اپنی قسمت سمجھتے ھین -کھین کھین پر ان گیتون مین دبا دبا طنز بھی ھے -

کوئی ناؤ پڑے سکھ پائین — کوئی رات وناؤ کھا پائین

من مائی کوئی اپنی دکھائین — کوئی مانگ کر دل بھلائین

کوئی پھن پھن مرجائین — کوئی مرے پر کفن نه پائین

اس دنیا کو آگ لگائین — بلّی توڑین بھڑا ڈوبائین (۱)

گیتون مین فلسفه

گیتون مین بعض اوقات فلسفے کو بھی جگه ملی ھے مثلاً میرا جی کے گیتون کے ٹیپ کے مصرعے ملاحظه ھون

جیون رن بھومی کے سمان (۲)

جیون ایک مداری پیارے

کھول رکھی ھے پٹاری (۳)

---

(۱) مطلبی فرید آبادی - ھمایون نومبر ۱۹۳۹ ص ۸۲۹

(۲) میر اجی -میرا جی کے گیت - ص ۵۲

(۳) میرا جی -میراجی کے گیت - ص ۵

جیون چور انوکھا پیارے

آنکھ کھلی کی کھلی رھے

اور قدم قدم پر دھوکا

جیون چور انوکھا (۱)

جگ جیون ھے جھوٹی کہانی

جگ مین ھر شے آنی جانی (۲)

گیت مین فلسفه سمویا جاسکتا ھے لیکن شرط یه ھے که اس گیت کا حسن یعنی اسکی نغمگی مجروح نه هو - میرا جی نے گیتون مین یه فلسفه کامیابی سے نظم کیا گیا ھے -

جدید دور مین جدیدیت نے جہان دوسری اصناف سخن پر اثر ڈالا ھے گیت بھی اس سے اچھوتا نہین رہ سکا - جدیدیت کے زیر اثر نئے گیت نے جنم لیا - رومانیت کا اثر کم هوا اور حقیقت پسندی کو جگه دی گئی - نئے گیت کے موضوعات بھی تقریباً نئے ھین - فرد کی تنہائی کو مندرجه ذیل گیت مین سمویا گیا ھے -

میری کہانی رھی ادھوری

گزر گیا چپ چاپ هوا کا جھونکا

دنیا مین بس مین ھی رھا اکیلا (۳)

---

(۱) میرا جی - گیت ھی گیت - ص ۲٦

(۲) میراجی - میراجی کے گیت - ص ۸٦

(۳) احمد همیش کتاب لکھنئو - فروری ۱۹٦۸ ص ۴۷

میرے خیال مین یہ تمام موضوعات گیت کا موضوع بن سکتے ھین لیکن شرط یہ ھے کہ اسکا گیت پن مجروح نہ ھو -

مندرجہ بالا موضوعات کے علاوہ گیت کارون نے چند گیتون مین دولت اور شراب کو بھی موضوع بنایا ھے - اور کچھ لوریاں بھی لکھی ھین -

شراب عام طور پر گیتون کا موضوع نہین ھے ھندی گیت کارون نے شراب کو موضوع نہین بنایا - لیکن اردو گیتون مین شراب کے متعدد گیت ملتے ھین -

لو ھاتھون مین پیمانہ لو

اک بار تو کیا سو بار پئو

پازیب کی ھے جھنکار پئیو

وہ ساقی رنگین آتا ھے

ناگن کی طرح بل کھاتا ھے

لو ھاتھون مین پیمانہ لو

جیون کے دکھون کو دھو ڈالو

ھان ! اے جیون کے متوالو - (۱)

پی کی نظرین گھول کے پی لے

جے ساقی کی بول کے پی لے

---

(۱) سلام مچھلی شہری - پائل - ص ۱۸

پی لے پی لے جتنا چاہے

جی لے جی لے جتنا چاہے

پی کر کس نے توبہ کی

جینا ہے تو پی کر جی (۱)

دولت کی غلط تقسیم کو موضوع بنانے کے ساتھ ہی ساتھ گیت کاروں نے دولت کی بے ثباتی اور دولت پرستی کے غلط نتائج پر بھی قلم اٹھایا ہے -

زر کی خوشبو سونگھتے تھے جو   کھول کے آنکھیں اونگھتے تھے جو

پاؤں مین پھول مسلتے تھے جو   اونچے ہو کر چلتے تھے جو

دولت نے ان کو بھی مٹایا

مایا ڈھلتا سایہ (۲)

دولت کے نشے مین انسان خدا کو بھی بھول جاتا ہے -

مایا ہے بھگوان کی دشمن

یہ مایا ہے گیان کی دشمن

یہ مایا ہے جان کی دشمن

مایا زہری ناگ

رے پیارے

---

(۱) الطاف مشہدی - ص ۱۳ - اردو کے پریم گیت - مرتبہ بلراج حیرت -
اشوک پاکٹ بکس دہلی

(۲) الطاف مشہدی - پربت کے گیت ص ۸۵

اس مایا کو تیاگ (۱)

دولت اور شراب کے ان موضوعات کے ساتھ ہی ساتھ اردو مین چند لوریان بھی مل جاتی ہین - گو ان کی تعداد زیادہ نہین ہے -

نیلے آکاش سے اونچے کیلاش سے

لائی تیرے لئے مین شتاب

ہلکا ہلکا سا اک خواب   پیارا پیارا سا اک خواب

ننھی ننھی آنکھون مین منّا سا خواب (۲)

مان کو اپنے بچے سے جو امیدین وابستہ ہوتی ہین ان لوریون مین ان کا بھی ذکر ہوتا ہے -

جب ننھا پروان چڑھے گا   خوب پڑھے گا خوب پڑھیگا

جائے گا اسکول خوشی سے   اور پڑھے لکھے گا جی سے

پڑھ لکھ کر ہوشیار بنے گا   اکدن ایم اے پاس کرے گا

کر دے گا الله ملکر   اور بیٹھے گا یہ کرسی پر

سب اسکو آداب کرین گے   ملنے والے نذرین دین گے - (۳)

ان لوریون مین نصیحتین بھی ہوتی ہین -مان اپنے بچے کو بڑون کی عزت ماںباپ کی اطاعت کا سبق دیتی ہے اور جھوٹ- چغلی - ضد -اور چوری سے باز رہنے کی تلقین کرتی ہے -

---

(۱) امر چند قیس - ادبی دنیا اکتوبر ۱۹۳۲ - ص ۴۲۳

(۲) آنند نرائن ملّا - میری حدیث عمر گریزان -ص ۵۷ -انڈین پریس الہ آباد

(۳) ایس عاشق حسین صاحب سیماب اکبر آبادی -لوری نامہ -ص ۴ الیکٹرک ابوالعلائی پریس -آگرہ

سچ بولتا ہے یہ ننھا مرا　　　ہے جھوٹی باتوں سے بیزار سا

جھوٹ اور چغلی سے بچتا ہے یہ　　کتنا سمجھدار بچہ ہے یہ (۱)

موضوعات کے اعتبار سے گیتوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو گیتوں نے تقریباً تمام موضوعات کا احاطہ کر لیا ہے - جدید دور میں گیت کے موضوعات میں اور وسعت آگئی ہے اور اب سماج کے نئے مسائل بھی گیتوں کا موضوع بننے لگے ہیں - موضوعات کا یہ تنوع اور پھیلاؤ گیت کی دنیا کو نئے افق عطا کرتا ہے اسطرح گیت محض حسن و عشق کا فسانہ بنکر نہیں رہ جاتا بلکہ جدید دور کے ذہن کا ترجمان بھی بن جاتا ہے -

---

(۱) ایس عاشق حسین صاحب سیماب اکبرآبادی لوری نامہ ص ٦

گیت کی فنّی خصوصیات

گیت قدیم ترین دور سے انسان کے بے اختیار اور شدید جذبات کا غنائی اظہار ہے اسی لئے اس مین صّناعی اور فنکاری کو زیادہ دخل نہین ہوتا -قدیم انسان فنکاری اور بناوٹ سے یکسر محروم تھا وہ اپنے جذبات کا اظہار چاھتا تھا -اپنے رنج اور خوشی مین دوسرون کو شامل کرنا چاھتا تھا گیت گاتے وقت وہ ایسے الفاظ استعمال کرتا جو اس کے جذبات کے اظہار مین معاون ہوتے اس کے سامنے نہ تو بحرون اور چھندون کا کوئی اصول تھا اور نہ ھی زبان کی سلاست اور روانی کا مسئلہ وہ جو کچھ محسوس کرتا بغیر کسی ھچکچاھٹ کے بیان کر دیتا تھا -یہ گیت قدیم انسان کے سوز و ساز اور درد و داغ کا اظہار تھے - جو اس کی گفتگو سے مختلف ہوتے تھے - گفتگو وہ اپنی ضروریات کے مطابق کرتا تھا لیکن گیت اسکی دلی کیفیات کے آئینہ دار تھے -ان گیتون مین ایک اور خصوصیت تھی جو اسکو روز مرہ کی عام گفتگو سے امتیاز بخشتی تھی -وہ خصوصیت تھی -گیت گاتے وقت وہ "لے" کا سہارا لیتا اور اسی لے مین گیت کا حسن پوشیدہ ہوتا تھا -گیت مین لے جسقدر اس دور مین اھمیت کی حامل تھی وہ اھمیت ابتک برقرار ھے -زمانے کے تغّیر و تبدل کے باوجود گیت نے بہت کم تبدیلیان قبول کی ھین -انسان نے جیسے جیسے ترقی کی وہ سادگی سے زیادہ صناعّی اور پر کاری کا شیدائی ہوتا گیا ترتیب و تنظیم اور خارجی حسن کی طرف زیادہ متوجہ ہوا -لیکن باوجود اس کے گیت زیادہ بناؤ سنگھار کا متحمل نہ ہو سکا -کیونکہ صناعی اور پرکاری اس کے حسن مین اضافہ کرنے کے بجائے اسکو بوجھل بنا دیتی ھین -ادب کی ہر صنف مین نت نئے تجربے ہوتے رھتے ھین گیت مین بھی تجربے ہوئے ھین اور آج "نیا گیت" کے نام سے مختلف تجربات کئے جا رھے ھین لیکن باوجود ان تجربات کے گیت مین سادگی کے اولین نقوش آج بھی مل جاتے ھین -

گیت کی تخلیق گانے کے لئے کی جاتی ہے - اس لئے گیت مین سنگیت کو خاص اہمیت حاصل ہے - امر کوش مین تو سنگیت اور گیت کو مترادف ہی بتایا گیا ہے (١) گیت مین سنگیت کی اہمیت اس سے اور واضح ہو جاتی ہے - سنگیت کی اہمیت پر غور کرنے سے قبل سنگیت کے لفظ کو سمجھ لینا ضروری ہے - سنگیت دراصل سم (برابر) + گتی (چال) کا مرکب ہے - جسکے معنی ہوئے ترتیب بہ ترتیب ہی حسن اور دلکشی پیدا کرنے مین معاون ہوتی ہے - سنگیت کو برقرار رکھتی ہے اور ترتیب نہ ہونے پر سنگیت درہم برہم ہو جاتا ہے -

پلک پلک پیار ترا چھلک چھلک جائے (٢)

پلک پلک اور چھلک چھلک دراصل وہ اکائیان (Units) ہین جن سے گیت مین توازن قائم ہے - اور جو گیت کی موسیقیت بنائے رکھنے مین مدد کرتی ہین - اس ترتیب نے گیت مین حسن پیدا کر دیا ہے - لیکن اگر اسکو یون کر دیا جائے -

پیار جائے چھلک چھلک ترا پلک پلک

تو اس کی موسیقیت مجروح ہوگی - الفاظ دہی ہین لیکن ترتیب بدل دینے سے گیت کی روانی مین رخنہ پڑتا ہے گیت مین حروف کی آوازون اور الفاظ کی ترتیب و تنظیم ہی سے روانی پیدا ہوتی ہے - گیتون مین گائے جانے کی خصوصیت دوسری اصناف سے زیادہ ہوتی ہین اس لئے اس مین آوازون کے حسن اور الفاظ کی ترتیب و تنظیم کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے - زمانہ قدیم مین گیت سنگیت

---

(١) अमरकोश २२, पृष्ठ २२, प्रकाशक [illegible] हरगोविन्द शास्त्री बनारस

(٢) قتیل شفائی - جھومر - ص ٣٨ نیا ادارہ دہلی

کا تابع تھا - لیکن رفتہ رفتہ یہ رشتہ ٹوٹتا گیا لیکن سنگیت کی سب سے اہم خصوصیت روانی اب بھی گیتون کا حسن سمجھی جاتی ھے -گیت خواہ گانے کے لئے نہ لکھا گیا ھو لیکن اس کے باوجود گیت اور سنگیت مین قریبی تعلق ھے اکثر گیت لکھنے سے پہلے ذ ھن مین لے ابھرتی ھے اور یہ لے دراصل سنگیت کی تابع ھوتی ھے اسی ڈور مین تمام جذبات و کیفیات کو پر دیا جاتا ھے -

گیت مین موسیقیت کو بر قرار رکھنے کے لئے لے کے علاوہ ٹیک کے مصرعے کا بھی استعمال ھوتا ھے -ھر بند کے بعد ٹیک کو دھرا کر گیت مین موسیقیت پیدا کی جاتی ھے ٹیک دراصل وہ ڈور ھے جو گیت کے تمام بندون کو ایک ساتھ پروتی ھے اور وحدت تاثر قائم کرتی ھے -

گھر آئی گھٹا سکھی ساون کی

لائے کون خبریا پی کے

گھر آئی گھٹا سکھی ساون کی (۱)

بعض اوقات ٹیک کا استعمال گیت مین نہین ھوتا -ایسی حالت مین گیت کے پہلے مصرعے سے ٹیک کا کام لیا جاتا ھے -یہ مصرعہ شعوری طور پر نہین لایا جاتا بلکہ بندون کی ترتیب کچھ ایسی ھوتی ھے کہ ٹیک کا مصرعہ خود بخود زبان پر آتا ھے -

کئے تھے بند تم نے بھی دوار

بھکاری من کتنا للچایا

کھو کر یہ کتنا پچھتایا

---

(۱) ناصر شہزاد سہ ماھی سیپ کراچی ص ۱۸۵ - شمارہ نمبر ۸

کتنا چاھا پر نہین آیا

رحم تک پاتا کیا پیار (۱)

بعض اوقات گیت کارون نے ایک گیت مین دو دو تین مختلف ٹیک کے مصرعون کا استعمال کیا ھے جیسے حفیظ کے ایک ھی گیت مین مندرجہ ذیل تین ٹیپ ھین -

میرے دل کا باغ

پیاری میرے دل کا باغ

الفت کا احساس

پیاری الفت کا احساس

الفت کا اظہار

پیاری الفت کا اظہار (۲)

گھٹائین چھائی ھین گھنگھور

جوانی لے آئی برسات

محبت آھون کا طوفان (۳)

ان مختلف ٹیک کے مصرعون سے گیت مین وحدت تاثر قائم نہین رھتی حفیظ کے یہ ٹیک کے مصرعے گیت کو علحدہ علیحدہ حصون مین تقسیم کر دیتے ھین - اس سے گیت کا اثر زائل ھو جاتا ھے -

---

(۱) مسعود حسین خان - دو نیم - ص ۱۵۰ آزاد کتاب گھر کلان محل دھلی

(۲) حفیظ - سوزو ساز - ص ۹۹

(۳) حفیظ جالندھری - سوزو ساز - ص ۱۰۱

عام طور پر گیتون مین پہلی لائن ٹیک کے لئے ہوتی ہے اور ہر ایک بند کے آخر مین ایک ایسی لائن آتی ہے جو ٹیک سے ہم قافیہ ہوتی ہے —

ساجن بدرمنیر تجھ بن دل گھبرائے

پیاس بڑھے تہرے درشن کی

جون جون برسے رت ساون کی

لاگین بوہ کے تیر پریت اگن سلگائے

ساجن بدرمنیر - تجھ بن دل گھبرائے (۱)

پیا بنے چت چور

سکھی ری پیا بنے چت چور

پیا ملن کو جیورا ترسے

کیسے نکلون باھر گھر سے

بجلی چمکے پانی برسے

چھائی گھٹا گھنگھور

سکھی ری پیا بنے چت چور (۲)

گیتون مین ٹیک کے مصرعے کا رواج قدیم ہے - جس زمانے سے پہلے ناچ اور پوجا اور دوسرے مذہبی

---

(۱) ناصر شہزاد - اوراق - شمارہ خاص نمبر ۳ ۱۹٦٦ع ص ۲۲۸

(۲) اندرجیت شرما - ادبی دنیا جون ۳٦ ص ۱۳۴

موقعون پر اجتماعی روپ مین گیت گائے جاتے تھے - اسی وقت سے ٹیک کا رواج ھے - دراصل ٹیک گانے والے کے لئے ایک اچھا مقام ھے جہان آکر وہ کچھ دیر ٹھیرتا ھے - اس درمیان وہ آئندہ بند کو یاد کرتا ھے جبکہ اس کے دوسرے ساتھی ٹیک کے مصرع کو دھراتے رھتے ھین (١)

صوتی آھنگ کے ذریعے بھی گیت مین کیفیت پیدا کی جاتی ھے اور موسیقیت کو ابھارا جاتا ھے -

چھن چھن چھنا چھن رقص کر　　　مر مر کی ناگن رقص کر (٢)

جگ جگ جیوت جلے جیون کی　　　جوت جلے جیون کی (٣)

عام تحریرون مین حروف اور الفاظ کی تکرار عیب کا درجہ رکھتی ھے اور یہ کوشش کی جاتی ھے کہ یکسان الفاظ قریب قریب نہ لائے جائین - نثر مین یہ تکرار خاص طور سے معیوب سمجھی جاتی ھے لیکن گیت مین یہی تکرار حسن پیدا کر دیتی ھے کیونکہ/ جیسا کہ رچرڈس نے کہا ھے کہ وزن اور بحر کا انحصار توقع اور تکرار پر ھی ھے - (۴) یہ تکرار کبھی حروف کی ھوتی ھے اور کبھی الفاظ کی

وہ نہ آئے نہ سکھ ساتھ لائے یہان
وہ نہ آئے
چاند کی جوت جلتی تھی جلتی رھی - (٥)

---

(1) F.B. Gummer. Old English Ballads. P. 86

(٢) یوسف ظفر - زھر خند - ص ٤٦ نیا ادارہ لاہور

(٣) میراجی - گیت ھی گیت - ص ٣٩

(۴) " Rhythm and its special form metre depends upon repetition and expectancy" I.A. Richards, Principles of literary Criticism page 134,

(٥) ضیا جالندھری - سرشام - ص ٣٣ سویرا آرٹ پریس لاہور

گیت مین تکرار اور صوتی آھنگ کے ذریعے موسیقیت پیدا کرنے کے لئے زبان کی سادگی اور روانی پر بھی توجہ ھوتی ھے -کومل اور لطیف الفاظ کا استعمال ھوتا ھے -سادگی پر اصرار ھوتا ھے سادگی سے مراد یہ ھے کہ الفاظ اور مفہوم دونون ھر ایک کی سمجھ مین آسکین -مگر سادگی بھرحال ایک اضافی چیز ھے اور یہ ضروری نہین کہ ھر ایک کے لئے ھر لفظ سادہ ھو بلند سے بلند اور نازک خیال کو بڑی خوبی اور سادگی سے بیان کیا جا سکتا ھے بشرطیکہ گیت کار الفاظ پر قدرت رکھتا ھو الفاظ کی روح ان کے مزاج سے واقف ھو اور ان کا مناسب استعمال جانتا ھو -سادگی کا انحصار کئی چیزون پر ھے مثلاً سادہ الفاظ کا استعمال -آسانی اور سادہ الفاظ مین اپنے خیالات و جذبات کو ادا کر دینے کی قدرت شاعر کے کمال کی سند ھے -گیت شدید جذبات کا براہ راست اظہار ھے اس لئے سادہ اور سہل الفاظ ھی اس کے لئے موزون ھوتے ھین -کیونکہ اگر جذبہ لفظون کے جال مین پھنس گیا تو یہ اثر انگیز نہین ھو سکتا ہے بلکہ الفاظ کا گورکھ دھندا بنکر رہ جائے گا -جب جذبہ دل کی آنچ بنکر بر آمد ھوتا ھے تو وہ حروف صحیح کی رکاوٹون کو کم سے کم قبول کرتا ھے اور حروف علت کی گزرگاھون کو پسند کرتا ھے (١) گیت مین کوز آوازون مثلا ٹ-ڈ -ڑ کی زیادہ گنجائش نہین ھوتی حالانکہ بقول مسعود حسین خان ان کی جڑین ھندوستانی موسیقی مین طبلے اور ڈھول کے رشتے سے پیوست ھین (٢) دراصل ان کی کوزیت اور بد آھنگی ان کے استعمال پر منحصر ھے - طویل حروف علت کے بکثرت استعمال سے کوز آوازون کی بد آھنگی کم ھو جاتی ھے -

ٹوٹ گئی وہ مالا سجنی - ٹوٹ گئی وہ مالا - (٣)

---

(١) مسعود حسین خان - مطالعہ شعر - ص ٢٨ -شعرو زبان

(٢) مسعود حسین خان - مطالعہ شعر - ص ٢٢ شعرو زبان

(٣) ساغر نظامی - نیرنگ خیال اکتوبر ١٩٣ ص ٦٢٢

یہاں "ٹ" کی آواز موسیقیت میں رخنہ نہیں ڈالتی - بلکہ اس کی کرختگی طویل حروف علت کے استعمال کی وجہ سے تحلیل ہو گئی ہے لیکن ایک بات اور قابل غور ہے وہ یہ کہ کرخت آوازوں پر گیت کا خاتمہ نہیں ہونا چاہئیے - کیونکہ گیت میں لے کو دخل ہے اور گاتے وقت آوازوں کو ضرورت کے مطابق گھٹایا بڑھایا جاتا ہے - کرخت آوازوں کی موجودگی میں یہ ممکن نہیں ہے - حروف علت میں موسیقیت کو برقرار رکھنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں - اس لئے ان کا استعمال گیت میں زیادہ ہوتا ہے - فارسی تراکیب اور سنسکرت شبد ادبی گیت کو بوجھل بنا دیتی ہے اسی لئے گیت میں ہلکے پھلکے الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے جو گیت میں سادگی اور روانی پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں مندرجہ ذیل گیت میں "گ" کی تکرار سے گونج پیدا کی گئی ہے - یہاں فارسی تراکیب بھی گراں نہیں گزرتیں لیکن بے دریغ نے ثقل پیدا کر دیا ہے جو گیت کے لئے عیب کا درجہ رکھتا ہے -

رنگ دے رنگ دے قدیم رنگ
رنگ دے قدیم رنگ بے دریغ بے درنگ
جسکی ضو سے مات ہو رنگ بازئ فرنگ
عشق کے لباس کو
رنگ شوخ و شنگ دے
رنگ دے قدیم رنگ (١)

گیتکار نے فارسی اور ہندی الفاظ کا بڑا خوب صورت اور دلکش سنگم پیش کیا ہے - یہاں ساجن خالص ہندوستانی لفظ ہے اور بدرمنیر فارسی ترکیب لیکن ان دونوں کا سنجوگ کانوں کو ناگوار نہیں گزرتا بلکہ گیت کو حسن عطا کرتا ہے -

---

(١) حفیظ جالندھری - سوزو ساز ماڈرن پبلشرز لاہور

ساجن بدرمنیر

تجھ بن دل گھبرائے (١)

ابتدائی دور مین بھگتی تحریک کے زیر اثر گیتون کی زبان برج ھی تھی ظفر کے مندرجہ ذیل گیت سے یہ بات واضح ھو جائے گی -

پیم اگن نت موھے جراوے یا کا بھید کہون کا سے
پی ھو پاس تو جی ھو ٹھنڈا اپنی بپتا کہون واسے
رتیان گجوارون روت روت دن کو گجارون آھا کھینچ
میرے من کی موسون نہ پوچھو پوچھو میری بپتا سے
یا ھی برھا درجن ھو وے یا ھی برھا سرجن ھو وے
ناچھوٹے یہ برھا موسو نہ چھوٹون مین برھا سے (٢)

رفتہ رفتہ برج کے اثرات زائل ھو نا شروع ھوئے - کھڑی بولی کو اپنایا گیا - اور اسطرح گیتون مین کھڑی بولی ھی رواج پا گئی -

برکھا کے لاکھون ھی تیر دل پر کس کو سہون مین
چارون اور جھومے ھر یالی
چھائی گگن پر گھٹا متوالی
جھاجون برسے نیر دل کی کس سے کہون مین (٣)

---

(١) ناصر شہزاد - اوراق -شمارہ خاص -نمبر ٣ - ١٩٦٦ - ص ٢٢٨

(٢) بہادر شاہ ظفر - نوائے ظفر -مرتبہ خلیل الرحمن اعظمی - ص ٩١٦

(٣) میراجی - میراجی کے گیت - ص ٢٧

گیت جب اردو سے قریب آیا تو فارسی کے قریب الفہم الفاظ کا استعمال بھی ہونا شروع ہوا حفیظ نے خالص اردو مین گیت لکھنے کے تجربے کئے -

میرے دل کا باغ
پیاری میرے دل کا باغ
مین ہون دل کے باغ کا مالی لایا ہون پھولون کی ڈالی
نازک نازک پھول ہین جیسے اجلے اور بے داغ ایسا ہی بے داغ ہے پیاری میرے دل کا باغ
پیاری میرے دل کا باغ (۱)

اب گیتون کی زبان کھڑی بولی ہے -اور تمام گیت کھڑی بولی مین ہی لکھے جاتے ہین لیکن کہین کہین برج بھاشا کا اثر بھی ہے -

اب مندر مین آن براجو سانجھ بھئی گھنشیام
رادھے رادھے کا ہے پکارو
رادھا کرے بسرام سانجھ بھئی گھنشیام (۲)

گیت مین موسیقیت کو ابھارنے کے لئے زبان کی ترتیب و تنظیم کے ساتھ ہی ساتھ چھندون پر بھی توجہ ہوتی ہے - چھندون کے استعمال سے تمام آوازین ایک روپ مین ڈھل جاتی ہین - گیت مین شدید جذبات کو قائم رکھنے کے لئے چھند معاون ہوتے ہین ان کے توسط سے خیال نغمے مین گھل

---

(۱) حفیظ جالندھری - سوزو ساز - ص ۹۹

(۲) شہاب جعفری - سورج کا شہر -ص ۱۲۳ مکتبہ جامعہ جامعہ نگر نئی دھلی -۲۵

جاتا ھے -اور جذبے کی اندرونی شدت ظہور مین آتی ھے -گیت مین عام طور پر ماترک چھند ھی استعمال کئے جاتے ھین کیونکہ ماترک چھند کے استعمال سے گیت کی فطری موسیقیت اور روانی برقرار رھتی ھے -وزن و آھنگ کلام کو لطافت و نزاکت بخشتے ھین -کیونکہ وزن مین ایک سے زیادہ گہری -پاکیزہ اور سنجیدہ موسیقی ھوتی ھے (۱)

چھند کے دائرے مین مقیّد ھو کر شاعری پر اثر ھو جاتی ھے اور یاد بھی جلدی ھو جاتی ھو جاتی ھے -گانے وقت بھی یہ چھند معاون ثابت ھوتے ھین - پھر گیت تو شاعری کا وہ روپ ھے جو زیادہ تر گانے کے لئے ھی مخصوص ھے اس لئے گیتون مین چھندون کا استعمال ان کی موسیقیت مین اضافہ کرتا ھے اور پر اثر بناتا ھے -چھندون مین زمانے کے ساتھ ساتھ بہت سی تبدیلیان آتی ھین کبھی کبھی چھند موسیقیت مین اضافہ کرنے کے بجائے اس مین رخنہ بھی ڈالتے ھین گیت مین جذبات و احساسات کی اھمیت چھند سے زیادہ ھے جہان تک چھند گیت کار کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرنے مین کامیاب ھین ان کی اھمیت مسلم ھے لیکن جہان یہ چھند جذبات و احساسات کو پس پشت ڈالکر صرف چھندون کے تجربے بن جاتے ھین وھان وہ گیت کے لئے مہلک ثابت ھوتے ھین -

جدید دور مین چھندون کے سلسلے مین گیت کارون کو بہت آزادی حاصل ھے -انگریزی کے سانیٹ -لوک گیت اور فلمون کے چھندون سے استفادہ کیا گیا ھے -ان گیتون مین چھندون کے بند ھن بہت ڈھیلے ھین اور گیت کار ان مین حسب منشا تبدیلیان کرتے رھتے ھین -کیونکہ اب

---

(1) H. Coombes, literature and criticism p. 24
First Published By, Chatto & Windus

گیتون کے موضوعات کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا ہے اس لحاظ سے ان کے چھندون مین بھی تنوع آگیا ہے۔ایک نیا گیت ملاحظہ ہو جس مین چھند کے بندھن ڈھیلے ھین -

میری کہانی رھی ادھوری

گزر گیا چپ چاپ ہوا کا جھونکا

دنیا مین بس مین ھی رھا اکیلا

نیند اڑاتے دوری کے سب رنگ اور تٹ بھی سارے

ھٹتے ہوئے کنارے (۱)

اختصار گیت کی روح ہے -کیونکہ گیت شدید جذبے کا اظہار ہے اور شدید جذبہ کو ندی کی چمک اور شعلے کی لپک کی مانند ہے اس لئے گیت مین طوالت عیب پیدا کردیتی ہے -

اس طرح یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گیت نہ تو صرف لے کا نام ہے اور نہ چھندون کے گھٹانے بڑھانے سے گیت جنم لیتا ہے اور نہ صرف سرون کے اتار چڑھاؤ کو گیت کہا جا سکتا ہے -صرف جذبے کا اظہار بھی گیت کے نام سے نہیں پکارا جا سکتا بلکہ گیت سرون پر تیرتی ہوئی ایک لہر ہے جسے جذبے کی شدت اور تصور کی رنگینی متحرک کرتی ہے -اور چھند اس مین ضبط و نظم پیدا کرتے ھین -

---

(۱) احمد ھمیش - کتاب لکھنئو فروری ۱۹۶۸ -ص ۴۷

حرف آخر

آج شاعری کے متعلق ہمارا تصور بدل گیا ہے شاعر محض خارجی دنیا کی مخصوص الفاظ مین مصوری یا نقالی نہین ہے یہ الفاظ کے ذریعے سے فطرت کی ایک جھلک ہے - یہان فطرت سے مراد عالم فطرت اور انسانی فطرت دونون ہین یا انسان کے خواص کے ذریعہ سے عالم فطرت کا احساس اور عرفان ہے - الفاظ کا مقصد یہان چند معانی کی طرف اشارہ کرنا ہی نہین بلکہ اپنی مخصوص آوازون اور آہنگ کے ذریعہ سے ایک طلسمی فضا پیدا کرنا ہے جہان کولرج کے الفاظ مین انسان گرد و پیش کی دنیا سے بلند ہو کر تخیل کے سہارے اپنی انامین ابدی انا کا پر تو دیکھ لیتا ہے - یعنی شاعری ہمین جس حقیقت کا عرفان دیتی ہے وہ اپنی جگہ کسی سائنس یا معروضی حقیقت سے کم اہم نہین بلکہ چونکہ یہ ہمارے فطرت کے خوابیدہ تارون کو چھیڑتی ہے اس کے ذریعہ سے ہم اپنی اور کائنات کی حقیقت کا ایسا احساس کر سکتے ہین جو ہمارے لئے ضروری ہے جس سے ہماری روح کی شادابی کا سوال وابستہ ہے -

یہ عرفان جو شاعری ہمین دیتی ہے الفاظ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچتا ہے - اس لئے شاعری مین الفاظ کی خاص اہمیت ہے - ابتدائی دور سے شاعری گیت کے روپ مین ملتی ہے - اس لئے گیت مین الفاظ کا استعمال شاعری کے ایک اہم طریقہ کار پر روشنی ڈالتا ہے - گیت ایک عقیدت ایک محبت ایک پرستش ایک وفاداری کے جذبے کا اظہار ہے - یہ محبت فطرت سے خدا سے کسی دیوی یا دیوتا سے کسی عورت سے کسی نصب العین سے وطن سے انسانیت سے کسی مسلک یا مشرب سے ہو سکتی ہے مگر اس مین گہرا جذبہ پرستش ضروری ہے - اب یہ گہرا جذبہ اپنے اظہار کے لئے جو الفاظ انتخاب کرتا ہے وہ صرف معنی عطا نہین کرتے صرف پیام نہین دیتے - آوازون کے خاص استعمال کے تخیلی پیکرون کی مدد سے معنی کی تہون کے سہارے ہمین ایک ذہنی دنیا مین پہنچا دیتے

۳۹۔ زبیر رضوی	لہر لہر ندیا گہری	مکتبہ صبا حیدرآباد	۱۹۶۲
۴۰۔ ساغر نظامی	رنگ محل	ادارہ اشاعت اردو حیدرآباد	طبع اول
۴۱۔ سرور جہاں آبادی	خم خانہ سرور	زمانہ پریس کانپور	طبع اول
۴۲۔ ساغر نظامی	بادہ مشرق	ساغر پرنٹس میرٹھ	—
۴۳۔ سیماب اکبر آبادی	لوری نامہ	ابوالعلائی پریس آگرہ	طبع اول
۴۴۔ سوامی ماہروی	سوامی درشن	نظامی پریس بدایون	۱۹۵۹
۴۵۔ سلیمان اریب	پاس گریبان	انجمن ترقی اردو حیدرآباد	۱۹۶۱
۴۶۔ سلام مچھلی شہری	پائل	ساقی بک ڈپو دھلی طبع اول	۱۹۴۴
۴۷۔ شہاب جعفری	سورج کا شہر	مکتبہ جامعہ نئی دھلی	۱۹۶۷
۴۸۔ شاہ عالم ثانی	کلیات شاھی (زینت ساجدہ)	سلسلہ مطبوعات حیدرآباد	—
۴۹۔ شاہ عالم ثانی	نادرات شاھی	ھندوستا پریس رامپور طبع اول	۱۹۴۴
۵۰۔ صہبا لکھنوی	مجاز ایک آھنگ	مکتبہ افکار کراچی	۱۹۵۲
۵۱۔ ضیا فتح آبادی	گردراہ	مکتبہ جامعہ نئی دھلی۔	۱۹۵۸
۵۲۔ ضامن	دیوان ضامن	نول کشور پریس لکھنئو	۱۸۷۹
۵۳۔ ضیا جالندھری	سر شام	سویرا آرٹ پریس لاھور	۱۹۵۵
۵۴۔ عبدالحمید عدم	گردش جامہ	شہناز پبلشنگ ھاوس دھلی	۱۹۵۵
۵۵ علی جواد زیدی	اردو مین قومی شاعری کے سو سال	پرکاش شاکھا لکھنئو	۱۸۵۹
۵۶۔ عشرت رحمانی	تیرے گیت	ساقی بک ڈپو دھلی طبع اول	۱۹۴۵
۵۷۔ عرش ملسیانی	چنگ و آھنگ	رام کمار بک ڈپو دھلی	۱۹۵۳

۵۸ ۔ عرش ملسیانی	ہفت رنگ	رام کمار بک ڈپو دہلی	1951
۵۹ ۔ عبدالمجید بھٹی	دیس کی لیلا	ساقی بک ڈپو دہلی	بار اول
۶۰۔ عظمت اللہ خان	سریلے بول	اردو اکیڈمی مشن روڈ کراچی	۱۹۴۰
۶۱۔ عمیق حنفی	سنگ پیرہن	جاوید پبلشرز بھوپال	
۶۲۔ فیض احمد فیض	حرف حرف	کتاب کار پبلشرز رامپور	1965
۶۳ ۔ قیوم نظر	سویدا	گوشہ ادب لاہور ~~بلوبل~~ بار اول	۱۹۵۴
۶۴۔ قیوم نظر	پون جھکولے	کتاب خانہ پنجاب لاہور	۱۹۴۸
۶۵۔ قتیل شفائی	جھومر	نیا ادارہ لاہور	۱۹۰۱
۶۶۔ قتیل شفائی	گجر	نیا ادارہ لاہور	1962
۶۷ ۔ کرن پرشاد کرن	کرن	انتخاب پریس حیدرآباد	—
۶۸ ۔ کرشن موہن	شبنم شبنم	انڈین اکیڈمی دہلی	1961
۶۹ ۔ کوثر نیازی	منتخب نظمیں	مکتبہ چراغ راہ کراچی	
۔ مداری لال	اندر سبھا	مطبع حسینی اکبر آباد	—
۷۱ ۔ منیر نیازی	جنگل میں دھنک	سویرا آرٹ پریس لاہور	طبع اول
۷۲ ۔ مسعود حسین خان	دو نیم	آزاد کتاب گھر دہلی	1956
۷۳ ۔ مجید امجد	شب رفتہ	نیا ادارہ لاہور	1958
۷۴ ۔ میراجی	مشرق و مغرب کے نغمے	سلسلہ مطبوعات اکادمی شمارہ نمبر ۱۴ لاہور ۹۵۸	
۷۵ ۔ میراجی	گیت ہی گیت	ساقی بک ڈپو دہلی	۱۹۴۴
۷۶ ۔ میراجی	میراجی کے گیت	مکتبہ اردو لاہور	طبع اول
۷۷ ۔ میراجی	میرا جی کی نظمیں	ساقی بک ڈپو دہلی	طبع اول

هین - مناسب آوازون کی تکرار اور ان کا زیر و بم ایک خوشگوار نشہ پیدا کرتے هین - اس نشے کی مدد سے هم تخیل کی دنیا مین پہنچ جاتے هین - جہان هر شے ایک معنی مین کچھ دهندلی اور دوسرے معنی مین کچھ اور اجلی نظر آتی هے - ویدون کے گانے - اپنی سادگی کے باوجود ایک پرکاری رکھتے هین - ان مین الفاظ مناسب آوازون کے ذریعہ همین ایک فوق فطری هستی کا احساس دے دیتے هین - لوک گیت بظاهر ایک کہانی سناتے هین مگر یہان بھی کہانی دل نشین اپنی آوازون یا اپنی موسیقی کی وجہ سے هوتی هے یعنی موسیقی وہ کنجی هے جس کے ذریعہ سے لوک گیت کی کہانی کا میکدہ کھلتا هے - آگے چل کر بھگتی تحریک اور تصوف کے اثر سے ایک آسمانی محبت زمینی رنگ و آهنگ مین بیان هوتی هے - شاعر اپنے آپ کو ایک عورت فرض کرتا هے جو اپنے پریتم یعنی خدا کے فراق مین تڑپ رهی هے اگر عورت کے حقیقی جذبات کا یہ تانا بانا نہ هو تو بندے کا خدا سے عشق شاعرانہ اظہار کی صورت نہ اختیار کر سکے - گویا گیت کو گیت محبت کا جذبہ بناتا هے اور محبت دوسرے جذبات کے مقابلے مین سب سے قوی سب سے همہ گیر اور سب سے لا زوال جذبہ هے محبت مبودیت اور عجز و نیاز کے اظہار پر مجبور هے - اپنے خدا یا دیوتا کو خدائے کائنات سمجھنے پر مجبور هے - وہ اس سے جدا هو کر ترسنے اور تڑپنے پر اور اس سے مل کر اپنے کو سرشار اور غنی سمجھنے پر مجبور هے - اس لئے برہ اور ملن کی کیفیات بھی هین اور علامات بھی - گیت اس لئے جذبے کی موسیقی بھی هے اور جذبے کی موسیقی کے ذریعہ سے کائنات کے آهنگ تک پہنچنے کی کوشش بھی - اردو شاعری دنیا کی دوسری زبانون کی شاعری کی طرح هر دور مین ایک حقیقت کو دهراتی رهی هے - ابتداً کی شاعری گیت کا سہارا لیتی هے - ان گیتون مین جذبہ سیدھا سادا مگر اپنے مقصد مین کامیاب هے یہ الفاظ کی موسیقی سے کام لیتا هے - حروف علّت کو خاص ڈهنگ سے استعمال کرتا هے لہجے کے ذریعہ سے الفاظ کو کبھی کھینچ کر ان مین نئی کیفیت پیدا کر لیتا هے - کبھی حروف کی آواز مین مفہوم کی طرف رہ نمائی کرتی هین - کبھی نرم یا ملائم الفاظ

ایک فضا پیدا کرتے ھین - کبھی قافیے کی تکرار سے متوقع موسیقی پیدا کی جاتی ہے - مگر صرف الفاظ ہی سب کچھ نہین ھین - ان الفاظ کے پیچھے ایک جذبہ ہے جس پر عشق کی مہر لگی ہوئی ہے - یہ عشق کرن کو سورج - قطرے کو دریا - ذرے کو آفتاب - محبوب کے چہرے کو چاند اسکی آنکھون کو چھلکتے ساغر - اسکی زلفون کو کالی گھٹا اسکے قد کو سرو وصو پر بتاتا ہے - تو ہمارے سامنے فطرت اپنی تمام رعنائیون کے ساتھ اکھڑی ہوتی ہے - محبوب کے چہرے سے چاند اور چاند سے محبوب کے چہرے تک جاتے جاتے ذہن کائنات کے آھنگ ایک گہرا احساس کر لیتا ہے مگر یہ عشق صرف ایک محبوب پر تابع نہین رہ سکتا اس لئے شاعر نے بھی عشق کے بہت سے مرکز تلاش کر لئے - کبھی بادشاہ محبوب بنا کبھی کوئی رزمیہ کارنامہ کبھی کوئی ھنگامہ خیز داستان کبھی کسی کی سبق آموز زندگی مغرب مین گیت سے ایپک اور ڈراما وجود مین آئے - ہمارے یہان گیتون کی جگہ مثنوی - مرثیہ - قصیدے اور غزل نے لے لی - غزل ایک حد تک گیت کے جذبے کو بھی تسکین دیتی رہی - دھلی اور لکھنٔو کے دربار کے اثر سے شاعر مدح و قدح کی دنیا مین کھوگیا اپنی تہذیبی بنیادون سے اور اپنی سر زمین حیات بخش دیو مالا سے اسکا رشتہ ٹوٹا نہین - مگر کچھ دور کا ہو گیا - گیت تو لکھے جاتے رہے مگر اب صرف ایک روایت کا پاس ملحوظ رہا -

۱۸۵۷ کے بعد جب مغربی ادب کے اثرات نمایان طور پر پڑنے لگے تو شعر و ادب کا ایک نیا احساس ابھرا - شروع شروع مین یہ مقصدی اور اصلاحی اور اخلاقی رہا - زندگی کی بعض حقیقتین اتنی تلخ تھین کہ شاعری کو بھی ان کی ترجمانی کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا پڑا - مگر جب مغربی ادب کا اثر کچھ گہرا ہوا تو رومانیت کے روپ مین ایک نئی شرقیت ابھری اپنی سر زمین کا ایک نیا احساس ہوا - سماجی انسان نے فرد کو ایک ضرورت کے تحت اسٹیج سے ہٹا دیا تھا مگر پھر فرد نے اپنی آزادی کا اعلان کیا اور زندگی کو اپنی عینک سے دیکھنے پر اصرار کیا - ظاہر ہے کہ فرد کو یہ آزادی فوراً نہین

ملی اور مسلسل بھی نہین ملی - ادب لطیف کی تحریک ادب کو سیاست مذ ھب یا اخلاق کی شکنجہ بندی سے آزاد کرانے کی ایک کوشش تھی - مگر پھر پہلی جنگ عظیم کے بعد عالمی اثرات نے اور ھندوستان کی جنگ آزادی نے جہان شاعر کو نئے عشق دئے وھان پرانے عشق بھلانے پر بھی مجبور کیا ھان گیت کے فارم مین اس نئے عشق کا بھی اظہار ھوتا رھا - ترقی پسند تحریک سماج کو فرد کی مسند پر بٹھانے کی کوشش تھی - اس لئے اس نے گیت مین سماج کو اور اس کے مسائل کو محبوب بنایا - ترقی پسند تحریک کے زوال کے بعد پھر حالات نے فرد کو اسکے مسائل کا احساس دلایا اور اسکی اپنی نظر اسکی اپنی محسوس کی ھوئی صداقت کی اسے ہے طرح یاد آئی - اب گیت نے پھر اسے سہارا دیا - گیت فرد کے جذبے کی ترنگ ھے - زمانے نے اسے سکھا دیا تھا کہ آسمانی اور علامتی عشق سے زیادہ دلکشی عورت کے جسم اور اس جسم مین روح کی تلاش مین ھے یعنی جسم کی پکار بھی روح کی پکار کا ایک دوسرا نام ھے - اس لئے آج گیت مقبول ھین اور ان گیتون مین روح کی پیاس اور جسم کی پکار ایک ازلی وابدی پیاس بن جاتی ھے - اور گو اس پیاس مین اگلی سی معصومیت نہین ملتی مگر زندگی اور اسکے اسرار تک پہنچنے کا ایک نیا عزم اور ولولہ تو مل جاتا ھے - آج گیتون کی مقبولیت ظاھر کرتی ھے کہ سائنس اور فلسفے کی ان ترانیون سے گھبرا کر انسان پھر شاعری کے ذریعہ سے ایک نیا جنم لے رھا ھے اور فطرت اور کائنات سے ایک نیا اور زیادہ معنی خیز رشتہ قائم کرنا چاھتا ھے -

---

وہ شعری مجموعے جنکا مطالعہ کیا گیا ہے

۱- آرزو لکھنوی	فغان آرزو	ادبی پریس لاٹوش روڈ لکھنؤ	بار اول
۲- آرزو لکھنوی	سریلی بانسری	پرواز بک ڈپو	۱۹۶۱
۳- اقبال	کلیات اقبال	مکتبہ ادب جدید لکھنؤ	—
۴- امانت (مسعود حسن رضوی) کا اندر سبھا		کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنؤ	۱۹۵۷
۵- افضل پانی پتی (مسعود حسین خان)	بکٹ کہانی	مطبوعہ قدیم اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد	۱۹۶۰
۶- اختر شیرانی	کلیات اختر	نیو تاج آفس دھلی	—
۷- احسان دانش	نوائے کارگر	مکتبہ دانش لاهور	—
۸- اسمعیل میرٹھی	کلیات اسمعیل	دیا پرنٹنگ پریس دھلی	۱۹۳۹
۹- ابراھیم عادل شاہ (نذیر احمد)	کتاب نورس	دانش محل امین الدولہ پارک لکھنؤ	۱۹۵۵
۱۰- اختر انصاری	نالے پابند نے	فیروز اینڈ سنز کراچی	۱۹۵۱
۱۱- الطاف مشہدی	پریت کرے گیت	لاجپت رائے اینڈ سنز دھلی	بار دوم
۱۲- اندر جیت شرما	جلوہ زار	آئینہ پریس میرٹھ	—
۱۳- احمد ندیم قاسمی	اردو شاعری کا انتخابی سلسلہ	انجمن ترقی اردو علی گڑھ	۱۹۵۶
۱۴- آل احمد سرور و عزیز احمد	انتخاب جدید ۱۹۱۴ تا ۱۹۴۲	انجمن ترقی اردو علی گڑھ	۱۹۴۲
۱۵- بہادر شاہ ظفر	کلیات ظفر	منشی نول کشور پریس لکھنؤ	—
۱۶- بہزاد لکھنوی	موج طہور	ساقی بک ڈپو دھلی	۱۹۴۱
۱۷- بہادر شاہ ظفر (خلیل الرحمن اعظمی)	نوائے ظفر	انجمن ترقی اردو علی گڑھ	۱۹۵۸
۱۸- بہزاد لکھنوی	نغمہ نور	ساقی بک ڈپو دھلی	—
۱۹- بھیم سین ظفر ادیب	جوئبار	قصر اردو ملتان	۱۹۳۸

۲۰۔بندہ نواز گیسو دراز (خلیق انجم)	معراج العاشقین	مکتبہ شاہراہ دھلی	۱۹۵۷
۲۱۔ تاج سعید	گیت مالا	مکتبہ فنکار پشاور	—
۲۲۔ تاجور سامری	دھرتی کے تیور	رسالہ بیسویں صدی دھلی	۱۹۵۲
۲۳۔ پرکاش پنڈت	پاکستان کی اردو شاعری	ھند پاکٹ بکس دھلی	طبع اول
۲۴۔ جمیل مظہری	فکر جمیل	مکتبہ ادب پٹنہ	—
۲۵ جمیل مظہری (رضا نقوی)	نقش جمیل	مکتبہ ادب پٹنہ	۱۹۵۳
۲۶۔ چکبست	صبح وطن	انڈین پریس لمیٹڈ	۱۹۲۸
۲۷۔ حفیظ جالندھری —	نغمہ زار	نیو تاج آفس دھلی	طبع ثانی
۲۸۔ حسرت موھانی	کلیات	مکتبہ اشاعت اردو اردو بازار ۔ دھلی	۱۹۵۹
۲۹۔ حامداللہ افسر —	پیام روح	انڈین پریس الہ آباد	—
۳۰۔ حفیظ جالندھری	تلخابۂ شیریں	مکتبہ اردو دھلی	
۳۱۔ حفیظ جالندھری	سوزو ساز	مجلس اردو جی ماڈل ٹاون لاھور ۔دوسرا ایڈیشن مع ترمیم‌اضافہ	
۳۲۔ حامد الہ آبادی	شعلہ نے	گوشۂ ادب علی گڑھ	۱۹۵۸
۳۳۔ خاطر غزلوی	روپ رنگ	اردو بازار لاھور	۱۹٦۴
۳۴۔ دیوندر ستیارتھی —	میں ھوں خانہ بدوش	سنگم پبلشر لمیٹڈ لاھور	۱۹۴۱
۳۵۔ دوارکا داس شعلہ	شعلہ زار	سنگم پبلشرز لاھور	—
۳۶۔ داؤد چغتائی	چاند کی بستی	ایجوکیشنل پریس کراچی	۱۹٦۰
۳۷ دیوندر ستیارتھی —	گائے جا ھندوستان	اردو رائٹرز کوآپریٹیو سوسائٹی	۱۹۴٦
۳۸۔ رام پرکاش اشک	منتخب نظمیں	مکتبہ اردو لاھور	۱۹۴۹

نمبر	مصنف	کتاب	ناشر	سنہ
۷۸	مختار صدیقی	منزل شب	نیا ادارہ لاہور	طبع اول
۷۹	مخدوم محی الدین	اردو شاعروں کا انتخابی سلسلہ	انجمن ترقی اردو علیگڑھ	
۸۰	مطلبی فرید آبادی	ھنّیا ھنیا	سنگم پبلشرز لاہور	-
۸۱	نشاط شاھدوی	امر بیل	نشاط بک ڈپو بھیمڑی تھانہ	۱۹۵۲
۸۲	نگار صہبائی	جیون درپن	دھنک پبلشرز کراچی	۱۹۶۳
۸۳	ناصر شہزاد	چاندنی کی پتّیاں	مکتبہ ادب جدید لاہور	۱۹۶۵
۸۴	نیاز بریلوی (انوارالحسن)	دیوان نیاز	انوار احمد واقع الہ آباد	دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۷
۸۵	نظیر اکبرآبادی (عبدالباری آسی)	کلیات نظیر	مطبع نول کشور پریس لکھنئو	۱۹۵۱
۸۶	واجد علی شاہ	دولہن	مطبع سلطانی کلکتہ	۱۲۹۰ھ
۸۷	واجد علی شاہ	ناجو	مطبع سلطانی خانہ زادر پیش الدولہ	۱۲۸۶ھ
۸۸	واجد علی شاہ	بنی	مطبع سلطانی کلکتہ	۱۲۹۵ھ
۸۹	وجھن (ابرار حسن انعاروتی)	پریم رس	قصبہ لوہا/مٹو اودھ	—
۹۰	وامق جونپوری	جرس	دانش محل امین الدولہ پارک لکھنئو	۱۹۵۰
۹۱	وجہی (عبدالحق)	قطب مشتری	انجمن ترقی اردو دھلی	۱۹۳۸
۹۲	یوسف ظفر	زھر خند	نیا ادارہ لاہور	۱۹۴۲
۹۳	یونیورسٹی لوک گیت ٹولی	ہمارے گیت	دوست پریس علی گڑھ	طبع اول

فہرست کتب

نمبر	مصنف	کتاب	ناشر	سال
۱-	اعجاز حسین	نئے ادبی رحجانات	کاروان پبلشرز الہ آباد	۱۹۴۲
۲-	اعجاز حسین	اردو ادب آزادی کے بعد	کاروان پبلشرز الہ آباد	۱۹۶۰
۳-	احتشام حسین	تنقیدی جائزے	احباب پبلشرز لکھنئو	۱۹۵۱
۴-	آل احمد سرور	نئے اور پرانے چراغ	ادارہ فروغ اردو لکھنئو	۱۹۵۵
۵-	اظہر علی فاروقی	لوک گیت	ادارہ انیس الہ آباد	طبع اول
۶-	اختر اورینوی	اردو زبان و ادب کا ارتقاء ۲۰۴ سے ۱۸۵۷ تک	بسمل لیتھو پریس پٹنہ	۱۹۵۷
۷-	ارسطو مترجمہ عزیز احمد	بوطیقا	انجمن ترقی اردو دہلی	۱۹۶۱
۸-	بدیع حسینی	دکنی میں ریختی کا ارتقاء	انجمن ترقی اردو حیدرآباد	طبع اول
۹-	باقر مہدی	آگہی د بیباکی	گوشہ ادب بمبئی	۱۹۶۵
۱۰-	ریاض احمد	قیوم نظر ایک تنقیدی مطالعہ	اتحاد پریس لاہور	-
۱۱-	ذکی الحق	ذکر و مطالعہ	منزل پٹنہ بار اول	۱۹۵۹
۱۲-	سید احمد دہلوی	رسوم دہلی	کتاب کار پبلشرز رامپور	۱۹۶۵
۱۳-	سید عبداللہ	نقد میر	نقوش پریس لاہور بار اول	۱۸۵۸
۱۴-	عبداللہ خان خلیل	اردو غزل کے پچاس سال	مکتبہ کلیان لکھنئو	۱۹۶۱
۱۵	عبادت بریلوی	جدید شاعری	اردو دنیا کراچی	۱۹۶۱
۱۶	عبدالرحمن بجنوری	باقیات بجنوری	مکتبہ جامعہ نئی دہلی	۱۹۴۰
۱۷	عبدالقادر سروری	جدید اردو شاعری	آزاد بک ڈپو امرت سر	۱۹۴۶
۱۸	عشرت رحمانی	اردو ادب کے آٹھ سال	کتاب منزل لاہور	بار اول

۱۹۔ فارغ بخاری	پشتو لوک گیت	نیا مکتبہ قصہ خوانی پشاور	بار اول
۲۰۔ مسعود حسین خان	اردو زبان اور ادب	ایجوکیشنل بک ہاوس علیگڑھ	ترمیم شدہ ۱۹۶۲
۲۱۔ مسعود حسین خان	شعرو زبان	شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد	۱۹۶٦
۲۲۔ مسعود حسن رضوی	اردو ڈرامہ اور اسٹیج	کتاب نگر دین دیال روڈ لکھنئو	۱۹۵۷
۲۳۔ محمد حسین	اردو مین رومانی تحریک	سلسلہ مطبوعات شعبہ اردو علیگڑھ	۱۹۵۵
۲۴۔ محمود شیرانی	پنجاب مین اردو	مکتبہ کلیان بشیریہ گنج لکھنئو	۱۹٦۰ بار اول
۲۵۔ نصیرالدین ہاشمی	دکن مین اردو معہ اضافہ اندھرا مین اردو	نسیم بک ڈپو لکھنئو	۱۹٦۳ چھٹی اشاعت
۲۶۔ وزیر آغا	اردو شاعری کا مزاج	جدید ناشرین لاہور	۱۹٦۴
۲۷۔ وزیر آغا	تنقید اور احتساب	جدید ناشرین لاہور	۱۹٦۷
۲۸۔ وزیر آغا	نظم جدید کی کروٹین	جدید ناشرین لاہور	۱۹٦۳
۲۹۔ وقار عظیم	آغا حشر اور انکے ڈرامے	اردو مرکز گنپت روڈ لاہور	۱۹٦۰
۳۰۔ یوسف حسین خان	اردو غزل	انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ	۱۹۵۷

१- ओमप्रकाश अग्रवाल — हिन्दी गीति-काव्य, इण्डियन प्रेस लि० इलाहाबाद

२- अयोध्यासिंह उपाध्याय "हरिऔध" — कबीर वचनावली, नागरी प्रचारिणी सभा, काशी, सं० २००८

३- उपेन्द्र नाथ अश्क — उर्दू काव्य की एक नई धारा, हिन्दुस्तानी एकेडेमी, इलाहाबाद, १९४९

४- उत्तर प्रदेश के लोकगीत — सूचना विभाग, लखनऊ, सं० १८८१

५- कृष्णदास — लोक-गीतों की सामाजिक व्याख्या, हिन्दुस्तानी एकेडेमी, इलाहाबाद, १९६५

६- कृष्णदेव उपाध्याय — भोजपुरी ग्राम गीत भाग २ , साहित्य सम्मेलन, प्रयाग

७- कृष्णदेव उपाध्याय — लोक साहित्य की भूमिका, प्रथम संस्करण, १९५७

८- कबीरदास- संपा० सरदार जाफ़री — कबीर बानी, हिन्दुस्तानी बुक ट्रस्ट, बम्बई, १९५९

९- चिन्तामणि उपाध्याय — मालवी लोकगीतों का एक विवेचनात्मक गध मंगल प्रकाशन, जयपुर, १९६४

१०- जगदीश सिंह गहलौत — मारवाड़ी ग्राम गीत , हिन्दी पुस्तक एजेन्सी, इलाहाबाद

११- दिनेश सक्सेना विवेशायन एवं भूपेन्द्र स्नेही — गीत- (१) , (२) गीत प्रकाशन, दिल्ली- १६६५

१२- परशुराम चतुर्वेदी — मध्यकालीन प्रेम साधना, साहित्य भवन, इलाहाबाद, १६५२

१३- बलराज हैरत — उर्दू के प्रेम गीत- अशोक पाकेट बुक्स, दिल्ली

१४- भवभूति — उत्तररामचरित, चौखम्बा सीरीज़, वाराणसी

१५- मीराबाई — सम्पा० परशुराम चतुर्वेदी, हिन्दी साहित्य सम्मेलन, प्रयाग, १६५७

१६- मसूद हुसैन खां — रूप बंगाल, मौडर्न प्रिन्टिंग वर्क्स, अलीगढ़, १६४८

१७- महादेवी वर्मा — यामा, भारती भण्डार, इलाहाबाद,१६४८

१८- रामनरेश त्रिपाठी — कविता कौमुदी, तीसरा भाग, नवनीत प्रकाशन, बम्बई, तीसरा संस्करण ,१६६२

१६- राजेश्वर प्रसाद चतुर्वेदी — रीतिकालीन कविता- प्रथम संस्करण

२०- रामचन्द्र शुक्ल — हिन्दी साहित्य का इतिहास, काशी नागरी प्रचारिणी सभा, काशी,१६३५

२१- विश्म्भरनाथ — महादेवी का विवेचनात्मक गद्य, किताब महल, इलाहाबाद, १६५८

२२- डा० शकुन्तला दूबे — काव्यरूपों के मूल स्रोत और उनका विकास, हिन्दी प्रचारक, १९५८

२३- डा० सत्येन्द्र — लोक साहित्य विज्ञान, शिवलाल अग्रवाल एण्ड कम्पनी, आगरा, १९६५

२४- सूर्यकरण पारीक, — राजस्थानी लोकगीत, राजस्थानी रिसर्च सोसाइटी, कलकत्ता

२५- सच्चिदानन्द तिवारी — आधुनिक गीति काव्य- हिन्दी साहित्य सम्मेलन, प्रयाग १९६४

२६- सीता देवी दमयन्ती — धूल धूसरित मणियां, नेशनल पब्लिशिंग हाउस, दिल्ली- १९५६

२७- सुमित्रानन्दन पंत — आधुनिक कवि, हिन्दी साहित्य सम्मेलन, प्रयाग, १९४२

२८- सन्त राम अनिल — कन्नौजी लोकगीत, लखनऊ विश्वविद्यालय, लखनऊ, १९५७

२९- त्रिपाठी प्रवासी — गीतिकाव्य का विकास, हिन्दी प्रचारक पुस्तकालय, वाराणसी, १९६१

३०- ऋग्वेद — वैदिक रिसर्च इन्स्टीट्यूट, बम्बई

३१- अमरकोष: — टीकाकार पं० श्री हरगोविन्द शास्त्री चौखम्बा संस्कृत सीरीज़, आफिस, बनारस १९५७

३२- हिन्दी साहित्य कोश	धीरेन्द्र वर्मा , ज्ञान मण्डल लि० बनारस १९३५
३३- समीक्षा शास्त्र	राजपाल एण्ड सन्ज़, दिल्ली
३४- हिन्दी विश्व कोश खण्ड ३	नागरी प्रचारिणी सभा, काशी, १९६३

पत्र- पत्रिकाएं

जनपद	त्रैमासिक पत्रिका	प्रथम अंक	दिल्ली	
जनपद	त्रैमासिक पत्रिका	चतुर्थ अंक	दिल्ली	
हंस	मासिक पत्रिका	फरवरी	१६३६	इलाहाबाद

सम्मेलन पत्रिका   सं० २०१०   इलाहाबाद

1- C. Day Lewis — The lyric impulse, Chatto and windus Ltd London 1965

2- Christopher Coudwell — Illusion and reality People's Publishing House 1950

3- Ernest Rhys — Lyric, London 1913

4- Edward. W. Rosenhum. J.R, What happens in Literature The University of Chicago Press 1963

5- F.T. Palgraye — Golden Treasury Oxford University Press London 1964

6- F.B. Gummer — Hand book of Poeties Boston 1951

7- George Sampson — The Concise Cambridge History of English Literature London

8- George Thomson — Marxism and poetry People's publishing House 1954

9- Hazard Adams — The Context of poetry University paper back London 1956

10- H. Coombes — Literature and Criticism First Published by Chatto & windus 1953

11- H.J.C. Grierson — Lyrical poetry from Blake to Hardy London 1928

12- I.A. Richards — Principles of literary Criticism 14th Edition London 1955

13- James Reeves — Understanding poetry London 1965

14- johan Drink water — The Lyric Martim Seckar London 1916

15- Peter Westland — Literary Appreciation London 1962

16- Marjori Boulton — The anatomy of poetry London 1964

17- Markham L. Peacock — Critical openions of W. Wordswarth The Johan Hopkins Press Batlimore

18- Norman Hepple — Lyrical forms in English 2nd Edition Cambridge 1923

١٩- Susanne Langer — Reflection on art. Oxford University Press 1961

٢٠- Thoms Hutchinson — The poetical works of W. Words worth Oxford University Press London 1926

٢١- William Flink Ihrall and Addison Hibhard A Hand book of Lit New York

٢٢- Encyclopedia Britannica Volume 14 London 1959

٢٣- Joseph. T. Shipley — Dictionary of World Literary terms, London 1953

رسائل

۱۔ افکار	حفیظ نمبر ۱۹۶۳	مکتبہ افکار کراچی
۲۔ افکار	جوش نمبر ۱۹۶۱	مکتبہ افکار کراچی
۳۔ ادبی دنیا	فروری ۱۹۲ تا فروری ۱۹۵۹	دفتر ادبی دنیا لاہور
۴۔ ادب لطیف	مارچ ۱۹۳۵ تا نومبر ۱۹۰۵	مکتبہ ادب لطیف لاہور
۵۔ ادیب	جون ۱۹۴۵ تا جولائی ۱۹۴۷	دفتر رسالہ ادیب چاندنی محل دھلی
۶۔ ایشیا	جنوری فروری ۱۹۴۰	بمبئی
۷۔ اوراق	شمارہ خاص ۱۹۶۶	چوک اردو بازار لاہور
۸۔ آج کل	فروری ۱۹۴۲ تا جولائی ۱۹۶۳	دھلی
۹۔ پیام حسنی	ارزو نمبر	لکھنئو
۱۰۔ زمانہ	جولائی ۱۹۱۵ تا جنوری ۱۹۴۹	زمانہ پریس کانپور
۱۱۔ خیال	مارچ ۱۹۵۳	بمبئی
۱۲۔ سوغات	نظم جدید نمبر ۸ —— ۷	انٹرنیشنل پریس کراچی
۱۳۔ ساقی	مارچ ۱۹۲۴ تا اکتوبر نومبر ۱۹۶۷	ساقی بک ڈپو کراچی
۱۴۔ سیپ	جنوری شمارہ نمبر ۸ —نمبر ۹	شیر شاہ کالونی کراچی
۱۵۔ سہیل	جنوری ۱۹۳۶	علی گڑھ
۱۶۔ سویرا	۱۲ ـ ۱۷ ـ ۱۸ ـ ۱۹ ـ ۲۱ ـ ۲۲ ـ ۲۴ ـ ۲۵	سویرا آرٹ پریس لاہور
۱۷۔ شاھکار	نمبر نمبر ۱ تا دسمبر ۱۹۵۵	مکتبہ شاھکار الہ آباد
۱۸۔ شب خون	فروری ۱۹۶۸	رانی منڈی الہ آباد
۱۹۔ شاھراہ	نمبر ۱ تا دسمبر ۱۹۵۹	مکتبہ شاھراہ دھلی
۲۰۔ صحیفہ	تیسرا سال پہلا شمارہ	مجلس ترقی ادب لاہور

۲۱ ۔ کتاب	فروری ۱۹۶۸	چوک لکھنؤ
۲۲ ۔ کتاب	اپریل ۱۹۴۶	لاہور
۲۳ ۔ مجلۂ عثمانیہ	دکنی ادب نمبر ستمبر ۶۲-۱۹۶۳	عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن
۲۴ ۔ مشرب	۱۹۵۵	کراچی
۲۵ ۔ معاصر	جولائی ۱۹۴۲ تا مئی ۱۹۵۶	دائرہ ادب پٹنہ
۲۶ ۔ نقوش	فروری مارچ ۱۹۵۳	ادارہ فروغ اردو کراچی
۲۷ ۔ نیرنگ خیال	جنوری ۱۹۲۶ تا فروری ۱۹۵۲	دفتر نیرنگ خیال لاہور
۲۸ ۔ نگار	فروری ۱۹۲۲ تا اپریل ۱۹۶۳	نگار بک ایجنسی لکھنؤ
۲۹ ۔ نئی قدریں	فکر جدید نمبر شمارہ نمبر۵ ۔۱۹۶۶	حیدرآباد پاک
۳۰ نیا دور	۳۲ ـ ۳۳ ـ ۱۵ ـ ۱۸	کراچی

هر دور کے نمائنده گیتون کا انتخاب

(١)

هند مین کیسو پهاگ مچوری
جورا جوری

پهول تخته هند بنا تها
کیسر کی سی کیاری

کیسو پهوٹے بهاگ همارے
لٹ گئی باگ بهاری
لٹ گئی سب پهلواری

گو لن کا گلال بنایو
تو پن کی پچکاری

آٹے رهی سگری مکهه پر
ایسی تک تک ماری
شور دینا مین مچوری

گنگا رام بهودی نے
تخت کا ناس کیوری

او کوونے کاهے
ایسا پاپ کیوری
سراپ سب کا لیوری -

بهادر شاه درگاهی مردنے
دین کا ساتهه دئیوری

مرتے دم تک اس پربهی نے
دین هی دین کیوری -
نام اس رب کا لیوری

هند مین کیسو پهاگ مچوری
جورا جوری -

بهادر شاه ظفر

(۲)

پیا بن گجر گئی رین مہکا

آج ہو نہین آئے پیتم مورے

موھے تڑپت بیتی گھڑی پل چھن دن

اونکو دھیان تن من مین رم رہو

بچھڑت ناھین موری ھت چت سون

تولگی سندر پیاری موری موہ سی

تد ہو وی موری جیہ کو چین -

واجد علی شاہ

(۳)

پالاگی کر جوری	شیام موسے کھیلو نہ ہوری
گوان چراون مین نکسی ہون	ساس نند کی چوری
سگری چھڑ تار نگر مین بھجوؤ	اتنی سنو بات موری
	شیام مورے کھیلو نہ ہوری
چھین جھپٹ مورے ہاتھ سے گاگر	جورے بتیان مروری
ساس ھجازن گالی دے گی	بالم جیتا نہ چھوری
	شیام مورے کھیلو نہ ہوری
پھاگ کھیل کرے تم نے اے موھن	کا گت کیسی موری
سکھین مین استاد کے آگے	ہوئی بہون مین تھوڑی تھوڑی

شیام موسے کھیلو نہ ہوری

امانت

(۴)

مظہر پیا کا رنگ ہے سب مل کھیلو پھاگ

صابرے رنگ کی پچکاری مین کیسر بھروری

عاشق کے رنگ سب بھر جا وین

ہوری کھیلو آج رے

ضامن پیا کی چنری رنگا دی آپ رنگا ہے پاگ رے -

ضامن

(۵)

جیا توسے بدریا برسے سکھی دن کیسے کٹیں گے بہار کے

جیا جائے گھبرائے

کسے جوبن دکھاؤں اپھار کے

ہائے جیا توسے بدریا برسے

بھنورا گونجے ڈالی ڈالی بولے کوئل کالی

سیجیا خالی پیا نا ہمن آئے

ہائے کیسے رہوں جیا مار کے

جیا توسے بدریا نا برسے

آغا حشر کاشمیری

(۷)

گھنگھروا باجے چھنانا چھن

اس گھنگھرو کی چھنن چھنن میں بھرے پڑے ہیں گن

گھنگھروا باجے ....

چھنن چھنن جب گھنگھرو بولے بند ہی گانٹھ بھاگوں کی کھولے

سونا رویا ایک میں گھولے اور برسائے ھن -

گھنگھروا باجے ....

میٹھے بول پہ کر نہ بھروسہ جگ میں ہے دھوکا ہی دھوکا

جھوٹی بات پہ بہرا بن جا سچی بات کو سن

گھنگھروا باجے ....

بولے ساگر پار چریا ھو بولی پر ڈولے نیا اس دنیا کا کون کھویا

چل اچھا ہے لگن

گھنگھروا باجے ....

پھل کرموں کے بورے بھلے ہیں لابھ کے موتی پنے تلے ہیں سچے جھوٹے ملے جلے ہیں

ادھکاری بن چن

گھنگھروا باجے ....

آرزو لکھنئو -

(ے)

(۱)

رنگ دے قدیم رنگ رنگ دے قدیم رنگ

رنگ دے قدیم رنگ بے دریغ بے درنگ

جسکی ضو سے مات ہو رنگ بازئی فرنگ

عشق کے لباس کو

رنگ شوخ و شنگ دے

رنگ دے رنگ دے قدیم رنگ

(۲)

رنگ دے رنگ دے قدیم رنگ

ایک ہی امنگ دے ایک ہی ترنگ دے

دین دھوم مٹ نہ جائے پاس نام و ننگ دے

دامن دراز دے

یا قبائے تنگ دے

رنگ دے رنگ دے قدیم رنگ

(۳)

رنگ دے رنگ دے قدیم رنگ

عمر گھٹ گئی تو کیا ڈور کٹ گئی تو کیا

یہ ہوائے تند و تیز رخ پلٹ گئی تو کیا

آگئی نسبت رت

اوراکہ پتنگ دے

رنگ دے　　　　رنگ دے قدیم رنگ

(۴)

رنگ دے　　　　رنگ دے قدیم رنگ

صلح ہو کہ جنگ ہو　　　　ساتھیون کا سنگ ہو

سب ہمین پسند ہے　　　　خون ہو کہ رنگ ہو　　　　ایک رنگ رنگ دے

رنگ دے　　　　رنگ دے قدیم رنگ

حفیظ سوزو ساز

(۸)

وہ آنکھون مین بستے ھین -

رونا یہ ھے ہم پھر بھی صورت کو ترستے ھین -

وہ آنکھون مین بستے ھین -

دل ہوتا ھے بے کل

آنکھون سے یہ بادل کیون دن رات برستے ھین -

وہ آنکھون مین بستے ھین -

کیا بات ھے ساجن کی

یہ نین تو ساون کی بدلی سے بھی سستے ھین

وہ آنکھون مین بستے ھین

فریاد جفاؤن سے

آنکھون کی گھٹاؤن سے - ساون سے برستے ھین -

وہ آنکھون مین بستے ھین -

اختر شیرانی

(۹)

گاڑ لینا کیسے بھائی ایسے بھائی ھیّا ھیّا

بوجھ اٹھانا بوجھ اٹھایا محل سراکا ھان ھان بھائی

محل سراکا ھان ھان بھائی بوجھ اٹھالو بوجھ اٹھایا

اونچا کرلو ھیّا ھیّا بوجھ اٹھا لو ھیّا ھیّا

بوجھ اٹھایا ھیّا ھیّا

ھاتھ بجاکے ھان ھان بھائی پیر بجا کے ھان ھان بھائی

بوجھ اٹھالو بوجھ اٹھایا اونچا کرلو ھیّا ھیّا

شیر بہادر ھیّا ھیّا اونچا کرلو محل سرا کو

بوجھ اٹھالو بوجھ اٹھایا کیسے بھائی ھیّا ھیّا

شیر بہادر ھیّا ھیّا آگے سرکے ھیّا ھیّا

شیر بہادر ھیّا ھیّا

ھان ھان بھائی ھیّا ھیّا

پیٹ پلے گا مہارا تہارا محل بنے گا راجہ جی کا

پیٹ پلے گا مہارا تہارا باغ بنے گا راجہ جی کا

پھول کھلیں گے ھان ھان بھائی جشن اڑیں گے ھان ھان بھائی

پیٹ پلے گا مہارا تہارا چار مہینے مہارا تہارا

پیٹ پلے گا مہارا تہارا مہارا تہارا مہارا تہارا

ھان ھان بھائی مہارا تہارا شیر بہادر ھیّا ھیّا

کیسے بھائی ھیّا ھیّا

پیٹ پلے گھا ھیّا ھیّا

اور اٹھاؤ	ھہیّا ھہیّا	آگے سرکے	ھہیّا ھہیّا
آٹھ مہینے	بھوکہ لگے گی	شیر بہادر	بھوکہ لگے گی
بن کپڑے کے	بن لتّے کے	آٹھ مہینے	بن روٹی کے
زور لگاؤ	ھہیّا ھہیّا	بھوکہ لگے گی	بھوکہ لگے گی
کیسے بھائی	ھہیّا ھہیّا	شیر بہادر	ھہیّا ھہیّا
اور ابھارو-	ھہیّا ھہیّا	ھاتھ بجا کے	ھہیّا ھہیّا
شیر بہادر	ھہیّا ھہیّا	دام ملین گے	ھہیّا ھہیّا
سود بھرین گے	ھہیّا ھہیا	قرض ملے گا	ھہیّا ھہیّا
شیر بہادر	ھہیّا ھہیّا	اور ابھارو	ھہیّا ھہیّا

پیر بجاکے

ھہیّا ھہیّا

مطلبی فرید آبادی

(۱۰)

کس کو اپنے گیت سناؤں کسے سنا کے رجھاؤں

اپنے آنکھوں کے پانی سے کس کے دل کو اب بہلاؤں

جو اپنے تھے بنے بدیسی ہم سے ناطہ توڑ چکے

نیلے نبھ کے پار پہنچتی تھی جو بھاؤنا میرے من کی

ایسی بے کل بے بس ہے اب سدھ نہ رہی بسرے جیون کی

من کو رجھانے والے شبدون کی کڑیاں ہم جوڑ چکے

جو اپنے تھے بنے بدیسی ہم سے ناطہ توڑ چکے

کھڑا ہوا ہے اب بھی ہمالہ دیکھ رہا ہے سوانگ جگت کے

ندیاں اب بھی سنگار کیے ہیں دیس کا چاندی کی ریکھا سے

گنگ و جمن کی لہروں سے بھی اپنا منہ اب موڑ چکے

جو اپنے تھے بنے بدیسی ہم سے ناطہ توڑ چکے

مقبول احمد پوری

(۱۱)

هردے بیچ مسکائے

سکھی کوئی هردے بیچ مسکائے

من مندر مین آکر بیٹھا

نگری ایک بسا کر بیٹھا

روپ انوپ سجا کر بیٹھا

سندر چھبی دکھلائے

سکھی کوئی هردے بیچ مسکائے

رس بھری بات سناتا هے وہ

گیت پیت کا گاتا هے وہ

جیرا میرا للچاتا هے وہ

نین سے نین لڑائے

جادو سا من بسنے آیا

پیت کے پھندے کسنے آیا

ناگن بن کر ڈسنے آیا

سوتی آگ جگائے

سکھی کوئی هردے بیچ مسکائے

کیسے سمجھاؤں مین من کو

روگ لگا میرے بالے پن کو

کھائے جاتا هے پاپن کو

کچھ نہ مجھے سہائے

سکھی کوئی هردے بیچ مسکائے

اندر جیت شرما

(۱۲)

رنگ دونا جیون کے کچھ پل

پریم چبھن سے مین الجھن مین

امرت رس ہو کر تم برسو

اترو ایک کرن بن مین

پھر یہ شیش محل ہو جھل جھل

رنگ دونا جیون کے کچھ پل

چنچل من تو چاہ سے پاگل

کون کرے پر راھین روشن

بره کی اگنی تم ھی بھر دو

کر دو من مین چتائین روشن

جیون مین پھر کر دو ھلچل

رنگ دونا جیون کے کچھ پل

مسعود حسین خان

(۱۳)

پلک پلک پیار ترا چھلک چھلک جائے

آئی مین دوار تورے البیلا روپ لئے

زلفون کی چھاؤن لئے مکھڑے کی دھوپ لئے

پاؤن ترے چھونے میری پلک پلک جائے

سینے کی دھڑکن مین آج تری چاپ سنون

گاون گن تیرے پیا اپنی دھن آپ سنون

سانس بھی لون مین تو خوشی چھلک چھلک جائے

پلک پلک پیار تیرا چھلک چھلک جائے

اپنی تقدیر پہ مین اتراؤن آج کے دن

تو ھے مورے پاس تو مین شرماؤن آجکے دن

آج میرا آنچل بھی ڈھلک ڈھلک جائے

پلک پلک پیار تیرا چھلک چھلک جائے

قتیل شفائی

(۱۴)

تم دور ہی دور سے دیکھو ہمین

ہم دور ہی دور سے دیکھین تمہین

یونہی ناؤ بہے ندیا بھی بڑے بڑھتے بڑھتے ساگر سے ملے

آئے نہ کنارا پاس کبھی

ہو پوری نہ دلکی آس کبھی

کوئی آہ بھرے کوئی چپ ہی رہے جیئو پھلواری مین ہون پھول کھلے

تم دور ہی دور سے دیکھو ہمین

ہم دور ہی دور سے دیکھین تمہین

سچ بات ہے یہ ہمین پریت نہین

جہان ہار نہین وہان جیت نہین

اب جو بھی سنے چاہے تو ہنسے چاہے تو کہین کیا بات کہی

آکاش پہ تم اک تارا ہو

چاہے اور کا چاہے ہمارا ہو

یہ بات پہیلی بن بوجھی جب بوجھ چکے تب مان کہی

جب ایسی نربل کا منا ہو

سنجوگ سے کیسے سامنا ہو

جو دکھ آوے سہتا جائے - پریمی کا دوش یہ اپنا ہے

ہم ایسا جھولا جھولتے ہین

جو بیت چکے اسے بھولتے ہین

یہ گیان یہ دھیان ہے رکھوالا ہر بات یہان کی سپنا ہے

میراجی

(۱۵)

لپک جھپک کر آئیں جائیں
بگڑ بپھر کر شور مچائیں
دھیان کی لہراتی چھاؤں کے
بھورے کالے بادل
روم جھوم کر برسیں

سجی ہوئی ہر سج پہ جھولیں
کلی کلی کی مہک کو پھولیں
نئی نویلی آشاؤں کے
اڑتے اڑتے آنچل
چوم چوم کر برسیں

قیوم نظر

(۱۶)

تورے ہمرہی کھو گئے رے مسافر   مسافر چلے چل

نہ جانے وہ کیا ہو گئے رے مسافر   مسافر چلے چل

تیری منزلین تیری نظرون سے اوجھل

مسافر

چلے چل چلے چل چلے چل -چلے چل

اندھیرے مین اب ساتھ کیا دیکھتا ہے

بہرحال چل رات کیا دیکھتا ہے

دیا بجھ گیا ہے

دیا بجھ گیا ہے

تیری منزلین تیری نظرون سے اوجھل

مسافر

چلے چل -چلے چل -چلے چل -چلےچل

سمجھ موت کی وادیون سے گزرتا   چلا جا رہا ہے

سحر کے تعقب مین گرتا ابھرتا   چلا جا رہا ہے

مسافر

چلے چل -چلے چل -چلے چل -چلے چل

مخدوم محی الدین

(۱۷)

چھن چھنن چھنن

چھن چھنن چھنن

یہ رات کا بوجھ اور دن کی تھکن

یہ من کی پیاس آنکھوں کی جلن

یہ اپنی لگن

سنگیت سالوک بن جاتی ہے

چھنن چھنن چھنن

یہ کنوار پتے کی تیز مہک

یہ ان دیکھے جسموں کی مہک

یہ اپنی لگن

گھنگھرو بنکو لہراتی ہے

چھن چھنن چھنن

یہ بھیدوں کی ہر آن تپش

آکاش کی اور دھرتی کی خلش

آخر سرگم بن جاتی ہے

چھن چھنن چھنن

یہ روٹی کی ان تھک بازی

جب ختم ہوئی تو لے سازی

یہ اپنی لگن

ہر بات یہیں آجاتی ہے

چھن چھنن چھنن

جمیل الدین عالی

(۱۸)

بات تو دیکھو پاگل من کی

چاہ کرے اس کے جوبن کی

جس کا بسیرا سیج گگن کی

باتیں دیکھو پاگل من کی

جب دن کا دیپک بجھ جائے گا

امڈ گھمڈ کر بادل چھائے

اک ناری شرماتی آئے

آئیں گھڑیاں مدھر ملن کی

باتیں دیکھو پاگل من کی

سپنے کب سچے ہوتے ہیں

پربھی تو یونہی روتے ہیں

جلتی رہے گی جوت گگن کی

منیر نیازی

(۱۹)

ساجن بدرمنیر　　　تجھ بن دل گھبرائے

آندیا کے بیر بادل گھر گھر آئے

ساجن بدرمنیر

تو ھے مری چاھت کا سپنا

تجھ پر واروں جیون اپنا

تیری سجل تصویر روح میں رس بکھرائے

ساجن بدرمنیر

پیاس بڑھے تیرے درشن کی

جوں جوں برسے رت ساون کی

لاگیں برہ کے تیر　　　پریت اگن سلگائے

ساجن بدرمنیر　　　تجھ بن دل گھبرائے

شام کو جب سائے لہرائیں

دھیان ترے موھے چھیڑ ستائیں

لاج سے مچلے سریر جھوڑا کھل کھل جائے

ساجن بدرمنیر

لوگ بھی آنر موھی سیاں

جوڑوں ھاتھ پڑوں تو اے پیاں

نین بہائیں نیر

کون اب دھیر بندھائے

ساجن بدرمنیر　　　تجھ بن دل گھبرائے

ناصر شہزاد

(۲۰)

جاؤ نیا سویرا لاو

اندھیارے مین کب تک بیٹھے من بہلاؤگے
کب تک سوکھے پتون سے یہ محل سجاؤگے
پت جھڑ آخر بیتے گی ساون رت آئے گی
جیون کی شاخون پر کوئل جھوم کے گائے گی -

تم بھی اپنا سوگ مٹاؤ
جب کے سب بند ھن بسراؤ -
گاؤ گیت ملن کے گاؤ -
جاؤ نیا سویرا لاؤ

پت جھڑ کی روکھی رت نے بیدرد کیا ھے تم کو
سوکھے پتے کے سنگ اسنے زرد کیا ھے تم کو
یہ زردی مٹ جائے گی جب پھول کھلین گے ھر سو
پھلواری مین ناچے گی پھر مست منوھر خوشبو

چھوڑو بھی وہ رات کی باتین
بھول بھی جاو جلتی راتین
پریم کی جوت جگاؤ
جاؤ نیا سویرا لاؤ -

تاج سعید

(۲۱)

بیت گئی رات

بیت گئی رات ڈھلی ندیا کے پانی مین

پہلی کرن

املی سے توتے نے پھینکے کٹارے

انگن سے ڈوڑ پڑے سانجھ سکارے

چھل کی ٹونٹی سے گرتے ستارے

بیت گئی رات

بیت گئی رات بندھے کاجل کی ڈور سے

چنچل ہون

کرسی کے ہتھے پر چاۓ کی پیالی

کھانسی کی کھر کھر مین ادھ ننگی گالی

چھوٹ گئی ہاتھون سے پوجا کی تھالی

بیت گئی رات

بیت گئی رات گھنی پلکون کے ساۓ مین

چھلکے نین -

بیت گئی رات

ندا فاضلی

(۲۲)

ٹرینون کے ادھر ادھر دوڑتی

سڑکون کو جہان تہان موڑتی

ڈگر ڈگر لہرون پہ ڈولتی

یہ چاندی کی نگریا

سونے کے چمچون مین گجر گجر دودھ

مٹی کے پیالون مین دھول

ریشم کے ٹکڑون مین گڑیان بندھی ھین

چیتھڑون مین جیون کی بھول

جاگتی ھسناتی ھے سوتی رلاتی ھے

بھیرون کے اونچے سر مین لوریان سناتی

آنے دو آنے پر ناچتی نچاتی

یہ چاندی کی نگریا

حسن کمال -